اظہارِ خطابت

ذیقعدہ

۶

ذی الحجہ

مصنف

خطیب سنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

اردو بازار لاہور

اظہارِ خطابت

6

خطیب سنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

اردو بازار لاہور

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

اُس (اللہ) نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے بیان سکھایا ہے

اظہارِ خطابت

جلد ششم

ذیقعدہ ❁ ذی الحجہ

مصنف: خطیب اہلسنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

ارود بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: اظہارِ خطابت جلد ششم

تصنیف: خطیب اہلسنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور

پروف ریڈنگ: محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

کمپوزنگ: ورڈز میکر

تعداد: 1100

سن اشاعت: جولائی 2007ء ربیع الثانی 1428ھ

ناشر: ملک شبیر حسین

سرورق: فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور

قیمت: روپے

شبیر برادرز

فون: 042-7246006

انتساب

فقیر خادم اہلسنت و جماعت محمد مقبول احمد سرور سنی حنفی نقشبندی مجددی
اپنی اس ادنیٰ سی تبلیغی کاوش کو
جانشین مصطفیٰ خلیفہ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
مرادِ مصطفیٰ خلیفہ ثانی حضرت سیّدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ
کامل الایمان والحیا خلیفہ ثالث حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
امام الاولیاء اخی مصطفیٰ خلیفہ رابع حضرت سیّدنا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم
کی عظیم بارگاہوں میں منسوب کرتا ہے اور چار یاران مصطفیٰ علیہ السلام سے کرم کی
بھیک مانگتا ہے کہ بروز قیامت ان کا سایۂ برکت نصیب ہو اور ان کے غلاموں میں
رفاقت کی دولت نصیب ہو

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر عثمان و علی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

اور بقول امام احمد رضا بریلوی

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین

نیاز آگیں

گدائے صحابہ

محمد مقبول احمد سرور

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت علیہ الرحمت فیصل آباد

فہرست مضامین جلد ششم

Scanned with CamScanner

چند گزارشات قارئین کے لیے

محترم قارئین کرام!

الحمد للہ رب العالمین' اظہار خطابت جلد ششم جو کہ ماہ ذی قعدہ اور ذوالحجہ کے چھ چھ خطبات پر مشتمل ہے کل بارہ خطبات ہیں مکمل ہو گئی۔

میں اپنے ربّ کریم جل جلالہ کے حضور لا تعداد شکر گزار ہوں کہ مجھ جیسے کم علم کج فہم نا تجربہ کار سیہ کار سے اس نے محض اپنے لطف و کرم سے یہ کام دین کا لیا۔

اس کے بعد اپنے آقا و مولیٰ امام الانبیاء فہیہ ہر دوسرا سیّد المرسلین الاوّلین والآخرین کی ذات انور پر بے شمار درود شریف کا تحفہ نچھاور کرتا ہوں کہ جن کے بے پایاں کرم نے اس ناچیز کو ہر مقام پر سنبھالا اور سہارا دیا

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل

حضور کی بندہ پروری ہے

قارئین سے التماس ہے کہ جملہ کتب میں جو غلطیاں ہوں ان کی اطلاع ناشرین کو دی جائے تا کہ آئندہ ایڈیشنز میں وہ اغلاط دور کی جا سکیں۔

جو احباب بھی اس سلسلۂ تبلیغ سے مستفید ہوں اس حقیر کی صحت کاملہ عاجلہ نافعہ مستمرہ کے لیے دعا کرتے رہیں اور میرے والد محترم عاشق رسول امام خطابت حضرت شیخ التبلیغ علامہ مولانا پیر غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المعروف سمندری والے) اور میرے جد امجد عاشق قرآن حضرت باباجی اکبر علی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ عزیز رشتے دار جو اس دار فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اور میرے جملہ مشائخ و

اساتذہ علیہم الرحمۃ کے لیے دعا مغفرت فرماتے رہیں۔

دعا ہے اللہ کریم جل جلالہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل اس تمام تبلیغی سلسلہ کو میرے اور والدین و اولاد کے لیے اور جملہ مسلمانوں کے لیے نجات کا سبب بنائے اور گناہوں سے درگزر فرماتے ہوئے اپنے عفو و کرم میں پناہ دے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

آخر میں اپنے محسن آل نبی اولاد علی حضرت قبلہ پیر سیّد حمایت الرسول قادری صاحب زید مجدہ اور جناب ملک شبیر اینڈ برادران کا مشکور ہوں کہ جن کی کاوشوں سے یہ سلسلہ پایۂ انجام کو پہنچا اللہ تعالیٰ ان سب کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

دُعا گو

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ

حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ فیصل آباد

پہلا خطبہ (ذی قعدہ)

سرکار نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے مرشد برحق

حضرات سامعین! ماہ ذی قعدہ کی آخری رات گزرنے کے بعد یکم ذوالحجہ کی صبح صبح میرے مرشد برحق سرتاج الاولیاء تاجدار علی پور شریف حضرت قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب المعروف سرکار نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دار فانی کو چھوڑ کر دار بقا

Scanned with CamScanner

کی طرف انتقال فرمایا تھا اس مناسبت سے آج میں اپنے پیرو مرشد کا ذکر خیر کروں گا۔

کون نقشِ لاثانی

کون سرکار نقش لاثانی؟ وہ سرکار نقش لاثانی علیہ الرحمت جو ولی کامل تھے کیونکہ وہ شریعت کے عالم بھی تھے اور طریقت پر عامل بھی گویا کہ وہ مجمع البحرین تھے کہ جن کے وجود باجود سے بیک وقت شریعت و طریقت کے دونوں دریا رواں دواں تھے

کون نقش لاثانی

کون سرکار نقش لاثانی؟ جو نسب کے اعتبار سے آل نبی اولاد علی تھے اور مسلک کے اعتبار سے سنی حنفی اور مشرب کے اعتبار سے نقشبندی مجددی گویا اس لحاظ سے بھی چشمۂ بحرین تھے

ان کے مبارک سراپا میں خون تھا　　حضرت علی کا
ان کے مقدس ہاتھوں میں دامن تھا　　حضرت صدیق اکبر کا

اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

کون نقش لاثانی

کون سرکار نقش لاثانی؟ وہ نقش لاثانی جن کی ساری زیست مستعار اتباع رسول سے عبارت تھی

اطاعت مصطفیٰ جن کے دل کا چین تھا　　وہ میرا مرشد علی حسین تھا
جن کے چہرہ منورہ میں جمال سرکار لاثانی کی تابانیاں تھیں
جن کے تبسم ریز ہونٹوں پر قرآن تھا یا حدیث خوانیاں تھیں
جو عشق رسالت سے مخمور..... لباسِ شریعت میں مستور تھے
ہر لمحہ جن کا اپنے نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ کے مطابق گزرتا تھا

شب و روز تبلیغی مساعی میں مصروف رہنا جن کا محبوب ترین عمل تھا

کون نقش لاثانی

جو دلبند مصطفیٰ بھی تھے اور فرزند مرتضیٰ بھی
جو جگر گوشۂ بتول بھی تھے اور نور دیدۂ رسول بھی

ہمیں فخر ہے

حضراتِ گرامی!

مجھے اور تمام وابستگانِ آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور سیداں شریف کو اس پر فخر ہے کہ ہم سرکار نقش لاثانی کے غلام ہیں

زہے قسمت کہ میرے پیشوا ہیں نقش لاثانی
میں جن کا ہوں گدا وہ شہنشاہ ہیں نقش لاثانی
میری کشتی کو کیوں ہو خوف طوفانوں کی موجوں کا
میری کشتی کے لوگو ناخدا ہیں نقش لاثانی

عظیم کامیابی

محترم سامعین کرام! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (سورۃ الاحزاب:71)

جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے عظیم کامیابی حاصل کی۔

کیونکہ اطاعت محبت کا ثمر ہے اور محبت معیت کا تقاضہ کرتی ہے اور ارشاد مصطفوی ہے کہ

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ　　(بخاری شریف)

انسان اسی کے ساتھ (قیامت کو) اٹھے گا جس سے وہ محبت کرتا تھا

ہم سب محبت کرتے ہیں　　سرکار نقشِ لاثانی علیہ الرحمت سے

Scanned with CamScanner

تو قیامت کے روز ہم اُٹھیں گے — سرکار نقش لاثانی کی معیت میں
سرکار نقش لاثانی محبت کرتے ہیں — سرکار لاثانی سے لہٰذا وہ ہوں گے ان کی معیت میں
سرکار لاثانی محبت کرتے ہیں — حضرت مجدد الف ثانی سے لہٰذا وہ ہوں گے ان کی معیت میں
حضرت مجدد الف ثانی محبت کرتے ہیں — سیّدنا صدیق اکبر سے لہٰذا وہ ہوں گے ان کی معیت میں
سیّدنا صدیق اکبر محبت کرتے ہیں — امام الانبیاء علیہ السلام سے لہٰذا وہ ہوں گے ان کی معیت میں

تو پھر جس معیت کا اعلان دُنیا میں ہو چکا ہے کہ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر29)
یہ صدیق اکبر ہیں — مصداق مَعَهٗٓ
تو آخرت میں بھی اعلان ہوگا کہ — وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ
تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت سے غلاموں کو حصہ مل جائے گا
جہاں مصطفیٰ علیہ السلام ہوں گے — معیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں گے
جہاں صدیق اکبر ہوں گے — معیت میں مجدد الف ثانی ہوں گے
جہاں مجدد الف ثانی ہوں گے — معیت میں سرکار لاثانی ہوں گے
جہاں سرکار لاثانی ہوں گے — معیت میں سرکار نقش لاثانی ہوں گے
جہاں سرکار نقش لاثانی ہوں گے — معیت میں غلامان نقش لاثانی ہوں گے
تو آواز آئے گی
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (سورۃ الاحزاب:71)
جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی'

یہ فوز عظیم ہے کہ آج غلامانِ سرکار نقش لاثانی حضرت ابو بکر الصدیق کی غلامی میں معیت مصطفیٰ میں ہیں
یہ تو نسب کے لحاظ سے نہیں صرف مسلک نقشبندیہ کے لحاظ سے ہے اب ذرا نسب کے لحاظ سے بھی ملاحظہ کریں

سرکار نقش لاثانی سے محبت کرنے والے

حضراتِ گرامی!
ہم غلامانِ حضرت نقش لاثانی ہیں
اور سرکار نقش لاثانی سے محبت رکھتے ہیں۔
اور سرکار نقش لاثانی سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند ہیں ان کی اولادِ پاک ہیں تو پھر آپ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک ہیں اور سرکار دو عالم کا یہ ارشاد پاک ہے کہ
مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ترمذی)
جس نے حسنین پاک اور ان کے ابا جان اور ان کی والدہ محترمہ سے پیار کیا وہ قیامت کو میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا
تو حسنین کریمین ہوں گے — حضور کی معیت میں
سرکار نقش لاثانی ہوں گے — حسنین کریمین کی معیت میں
اور ہم غلام ہوں گے — سرکار نقش لاثانی کی معیت میں
اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ سرکار نقش لاثانی کے محبّ ان شاء اللہ ہوں گے سرکار کی معیت میں تو آواز آئے گی
اے حسنین کریمین سے محبت کرنے والو
ان کے والدین سے عقیدت رکھنے والو

ان کی اولاد سے الفت کرنے والو

آؤ جہاں میں جارہا ہوں میری معیت میں تم بھی وہیں جاؤ گے...... پتہ چل جائے گا کہ یہ فوزِ عظیم ہے

؎ قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

جہنمی تھا   جنتی ہوگیا
دوزخی تھا   بہشتی ہوگیا
بیگانہ تھا   یگانہ ہوگیا
ذرّہ تھا   زر ہوگیا
قطرہ تھا   گوہر ہوگیا

؎ جب تک بکانہ تھا کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

اطاعت رسول اللہ علیہ السلام

حضراتِ گرامی!

اس آیت کریمہ کی   تفسیر کو دیکھیں
ادھر سرکار لاثانی کی اس   تصویر کو دیکھیں
یہ قدم اُٹھائیں   تو اطاعت رسول میں
یہ قدم لگائیں   تو اطاعت رسول میں
لوگ تو   کرامات دیکھتے ہیں
مگر ہم ان کی   طاعات کو دیکھتے ہیں

سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری، مسلم، مشکوۃ)

یقیناً نہایت سخت عذاب بروزِ قیامت (جاندار) کی تصویر بنانے والے کو ہوگا

لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ (ابوداؤد، نسائی)

رحمت کے فرشتے وہاں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کتا ہو

تصویر کو عصا سے توڑ دیا

میرے قبلہ عالم عارف یزدانی، قیوم زمانی، قطب ربانی، حضرت پیر سیّد علی حسین نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک غلام کی دعوت پر اس کے گھر تشریف لے گئے جس جگہ قیام تھا وہاں ایک بڑی تصویر لگی ہوئی تھی میرے حضور نے اپنے عصا مبارک سے تصویر کو پھاڑ دیا اور نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا:

"تمہیں معلوم نہیں تصویر بنانے والے کو سخت عذاب ہوگا اور جس گھر میں تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے"۔

دیکھا حضراتِ گرامی آپ نے کہ کس قدر شریعت کی پاسداری اور دین سے وفاداری تھی ان مشائخ میں

آج کل کے پیر صاحبان

مگر آج کل تو معاملہ اُلٹ ہوگیا

گھروں میں پیروں کی تصویریں   آویزاں ہیں
دکانوں میں پیروں کی تصویریں   آویزاں ہیں
مزارات پہ پیروں کی تصویریں   آویزاں ہیں۔
اور پیر صاحب
کلاہ ودستار   سجا کر
تصویریں   بنوا کر

دکانوں گھروں مزارات پہ آویزاں کرواکر

اپنی شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں

نہ شریعت کا کوئی پاس ہے

نہ طریقت کا کوئی احساس ہے

؎ وضع میں یہ ہیں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

سادگی کے پیکر نقش لاثانی حضور

میرے پیر و مرشد نہایت سادگی کے پیکر

سادہ سا کرتہ زیب تن ہے

سادہ سی چادر باندھی ہوئی ہے

سادہ سی کپڑے کی ٹوپی سرانور پہ رکھی ہوئی ہے

سادہ سی غذا تناول فرماتے ہیں

یہ کون ہیں

یہ حضور نقشہ نقش لاثانی ہیں

یہ امام حسن کے دل جانی ہیں

یہ امام حسین کی نشانی ہیں

یہ نائب مجدد الف ثانی ہیں

نہایت ہی سادہ غذا

حضرت امام خطابت علیہ الرحمت جو آپ ہی کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کچھ مریدین حضور قبلہ عالم علیہ الرحمت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دعوت دی آپ نے وعدہ فرمالیا

ان لوگوں نے پوچھا حضور آپ شوق سے کیا تناول فرمائیں گے تو ارشاد فرمایا کہ

مسور کی دال اور چپاتی اچار

یا ثابت مسور اور اُبلے ہوئے چاول

یا کدو شریف جو کہ میرے آقا علیہ السلام کی محبوب غذا ہے

وہ لوگ پریشان ہو گئے

اتنے بڑے شیخ

لاکھوں مریدوں کے پیر اور اتنا سادہ کھانا

اور مجھے یاد آ گیا کہ شاعر نے تو میرے آقا علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ

؎ کھانا جو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا موٹی روٹی

وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

اور کبھی تھوڑی کھجوریں کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا

دو دو مہینے یونہی گذارا صلی اللہ علیہ وسلم

اگر شاعر میرے پاس ہو تو بتاؤں کہ

یہ میرے رسول کی آل پاک کے چشم و چراغ ہیں

یہ نقش لاثانی علیہ الرحمت ہیں۔

یہ میرے پیر و مرشد ہیں جن کی غذا اس قدر سادہ ہے

جب کبھی یہ شہنشاہ طریقت مریدین کے حلقہ میں جلوہ افروز ہوتے تو اس سادگی کے سبب مریدین اور شیخ میں امتیاز نہ رہتا

سادگی کی انتہاء

درباری نعت خوان صوفی محمد حسن مرحوم کہتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا رہا کہ آنے والا آتا اور حضرت کی سادگی کے سبب پہچان نہ پاتا کہ مرید کون ہیں اور شیخ کون؟

ہم حاضر بارگاہ تھے کہ چند آدمی آئے اور مجھ سے بڑے تپاک سے ملنے لگے میں ان کو اشارہ سے بتاتا کہ حضرت صاحب وہ ہیں تو آپ فرماتے کہ نہیں یہی ہیں

Scanned with CamScanner

سر چٹی ٹوپی کپڑے دی جیہڑا تاج فقر دی شاہی دا
اج عرس منایا جاندا اے اس ٹوپی والے ماہی دا

نماز باجماعت کا سفر میں بھی اہتمام

ایک غلام نے عرض کیا حضور! اتنی سادگی کے باوجود گاڑی (کار) اپنی ہے؟
ارشاد فرمایا کہ اکثر اوقات سفر میں گزرتے ہیں تو اگر اپنی گاڑی نہ ہو تو نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر نماز دوسری پرائیویٹ سواری کو رکوا کر ادا کرنا چاہیں تو وہ لوگ اپنی مرضی سے روکتے ہیں جس سے نماز بھی وقت پہ ادا نہیں ہوتی اور ہم محافل سے بھی لیٹ ہو جاتے ہیں

گویا گاڑی اسپیشل نماز کی ادائیگی کے لیے ہے

آپ سفر میں اپنے ساتھ ایک امام صاحب کو بھی رکھتے تا کہ ہر نماز با جمات ادا کر لی جائے

آج تو پیر وہ ہے جو نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے نہ زکوۃ دے نہ حج کرے

بس نشہ ہونا چاہیے بھنگ کا
پھر دیکھو تماشہ علی کے ملنگ کا
عورتوں سے ٹانگیں دبوا کر بھی پیر ٹھہرے
بھنگ کے جام چڑھا کر بھی پیر ٹھہرے
نماز روزہ کھا کر بھی پیر ٹھہرے
شریعت سے منہ چُرا کر بھی پیر ٹھہرے
یہ پیر نہیں ہیں
یہ نفس شریر ہیں
یہ شریعت کے باغی جہنم کے اسیر ہیں

خود نمائی سے نفرت

حضرات سامعین! ہر سال یکم و دو اکتوبر کو آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف میں دربار حضرت شاہ لاثانی علیہ الرحمت پر عرس مبارک سالانہ ہوتا ہے جس کا انعقاد میرے حضور فرمایا کرتے تھے

لاکھوں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا ہے
مریدین پاکستان کے کونے کونے سے حاضر ہوتے ہیں

قراء' علماء' خطباء' واعظین' مقررین' شعراء اور نعت خوانان کا انبوہ کثیر رونق افروز ہوتا ہے

اگر کوئی نعت خوان یا تقریر کرنے والے حضرت کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوتے تو آپ کی چشمان معنبرہ غصہ سے سرخ ہو جاتیں اور فرماتے

تمہیں نبی کریم علیہ السلام کی نعت نہیں آتی؟
تمہیں سرکار کے مناقب و محامد نہیں آتے؟
تم اہل بیت و صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل نہیں جانتے؟

الغرض! اس مقرر یا خطیب یا نعت خواں و شاعر کو آپ کی تعریف سے ہٹ کر سرور عالم علیہ السلام یا صحابہ و اہل بیت اور اولیاء عظام کا بیان ہی کرنا پڑتا

یاللعجب! آج کل کے مشائخ اور میرے حضور کے کردار میں کتنا فرق ہے
آج کل تو پیر صاحبان کہہ کر تعریف کرواتے اور نوٹ لٹواتے ہیں

اور یہ ماڈرن ترقی یافتہ خطباء علماء واعظین مقررین نیابت رسول کے منصب سے ہٹ کر ان غیر شرعی داڑھی مونچھ منڈھے تارک الصلوۃ پیروں کی قصیدہ خوانیاں کرتے ہیں چند حطام دنیاوی کے بدلے آخرت تباہ کرتے ہوئے ان پیروں کو قطب الاقطاب غوث وقت تک کہہ ڈالتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آج کے ان ضمیر فروش مولویوں نے وقار علماء برقرار نہ رہنے دیا اور ان نام نہاد پیروں نے نظام خانقاہی کو داغدار کر دیا ورنہ شان فقر تو یہ ہے کہ

خودی نہ بیچ فقیری میں نام پیدا کر
دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر

میرے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمت ان فریب کاریوں سے کوسوں دور تھے ان کی منزل تو حقیقت آشنا تھی۔

آئندہ حالات پر نظر

حضرات محترم!

یہ خادم بچپن میں ہی حضور کا غلام ہو گیا تھا اور بچپن کی عمر میں نادانیاں فطرت انسانی میں شامل ہوتی ہیں، حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمت فرماتے ہیں۔

چہل سال عمر عزیزت گزشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

کم عمری تھی
منزل جوانی کے سفر پر رواں دواں تھا
خون شباب میں حدت تھی
غصہ کا تیز تھا
لڑائی جھگڑوں سے سب گھر والے تنگ آ گئے

آخر ایک دن حضرت امام خطابت علیہ الرحمت نے حضور قبلہ عالم کے سامنے شکایت فرما دی

دربار عالیہ علی پور سیداں شریف مسجد ضیاء لاثانی کے صحن کے آگے باغیچہ میں حضور جلوہ گر تھے عرض کیا

''حضور یہ مقبول بہت غصہ والا ہے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے اس کے لیے دعا فرمائیں''۔

میرے آقا مسکرائے

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

ناچیز کندھے پر دست مبارک رکھا اور قیام پذیر ہوتے ہوئے فرمایا:

''مولوی جی اِک بندہ ایہو جیہاوی ہوناں چائی دا اے''۔

یعنی مولوی صاحب! ایک آدمی ایسا بھی ہونا چاہیے، مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

میرے آقا کئی سال بعد آنے والے حالات کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور یہ راز بعد میں کھلا جبکہ حضرت امام خطابت عرصہ حیات کی آخری منازل طے فرما رہے تھے تو فرمایا کرتے تھے حضور قبلہ عالم نے فرمایا تھا ایک آدمی ایسا بھی ہونا چاہیے آج میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ ہوا کی طرح میرے ساتھ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں تنہائی کا شکار ہو جاتا

حکمت عملی

میرے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمت نے میرے کندھے پہ ہاتھ مبارک رکھا اور ہم آپ کے زیر سایہ چل دیئے

اجازت مرحمت فرماتے وقت ایک بہت بڑا آم مجھے دیا اور فرمایا گھر جا کر یہ آم تم نے اپنے ہاتھ سے سب کو کھلانا ہے

Scanned with CamScanner

اس میں حکمت یہ تھی کہ اس طرح سب کو کھلانے سے سب سے صلح بھی ہو جائے گی اور باہمی محبت بھی بڑھے گی

؎ اب کہاں دُنیا میں ایسی ہستیاں

حضرت بلھے شاہ ؒ فرماتے ہیں

حضراتِ محترم! اولیائے کاملین کا ایک خاص وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کی نفی کرتے اور اپنے کمالات کو چھپاتے ہیں جیسا کہ حضرت بابا بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

؎ چل اوہ بلھیا اوتھے چلیے جتھے وسن انھے
نہ کوئی ساڈی ذات پچھانے نہ کوئی ساہنوں منّے

اک خاص وصف

حضور قبلہ عالم سرکار نقش لاثانی علی پوری میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا

ملتان شریف اور خانیوال کے راستہ میں ایک مقام پر ایک مائی صاحبہ کے متعلق مشہور تھا کہ یہ مائی صاحبہ صاحبِ حضوریؒ ہیں اور سرکار دو عالم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر رہتی ہیں

حضور قبلہ عالم علیہ الرحمت نے فرمایا کہ چلو راستہ میں مائی صاحبہ کی زیارت کرتے ہیں تو آپ مع اپنے رفقاء سفر کے وہاں تشریف لے گئے

مائی صاحبہ کو دیکھ کر فرمایا:

یہ ہیں وہ مائی صاحبہ جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر رہتی ہیں؟

عرض کیا گیا جی ہاں

فرمایا: دیکھی تو کبھی نہیں

معاً خیال آیا کہ وہ راز فاش ہوگیا جسے میں چھپاتا تھا اس طرح تو پتہ چل جائے گا کہ ہم بھی صاحبِ حضور ہیں تو فوراً فرمایا:

چلو چلو سفر کوتاہ ہو رہا ہے اور نماز ادا کرنی ہے

مگر جانے والے جان چکے تھے کہ آپ کس منصب عالی پر فائز ہیں

کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

؎ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد ﷺ کا

دل کی باتوں سے آگاہ

حضور قبلہ عالم کے ایک غلام امریکہ میں بغرض تعلیم تشریف لے گئے جن کا تعلق شکر گڑھ سے تھا اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد وہ وطن واپس آئے تو سرکار کی خدمت میں آنے کا پروگرام بنایا اور دل میں خیال کیا کہ میں بات بات پر انگلش بولتا ہوں اور حضور قبلہ عالم سادہ مزاج رکھتے ہیں انگلش نہ سمجھ سکیں گے اور نہ ہی انگلش میں بات فرمائیں گے۔

رات کو سوئے تو خواب میں حضرت سے ملاقات ہوگئی اور کیا دیکھتے ہیں کہ قبلہ عالم سرکار نقش لاثانی فصیح و بلیغ انگلش میں گفتگو فرما رہے ہیں

جب میں دربار عالیہ پر حاضر ہوا تو آپ اس طرح مسکرا رہے تھے گویا کہ میرے دل کی بات سے آگاہ ہیں

دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے، وچے جھیڑے، وچے ونجھ موہانے ہو
چودہ طبق دلے دے اندر تمبو وانگن تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سویو رب پچھانے ہو

اعلیٰ حضرت بریلوی سے عقیدت

حضرت امام خطابت علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

''جب میں حضور قبلہ عالم کے دست حق پرست پر بیعت ہوا تو بوجہ حضور محدث اعظم پاکستان فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑی شیدائی تھا اور اب بھی ہوں تو کچھ لوگوں نے میرے حضور کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ قبلہ عالم تو اعلیٰ حضرت کو اچھا نہیں سمجھتے تا کہ وہ میری اس بیعت پر اثر انداز ہو سکیں''۔

لاہور جلو موڑ ایک محفل پاک میں حضور جلوہ فرما تھے اور دیگر پیر بھائی علماء کرام بھی موجود تھے محفل سے قبل علماء کے درمیان ایک مسئلہ پر گفتگو شروع ہوئی جو مسئلہ حضور قبلہ عالم نے علماء کرام کو ڈسکس (Discuss) کرنے کے لیے حکم فرمایا تھا

میں حسب عادت پیچھے بیٹھا ہوا تھا جب تمام علماء اس پر گفتگو کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ سمندری والے مولوی صاحب کہاں ہیں؟

میں اُٹھا اور آپ کے پاس حاضر ہو گیا

آپ نے مجھے بھی فرمایا کہ بتاؤ یہ مسئلہ کس طرح ہے

میں نے بھی دوسرے علماء کرام سے اتفاق کیا

آپ نے فرمایا:

یہ بتاؤ کہ اعلیٰ حضرت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں

تب میرے دل کے وسواس وخطرات دور ہوئے اور لوگوں کے پروپیگنڈہ کی حقیقت معلوم ہوئی اور پتہ چلا کہ اللہ کا ولی دل کے خطرات سے آگاہ ہوتا ہے

کہاں فیصل آباد

کہاں علی پور شریف

اور کہاں لاہور جلو موڑ

گویا کہ (لائل پور) فیصل آباد میں ہونے والے پروپیگنڈہ سے علی پور سیداں شریف میں قیام فرماتے ہوئے مطلع تھے اور پھر لاہور میں میرے دل کے خطرات سے بھی آگاہ تھے

دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

شوگر سے نجات مل گئی

حضرت امام خطابت علیہ الرحمت ہی کا بیان ہے کہ

مجھے شوگر ہو گئی اور بہت بڑھ گئی اطباء نے بہت سی چیزیں کھانے سے روک دیا۔ شکر گڑھ میں ایک محفل کے موقعہ پر آپ تشریف فرما تھے اور میں بھی حاضر تھا میں نے ڈاکٹر کی دوائی کی ایک خوراک لی اور عرض کیا حضور میری شوگر بہت ہائی ہو گئی ہے اور میں ڈاکٹری علاج سے تنگ آ گیا ہوں یہ دوائی کی ایک پڑیا آپ کے پاس لے کر حاضر ہو گیا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ یہ آخری پڑیا ہونی چاہیے

آپ نے مسکرا کر فرمایا:

''میں کوئی ڈاکٹر حکیم ہوں''

میں نے عرض کیا

میرے طبیب تو آپ ہی ہیں

فرمایا: ڈاکٹر نے کن کن چیزوں سے منع کیا ہے؟

میں نے عرض کیا فلاں فلاں اشیاء سے روکا ہے

فرمایا کھانا لے آؤ

جب بانیاں محفل کھانا لائے تو اس میں تمام اشیاء وہی تھیں جن سے روکا گیا تھا

فرمایا: یہ سب کچھ پیٹ بھر کے کھاؤ

جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ان کے کھانے سے ڈاکٹر کیسے روک سکتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔

حضرت موجِ رحمت میں تھے

سب چیزیں کھلا کر سیون اپ کی بوتل کھلوائی اور اس میں سے کچھ نوش فرمائی اور باقی مجھے عطا فرما دی

دوائی کی پڑیا کو مسلتے ہوئے فرمایا:

سیون اَپ سے یہ دوائی کھالو

میں نے کھائی تو شوگر جیسے موذی مرض سے اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرما دی اس طرح مجھے شوگر سے نجات مل گئی

حضرت کو علم تھا کہ حملہ ہوگا

حضراتِ گرامی!

حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ موضع سنکھترہ ضلع نارووال (اس وقت کی تحصیل) میں وہابیہ نے بڑا غل مچا رکھا تھا ان کے جوابات دینے کے لیے مجھے اور حضرت شیخ الحدیث ابو العلاء محمد عبد اللہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا تھا۔

جلسہ شروع ہونے سے پہلے دو پیر بھائی دربار عالیہ سے حضور کا پیغام لے کر پہنچے آپ نے فرمایا تھا کہ جلسہ سے فارغ ہو کر میری بھیجی ہوئی گاڑی پر دربار شریف آ جانا

میں نے ان آدمیوں کو دعائے خیر کی اپیل کے ساتھ واپس بھیج دیا

رات دلائل سے بھرپور تقاریر ہوئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نماز صبح کے وقت جب ہم لاری اڈا پر پہنچے تو ان وہابیوں نے ہم دونوں (مجھ اور شیخ الحدیث قصوری) پر قاتلانہ حملہ کر دیا حضرت شیخ الحدیث کی زبان کی نوک کٹ گئی اور میرا بازو زخمی ہوا کپڑے پھٹ گئے

اب سمجھ آئی کہ رات آپ نے گاڑی بھیج کر دربار شریف آنے کا حکم کیوں فرمایا تھا؟

دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

لوگ نبی علیہ السلام کے علم پر طعن کرتے ہیں

ادھر نبی علیہ السلام کے نواسہ آئندہ ہونے والے واقعات کا علم رکھتے ہیں

اوہنوں کسے توں پڑھن دی لوڑ کہڑی جنہوں اپنا علم پڑھا دیویں

قلبی روحی سرّی سب اسرار کھلن جدوں سا قیا جام پلا دیویں

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

گرامی حضرات!

یہ ہے فوزِ عظیم جس کے متعلق ارشادِ ربانی ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (سورۃ الاحزاب:71)

جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا اس نے عظیم کامیابی پالی۔

میرے مرشد برحق نے اطاعت کی	اللہ کی
میرے نقش لاثانی نے اتباع کی	رسول اللہ کی

تو اللہ نے ان کو یہ فوزِ عظیم عطا فرما دی

صوفیاء	میرے حضور کے غلام بنے
اولیاء	میرے حضور کے غلام بنے
علماء	میرے حضور کے غلام بنے
خطباء	میرے حضور کے غلام بنے

جناب صائم چشتی مرحوم کہتے ہیں

Scanned with CamScanner

؎ شاہ ثانی کے جو بھی گدا بن گئے مولوی بن گئے پیشوا بن گئے
میرے شاہِ لاثانی کی اُٹھی نظر ہر نظر کو نئی روشنی مل گئی
تاجدارِ علی پور کے دربار پر مردہ دل جب گئے زندگی مل گئی
آفتابِ علی پور کی اُٹھی نظر ہر نظر کو نئی روشنی مل گئی

دُعا ہے اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مجھے اور تمام برادرانِ طریقت کو اس آستانہ عالیہ حسینیہ لاثانیہ سے وابستہ رکھے اور

سدا بہار دَئیں اس باغے کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بھکھا پھل کھاوے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

دوسرا خطبہ (ذی قعدہ)

ارکانِ اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّابَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

خشت اوّل چوں نہد معمار کج

گرامی قدر سامعین حضرات! آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں انشاء اللہ العزیز ارکانِ خمسہ اسلامیہ کا بیان کیا جائے گا جو کہ دین کی بنیاد ہیں اور ان بنیادوں پر دین اسلام کی تعمیر ہوئی ہے اگر ہمیں ان سے آگاہی نہ ہو تو ہماری بنیاد ہی درست نہ ٹھہرے گی اور اگر بنیاد درست نہ ہوگی تو تعمیر کیسے درست ہوگی

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثر یا می رود دیوار کج

ارشاد نبوی

سامعین مکرم! میرے اور آپ کے آقا امام الانبیاء سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ (مشکوٰۃ شریف ص12)

پانچ (چیزوں) پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی

اسلام کے بنیادی ارکان

ارشاد فرمایا کہ پہلی چیز یہ ہے کہ

شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (مشکوٰۃ شریف ص12)

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ (تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (تعالیٰ) کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پہلا رکن

پتہ چلا کہ اسلام کا بنیادی اور پہلا رکن توحید و رسالت کی شہادت دینا ہے

شہادت یعنی گواہی دینا' کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ

Scanned with CamScanner

اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ

(توحید و رسالت کا) زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا

تین اقسام

حضرات محترم! یہاں سے واضح ہوگیا کہ اس شہادت اور گواہی کی تین اقسام ہوئیں

1- زبان سے اقرار کرنا
2- دل سے تصدیق کرنا
3- زبان اور دل سے تصدیق کرنا

جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل سے تصدیق نہیں کرتا اسے منافق کہتے ہیں وہ مؤمن نہیں کہلا سکتا جیسا کہ اللہ کریم کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

(پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 8)

اور لوگوں میں سے وہ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور وہ مؤمن نہیں ہیں۔

یہ لوگ صرف زبانی اقرار کر کے مؤمنین کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○(پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 9)

دھوکہ دیتے ہیں وہ لوگ اللہ کو اور ایمان والوں کو اور نہیں وہ دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو مگر وہ شعور نہیں رکھتے

اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ کلمہ پڑھ کر توحید و رسالت کی گواہی تو دیتے ہیں مگر مؤمن نہیں ہیں

منافق کی پہچان بہت مشکل ہے

گرامی حضرات! اب جو مسلمان ان لوگوں کے فریب میں آکر کہتے ہیں کہ دیکھئے جی کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہیے ان کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ کافر تو دھوکہ نہیں دیتے بلکہ کھل کھلا کر اپنے کفر پر ڈٹ جاتے ہیں مگر یہ منافق ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کہ یہ فریب دیتے ہیں

؎ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

کافر کی پہچان ہے	آسان
منافق کی پہچان ہے	مشکل
کافر کے کفر سے بچنا ہے	آسان
منافق کے فریب سے بچنا ہے	مشکل

منافق کا کلمہ پڑھنا اس کی پہچان کے لیے مشکلات پیدا کر دیتا ہے کیونکہ یہ مؤمن سے بھی زیادہ تاکید کے ساتھ توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہے مگر جھوٹا ہوتا ہے۔

منافقین بھی گواہی دیتے ہیں

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

(پ 28 سورۃ المنافقون آیت نمبر 1)

جب آئے منافق انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ (تعالیٰ) جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

منافق نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی حرف تحقیق اور لام تاکید کے ساتھ

رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کے باوجود فرما رہا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں کیونکہ یہ زبانی زبانی اقرار کر رہے ہیں دل سے تصدیق نہیں کر رہے ہیں لہٰذا ان کے دھوکہ میں نہ آنا اور یہ نہ کہنا کہ اس کلمہ گو کو کافر کہنا درست نہیں ورنہ تم خود منکر قرآن ہو جاؤ گے

دوسری قسم

گرامی قدر سامعین!

دوسری قسم وہ ہے کہ جو دل میں تو تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور نبی کریم علیہ السلام اس کے سچے رسول ہیں مگر وہ زبان سے اس کا اقرار نہیں کرتا تو ایسا شخص عنداللہ تو مؤمن ٹھہرے گا مگر عند الناس وہ مؤمن نہ ہوگا کیونکہ اس کا ایمان لوگوں سے پوشیدہ ہے

اب یا تو وہ جان بوجھ کر اپنے ایمان کو چھپا رہا ہے اور اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی یا پھر وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی جان کے خوف سے ایمان کو چھپا رہا ہے کہ کفر کا غلبہ ہے اگر ایمان ظاہر کیا تو مار دیا جاؤں گا پہلی صورت میں یہ کتمان حق ہے جو بہر حال ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ (پ1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 42)

اور تم حق کو چھپاتے ہو۔

لہٰذا وہ حق کو چھپا کر منکر قرآن ہوا اور منکر قرآن دائرہ اسلام سے خارج ہے

دوسری صورت میں وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیونکہ ابتداء اسلام میں اس کی اجازت تھی جب تک غلبہ اسلام نہ ہوا تھا اصحاب رسول اپنے ایمان کو چھپایا کرتے تھے جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو سب کو اپنا ایمان ظاہر کرنے کی اجازت ہوئی

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس اجازت سے قبل ایمان کو چھپانے والے کتمان حق کے مرتکب نہ تھے بلکہ وہ مؤمن تھے اور اس کے بعد ایمان کو چھپانے

Scanned with CamScanner

والے مؤمن نہ تھے بلکہ وہ کتمان حق کے مرتکب تھے

جناب ابو طالب عند اللہ مؤمن ہیں

گرامی حضرات! اسی لیے مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمت نے حضرت ابو طالب کو عند اللہ مؤمن قرار دیا وہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

ہاں بہت ممکن ہے کہ یہ (ابو طالب) اللہ کے نزدیک مؤمن ہوں

(تفسیر نعیمی جلد اول ص204 مطبوعہ گجرات)

شیخ عبد الحق نے مدارج النبوت میں ان کی ایمان کی موت پر روایت نقل کی

(تفسیر نعیمی جلد دوم ص60 مطبوعہ گجرات)

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کے بعد ایمان کو چھپانے والے محض زبانی اقرار کی وجہ سے منافق ہوئے اس سے قبل ایمان کو چھپانے والے بھی مؤمن ہوئے

اسی طرح حضرت قاضی دحلان مکی علیہ الرحمت جو کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے استاذ ہیں انہوں نے اپنی کتاب "اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب" میں تصریح فرمائی ہے اور جناب ابو طالب کو مؤمن قرار دیا ہے

تیسری قسم

گرامی قدر حضرات!

تیسری قسم ہے ان حضرات کی جو زبانی اقرار بھی کریں اور دل سے توحید و رسالت کی تصدیق بھی کریں وہ ہیں مکمل مؤمن اور کامل الایمان لوگ کہ

کفر کی آندھیاں بھی ان پر اثر انداز نہ ہو سکیں
ظلم وستم کے پہاڑ بھی ان کا ایمان نہ چھپا سکے
جبر واستبداد کے طوفان بھی ان کا راستہ نہ روک سکے

انہیں دُنیا کی کوئی اہمیت بھی اللہ کے رسول کی محبت سے دور نہ رکھ سکی
ان لوگوں نے تن من دھن سب کچھ اس اقرار اور تصدیق توحید و رسالت پر قربان کر دیا اور کہہ دیا کہ

جفا و جور کی آندھی چلے طوفان آ جائیں
مٹانے کو بھرے شداد اور ہامان آ جائیں
خدا کے نام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا
یہ بت جھوٹے ہیں ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

یہ اصحاب رسول تھے

حضراتِ گرامی!

یہ تیسری قسم کے لوگ میرے نبی علیہ السلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے جن کو دُنیائے کفر کی کوئی طاقت اور ظلم وستم، جبر واستبداد کے طوفان بھی ایمان کی شمع روشن رکھنے سے نہ روک سکے اور وہ ان حالات میں بھی احد احد کے نعرے لگاتے رہے اور نعت نبی کے ترانے گاتے رہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ نے حرم کعبہ میں توحید و رسالت کے ترانے گائے اور کفار مکہ نے آپ پر مظالم کی انتہا کر دی

حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عمار ابن یاسر اور ان کے شہزادگان نے اسی دولتِ ایمان کو بچانے کے لیے قربانیاں دیں

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلچلاتی ہوئی دھوپ میں اسی ایمان کی خاطر کوڑے کھائے علی ہذا القیاس تمام اصحاب رسول نے ایمان کو ہر چیز سے مقدم جانا اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا جن کی مثال پیش کرنے سے دُنیا قاصر ہے۔

ایمان کے جھوٹے دعوے دار

حضرات گرامی!

آج اس ایمان کے دعوے دار وعدے تو بڑے زور شور سے کرتے ہیں مگر

کہیں ان کے ایمان کی کشتی رشتے داریاں بحال رکھنے کے لیے ڈول جاتی ہے

کہیں وہ ایمان سے مال اور اولاد کو مقدم رکھتے ہیں

اور کہیں کوئی مصلحت ان کے ایمان کے آڑے آ جاتی ہے

اور وہ دوسروں کو بھی ایسے ہی ایمان کی ترغیب دیتے ہوئے نہیں ہچکچاتے

کہیں ایمان کی خاطر قربانی دینے کا مسئلہ آئے تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور

کسی اور کو اس مقام پر فائز کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں

قربانی دے تو کوئی اور

جان قربان کرے تو کوئی اور

مال قربان کرے تو کوئی اور

اولاد قربان کرے تو کوئی اور

اور جب کامل الایمان لوگوں کا تذکرہ ہو تو یہ سب سے آگے ہوتے ہیں

عملاً تو وہ مؤمن نہیں

قولاً وہ سب سے بڑے مؤمن ہیں

کردار کے مؤمن نہیں

گفتار کے مؤمن ہیں

حتیٰ کہ نمازی نہیں مگر پکے مؤمن ہیں

زکوٰۃ نہیں دیتے مگر پکے مؤمن ہیں

حج نہیں کرتے مگر پکے مؤمن

قربانی نہیں دیتے مگر پکے مؤمن ہیں

روزے نہیں رکھتے مگر پکے مؤمن ہیں

تو سمجھ آ گئی کہ ان لوگوں نے زبانی اقرار تو کیا مگر دلی تصدیق سے محروم ہیں

کیونکہ تصدیق قلبی عمل و کردار کی خواہاں ہے

؎ زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اور

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

تو شہادت توحید و رسالت کا تقاضا یہ ہے کہ عمل کو تابع شہادت کیا جائے اگر عمل تابع تصدیق قلبی ہوگا تو دربار خدا و مصطفیٰ میں درجۂ قبولیت سے سند صداقت بھی مل جائے گی

مقام صداقت کیسے ملتا ہے

گرامی قدر حضرات!

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو بے آب و گیاہ جنگل میں تنہا چھوڑ دو تو عرض کیا

؎ الٰہی عمل کو میں تابع ارشاد کرتا ہوں

میں بیوی اور بچے کو یہیں آباد کرتا ہوں

تو اللہ تعالیٰ نے مقام صدیقیت سے نوازتے ہوئے فرمایا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا○

(پ16 سورۂ مریم آیت نمبر41)

(اے محبوب) یاد کیجئے کتاب میں ابراہیم کو یقیناً وہ نبی صدیق تھے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

تو خلاصہ یہ ہوا کہ مؤمن نام ہے اس شخص کا جو توحید و رسالت کا زبانی اقرار بھی کرتا ہو اور دل سے اس کی تصدیق بھی کرتا ہو اور اپنے عمل کو اس اقرار و تصدیق کے

Scanned with CamScanner

تابع بھی رکھتا ہو اس کا

عقیدہ بھی	درست ہو
عمل بھی	درست ہو

نماز قائم کرو

اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ اِقَامِ الصَّلٰوۃَ

نماز کا قائم کرنا اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (پ 1 سورۃ بقرہ آیت نمبر 43)

نماز قائم کرو

نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن

حضراتِ محترم! ان آیت اور حدیث سے کئی جاہل صوفیوں نے بڑا غلط مفہوم نکال کر گمراہی کا ایک بہت بڑا باب کھول دیا وہ کہا کرتے ہیں کہ جی دیکھئے اللہ و رسول نے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ قائم کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور ہم نے نماز نے قائم کرلی ہے

ایسی قائم کرلی ہے کہ ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں نہ ٹوٹے اور نہ قضا ہو نہ اس کے لیے کوئی وضو اور نہ کسی سجدہ کی ضرورت ہے وہ دل کی نماز ہے اور دل کا ہی وضو ہے

"عاشق دی ہر ویلے دی نماز ہندی اے"

یعنی کہ جس طرح تم نماز پڑھتے ہو تو یہ ہے	پانچ وقت کی
جس طرح ہم نے قائم کی ہے تو یہ ہے	ہر وقت کی
تمہاری نماز کے لیے	وضو ضروری ہے
ہماری نماز کے لیے	وضو ضروری نہیں ہے
تمہاری نماز کے لیے	مسجد ضروری ہے
ہماری نماز کے لیے	مسجد ضروری نہیں ہے

تمہاری نماز	قضا ہو جاتی ہے
ہماری نماز	قضا نہیں ہوتی

"نہ نیتیاں نہ قضا کیتیاں"

بس ہم نے قائم جو کرلی ہے

وضو نماز کی کنجی ہے

حضراتِ گرامی! حیرانگی کی بات ہے کہ شارع علیہ السلام نے تو وضو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ۔

وضو نماز کی کنجی ہے

اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ

مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّهُوْرُ

(رواہ احمد) مشکوۃ شریف ص 39

جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی پاکی (وضوء) ہے

اور تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ

لَا تُقْبَلُ الصَّلٰوۃَ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ (بخاری مسلم مشکوۃ شریف ص 40)

بے وضو کی نماز قبول نہیں یہاں تک کہ وضو کرے

اور یہ جہلاء کس ڈھٹائی سے وضو کو بے اہمیت ثابت کرتے ہیں اور مہینہ مہینہ بھر منہ ہی نہیں دھوتے

نماز قائم کی ہے یا نشہ؟

گرامی حضرات!

جس نا معقول نے ہر وقت نشہ میں دھت رہنا ہے اس نے منہ کیا دھونا اور جو منہ نہ دھوئے وہ وضو کیا کرے گا؟

Scanned with CamScanner

اور نشہ کی حالت میں یہ بے وضو نماز کیا پڑھیں گے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی (پ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 43)

جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ

اس لیے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے نماز قائم کرلی ہے کیا مطلب؟ یہی کہ

ہر وقت ہم نشہ میں ہیں — اور نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے

تو جب ہم نماز نہیں پڑھیں گے — تو وضو بھی نہیں کریں گے

بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ کم بختو! تم نے یہ نماز قائم کی ہے یا نشہ قائم کیا ہے؟

اگر ہر وقت نشہ کی حالت میں رہنا نماز قائم کرنا ہے تو پھر جتنے نشہ کرنے والے ہیں یہ بڑے نمازی ٹھہرے جن کو عقلمندوں کی بولی میں جہاز کہا جاتا ہے نہ ان کو کسی ماں کی تمیز ہوتی ہے نہ بہن کی

پہنچے ہوئے بزرگ

جاہل لوگ کہا کرتے ہیں کہ

دیکھئے جی! ہمارے حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت سرخ رہتی ہیں کیسے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں؟ یہ معلوم نہیں کہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں؟

یہ جہنم میں پہنچے ہوئے بزرگ ہیں

حدیث مبارکہ کے مطابق تو وہ جہنم میں پہنچے ہوئے ہیں

کیونکہ ہر وقت نشہ کرنے سے آنکھیں ہو گئیں ہیں سرخ اور مہینہ بھر منہ نہیں دھویا آنکھیں سرخ ہی رہیں جب وضو نہیں کیا تو نماز نہیں پڑھی اور نماز نہیں پڑھی تو سیدھے پہنچ گئے جہنم کیونکہ وضو نماز کی چابی اور نماز جنت کی چابی ہے

اب تالا توڑ کر تو جنت میں جا نہیں سکتے کیونکہ یہ کسی وزیر امیر یا دولت مند دنیا دار کی کوٹھی نہیں جس کا تالا توڑا جا سکے یہ تو اس احکم الحاکمین کی جنت ہے جو سپریم طاقت ہے اور ہر شئی پر قادر ہے لہٰذا جنت میں تو پہنچ نہیں سکتے تو جب جنت

میں نہیں پہنچے تو پھر جہنم میں ہی پہنچے ہوئے بزرگ ہیں

جو کامل وضو کرے اور دو نفل ادا کرے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ایسا کوئی مسلمان نہیں جو وضو کرے تو اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو نفل پڑھے اور دل اور منہ سے متوجہ ہو کر تو

اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص 39)

مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے

تو معلوم ہوا کہ

جنت میں پہنچے ہوئے وہ بزرگ ہیں — جو باوضو رہیں

جہنم میں پہنچے ہوئے وہ بزرگ ہیں — جو وضو نہ کریں

آثار وضو کی چمک دمک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ یُطِیْلُ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ شریف ص 39)

یقیناً میری اُمت قیامت کے دن پنج کلیاں بلائی جائے گی آثار وضو سے تو جو اپنی چمک دمک دراز کر سکے تو کرے۔

پنج کلیاں کسے کہتے ہیں

حضرات محترم!

پنج کلیاں وہ سرخ یا سیاہ گھوڑا ہوتا ہے جس کے چاروں ہاتھ پاؤں اور پیشانی سفید ہوں یہ بہت قیمتی اور طاقت ور گھوڑا ہوتا ہے اُمت سے مراد سارے نمازی مسلمان ہیں کہ قیامت میں ان کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے۔

(مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 230 از مفتی احمد یار علیہ الرحمۃ)

Scanned with CamScanner

یعنی وضو کرنے والوں کے یہ پانچ اعضاء بوجہ وضو کے چمک رہے ہوں گے

تو اسی کے چمکیں گے — جو وضو کرتا رہا ہو

جو وضو نہیں کرتے — وہ کیسے چمکائیں گے

پتہ چلا

تو پتہ چلا کہ نماز کے لیے وضو کنجی ہے اور نماز کے قائم کرنے کا حکم ہے جو نماز قائم کریں گے وضو ضرور کریں گے اور جو وضو کریں گے ان کے اعضاءِ وضو قیامت میں چمکیں گے عرض یہ کر رہا تھا کہ اِسلام کا دوسرا رُکن ہے نماز قائم کرنا

نماز قائم کرنے کا کیا مطلب ہے

حضرات محترم!

نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی حالت میں نماز چھوٹنے نہ پائے

اگر تندرست ہے — تو کھڑے ہوکر پڑھے

اگر بیمار ہے — تو بیٹھ کر پڑھے

اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا — تو لیٹ کر پڑھے

یہ کسی حالت میں ساقط نہیں ہے اور ہر حالت میں ادا کرنا یہ ہے اقامت الصلوٰۃ یعنی نماز قائم کرنا جس کا حکم دیا گیا کہ

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ (پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 43)

نماز قائم کرو

میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ علیہم الرضوان نے حالت جنگ میں بھی نماز قائم رکھی

میرے آقا علیہ السلام کے اہل بیت نے میدانِ کربلا میں نماز کے قیام کا حق ادا کر دیا

میرے آقا علیہ السلام نے حالت علالتِ ظاہر یہ میں حضرت ابوبکر کو امام بنا کر

بھی نماز ادا فرمائی اور

آج کل کئی بے نماز پیر و مرشد بنے پھرتے ہیں نہ خود پڑھتے ہیں نہ مریدوں کو پڑھواتے ہیں

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنۡ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ كَفَرَ

(نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، مرأت جلد اوّل ص354)

جس نے عمداً نماز کو ترک کیا اس نے (دین کا) انکار کیا

سرکار فرماتے ہیں

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيۡنِ

نماز دین کا ستون ہے

اَلصَّلٰوةُ مِعۡرَاجُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

نماز مؤمن کی معراج ہے

لیکن آج کل حالات اس کے برعکس ہیں

اَج کل بے نماز کئی بنے مرشد اوہناں پاپیاں نرگ جلا دیوے

جان بجھ جو ترک نماز کردا ربّ کافراں نال سزا دیوے

تو سامعین کرام! اپنے وقت پہ نماز کو تمام ارکان سے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا اقامت الصلوٰۃ کہلاتا ہے

نماز یہ ہے

یہ نماز نہیں کہ

اُلٹا سیدھا وضو کیا...... جلدی جلدی جانوروں کی طرح الٹے سیدھے ہوئے اور پرندوں کی طرح دو چار ٹھونگے مارے نہ سنت ادا کی نہ نفل اور نماز پڑھ لی

نماز یہ ہے کہ اپنے اپنے وقت میں

Scanned with CamScanner

وضو کامل کرو

سنت و نفل بھی ادا کرو

فرائض کو مع تمام ارکان کے ادا کرو

خشوع و خضوع کے ساتھ قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ التحیات تعدیل ارکان کو پورا پورا ادا کرو تو یہ نماز دین کا رکن ہے ورنہ وہی پنجابی مقولہ کہ

"وہلے دی نماز تے کولے دیاں ٹکراں"۔

کم از کم نماز پڑھتے وقت یہ ارشاد نبوی پیش نظر ہو کہ

"نماز ایسے پڑھو گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھتا ہے"

کیونکہ یہ کسی دُنیاوی حکمران کا دربار نہیں بلکہ یہ احکم الحاکمین کی بارگاہ لایزال ہے

فرمایا نماز قائم کرو

جب یہ مطمحِ نظر ہو کہ میں اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو نماز میں تمام شرائط وارکان کا پورا ہونا لازمی ہو جائے گا دل جناب الٰہی کی خشیت سے خود بخود لرزاں ہوگا اور اس سے خشوع و خضوع پیدا ہو جائے گا

اسلام کا تیسرا رُکن زکوٰۃ

حضراتِ گرامی!

اسلام کا تیسرا رُکن زکوٰۃ ہے

اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (پ1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر43)

اور ادا کرو زکوٰۃ کو

بہت سے لوگوں ہیں جو نمازی تو ہوتے ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جبکہ ایتائے

زکوٰۃ بھی اسی طرح دین کا رکن ہے جس طرح اقامت الصلوٰۃ

نماز اور زکوٰۃ متصل ہیں

یہ دونوں امر متصل ہیں قرآن و حدیث میں جب بھی ان کا ذکر آیا متصل ہی آیا ہے گویا نماز زکوٰۃ سے ملی ہوئی ہے اور زکوٰۃ نماز سے متصل اگر ان میں سے ایک کو چھوڑا اور ایک کو ادا کیا تو ہم نے ان کو کر دیا منفصل یعنی علیحدہ علیحدہ اور یہ متقضائے قرآن و حدیث نہیں ہے

نماز پڑھنے والے کو	زکوٰۃ ادا کرنا لازم
زکوٰۃ ادا کرنے والے کو	نماز ادا کرنا لازم
نماز ہے	عبادت بدنی
زکوٰۃ ہے	عبادتِ مالی
بدن پاک کرنا ہے تو	نماز پڑھو
مال پاک کرنا ہے تو	زکوٰۃ دو

یہی وجہ ہے کہ افضل الخلق بعد الانبیاء بالتحقیق سیّدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد فرمایا اور ان کو مرتد قرار دیا اور فرمایا:

"میں ان سے اسی طرح زکوٰۃ وصول کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے وصول فرمائی خواہ وہ ایک رسی ہی کیوں نہ ہو۔ (تاریخ الخلفاء)

لہٰذا جتنی زکوٰۃ بھی بنتی ہو خواہ وہ کچھ روپے ہی کیوں نہ ہو ادا کرنی واجب ہے

ایک نئی اختراع (بدعت)

حضراتِ گرامی!

آج کل ایک نئی اختراع نکلی ہے کہ اگر سونا ساڑھے سات تولہ اور چاندی باون تولہ نہ ہو تو نصاب پورا نہیں ہوتا لہٰذا اب اس سے کم پر زکوٰۃ نہ ہوگی

یہ بدعت ہے جو کہ دیگر امور کو بدعت قرار دیتے ہوئے نہ تھکنے والوں کو بھی نظر

Scanned with CamScanner

نہیں آتی اس لیے کہ سونا اور چاندی آج بھی عرب ممالک میں بمقام ثمن یعنی قیمت کے رکھے جاتے ہیں

تو جب یہ روپے کی جگہ ہو گئے تو پھران پر زکوٰۃ روپے کی جگہ بھی پڑے گی تو جس کے پاس روپے کے نصاب کے مطابق سونا یا چاندی موجود ہو تو اس کو روپے کے مطابق زکوٰۃ دینی پڑے گی اور نصاب سونے یا چاندی کا پورا ہو گیا تو اس کے مطابق زکوٰۃ دینی ہوگی

اپنی محبوب چیز اللہ کے لیے خرچ کرو

حضراتِ گرامی! مال چونکہ ہر کسی کو بہت مرغوب و محبوب ہوتا ہے اور جب تک محبوب چیز کو اللہ کی راہ میں نہ دیا جائے اللہ تعالیٰ سے محبت کامل نہیں ہو سکتی اور نیکی بھر پور نہ ہوگی جیسے کہ ارشاد ہے کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (پ4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 92)

ہرگز تم نیکی کو نہیں پا سکتے حتیٰ کہ تم خرچ کرو اس میں سے جس سے تم محبت کرتے ہو۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا
ہر چہ داری خرچ کن در راہِ او

اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں دینا ہو تو اس میں سے وہ چیز دو جو تمہیں زیادہ محبوب ہے

مال سے انسان کو طبعی محبت ہے

محبوب چیز کو زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اور جب یہ زیادہ قربت والی شے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کے لیے دے دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی قربت زیادہ حاصل ہوگی اسی لیے اسے قربانی بھی کہتے ہیں یعنی وہ چیز جو اللہ کی قربت کا بڑا ذریعہ ہے قربان بروزن فعلان مبالغہ کا صیغہ ہے اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم ہوا

تھا کہ اپنی سب سے محبوب چیز کو میرے لیے قربان کریں اور آپ نے اپنا محبوب شہزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قربانی کے لیے پیش کیا تھا تو ان کی جگہ دنبہ قربان ہو گیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ

''ہم نے تو آپ سے محبوب ترین چیز کی طلب کی تھی اب آپ بتائیں آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ محبت ہے یا میرے حبیب کی اولاد سے! عرض کیا حضور علیہ السلام کی اولاد سے تو فرمایا پھر ہم انہیں سے یہ قربانی لیں گے''۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ نذرانہ پیش کرو جو زیادہ محبوب ہو تو انسان کو مال سے طبعی محبت ہے اس لیے صاحب نصاب ہونے پر مال سے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور اسے اسلام کا رکن قرار دیا گیا

نماز پہلے زکوٰۃ بعد میں

نماز کو پہلے اس لیے رکھا کہ وہ ہر امیر و غریب پر فرض ہے اور زکوٰۃ کو بعد میں اس لیے کہ وہ صرف مالداروں پر واجب ہے غریبوں پر نہیں اور جب صاحب نصاب مالدار ہو کر بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ منکر قرآن ہے

اٰتوا الزکوٰۃ کی تفسیر

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ ''نماز کے بعد ادائے زکوٰۃ کا حکم دیا گیا کیونکہ نماز بدنی عبادت تھی اور زکوٰۃ مالی عبادت اور بدن مال سے افضل ہے اس لیے نماز زکوٰۃ سے افضل''۔

خیال رہے کہ دونوں جگہ حکم بظاہر یکساں ہے یعنی نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو لیکن نماز کا حکم زکوٰۃ سے عام ہے کیونکہ نماز ہر غریب و امیر پر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالداروں پر

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں بڑھنا اور پاک ہونا عرب والے کہتے ہیں ''زکـــاء

الزرع ''یعنی کھیتی بڑھ گئی اور قرآن پاک فرماتا ہے''غلامًا زکیا'' یعنی پاک لڑکا
اور فرماتا ہے کہ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی''o یعنی کامیاب ہوا جو پاک ہوا چونکہ زکوٰۃ
نکالنے سے باقی مال پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے کہ ختنہ کرنے اور ناخن و بال
کٹوانے سے جسم پاک وصاف ہو جاتا ہے اس لیے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں

نیز اگر چہ زکوٰۃ سے بظاہر مال گھٹتا ہے لیکن حقیقت میں اس سے مال اور عمر میں
برکت ہوتی ہے بلائیں دور ہوتی ہیں' مصیبتوں سے امن ملتا ہے اس لئے اس کو
زکوٰۃ کہتے ہیں۔

تفسیر کبیر نے اس جگہ فرمایا کہ صدقہ وخیرات میں چھ فائدے ہیں تین دُنیا میں
اور تین آخرت میں دنیا میں تو رزق میں برکت مال میں زیادتی گھر میں آبادی ہوتی
ہے اور آخرت میں صدقہ عیبوں کو چھپائے گا قیامت کی دھوپ سے بچائے گا آگ
سے آڑ رہے گا'' (تفسیر نعیمی جلد اول ص 215 مطبوعہ گجرات)

دینی ودُنیاوی فائدے

گرامی سامعین! یہ ہے اِسلام کا رُکن زکوٰۃ جو کہ
رزق میں برکت دیتا ہے
مال میں زیادتی کرتا ہے
گھروں کو آباد کرتا ہے

اور بروز محشر یہ	عیبوں کو چھپائے گا
قیامت کی گرمی اور دھوپ سے	بچائے گا
جہنم کی آگ سے	آڑ بنے گا

جس مال سے زکوٰۃ کا مال مل جائے

حضراتِ گرامی!
جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اور زکوٰۃ مال سے ملائے رکھتا ہے اس

کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ
مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ اَوْ مَالُ الزَّكٰوةِ مَالًا اَفْسَدَتْهُ (بیہقی عن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا)
صدقہ' زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے تباہ و برباد کر دے گا۔

مال تلف کیوں ہوتا ہے؟

نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ
مَا تَلَفَ مَالٌ فِیْ بَرٍّ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا بِحَبْسِ الزَّكٰوةِ (طبرانی اوسط عن علی رضی اللہ عنہ)
خشکی اور تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جس نے زکوٰۃ ادا کر دی!

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ
مَنْ اَدّٰی زَكٰوةَ مَالِهٖ فَقَدْ اَذْهَبَ اللهُ عَنْهُ شَرَّهٗ (مستدرک للحاکم عن جابر رضی اللہ عنہ)
جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کا شر اس
سے دور فرما دیا۔

ان فرامین کو پڑھنے اور سننے کے بعد بھی کیا کوئی شخص سوچ سکتا ہے کہ میں زکوٰۃ
روکے رکھوں جبکہ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے	مال تباہ و برباد ہو جاتا ہے
اور زکوٰۃ ادا کر دینے سے	مال کا شر دور ہو جاتا ہے

یہ جو مال بردار جہاز تباہ ہو جاتے ہیں
یہ جو بحری جہاز پر سے طغیانی مالوں کو بہا لے جاتی ہے
یا کسی بھی طریقہ سے مال ضائع ہو جاتا ہے
سب کا سب زکوٰۃ نہ ادا کرنے کے سبب ہوتا ہے
اور اگر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو اللہ اور اس کا رسول یہ سب کچھ محفوظ فرمانے کی
ضمانت ارشاد فرما رہے ہیں اور مال کے شر سے محفوظ بھی رکھ رہے ہیں

Scanned with CamScanner

یہ ہے اسلام کا رُکن زکوٰۃ

فرمایا:

شہادت توحید و رسالت اور

اقامت الصلوٰۃ کے بعد

ایتاء الزکوٰۃ بھی اسلام کا رکن ہے اسلام کی بنیاد ہے

چوتھا رُکن حج

حضرات محترم! چوتھا رُکن اور اسلام کی بنیاد حج ہے

یہ بھی صاحب نصاب مالدار پر عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اگر صاحب استطاعت مالدار نے بلاوجہ اور بغیر عذر شرعی حج نہ کیا تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

(پ4 سورۃ آل عمران آیت نمبر97)

اور اللہ کے لیے لوگوں پر حج فرض ہے بیت (اللہ) کا جو صاحب استطاعت ہو۔

بہت سے لوگ جو صاحب استطاعت ہیں' دور دور سے حج کے لیے رخت سفر باندھتے ہیں

دامن شوق کو پھیلائے ہوئے

ذوق دیدار بیت اللہ قلوب میں لیے ہوئے

سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہیں

اور ضرور حج کرتے ہیں

اور بہت سے مالدار صاحب استطاعت مکہ کے اندر رہتے ہوئے بھی حج نہیں کرتے

ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حج کا ارادہ لے کر جدّہ ایئر پورٹ پر اترتے ہی

واپسی کی راہ لیتے ہیں اور حج نہیں کر پاتے

فلسفہ یہ ہے

تو اس کا فلسفہ یہ ہے کہ ان کی ارواح نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک نہیں کہا تھا جبکہ آپ نے لوگوں کو حج کے لیے بلایا اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا تھا

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (پ17 سورۃ الحج آیت نمبر27)

اور لوگوں کو حج کے لیے بلائیں۔

تو جن خوش نصیبوں نے ان کی اس دعوت پر لبیک کہا وہ حج کریں گے اور جتنی مرتبہ کہا اتنی مرتبہ کریں گے اور جنہوں نے لبیک نہیں کہا وہ نہیں کریں گے

یہ آواز کہاں تک پہنچی

گرامی قدر سامعین! یاد رہے کہ مفسرین نے نقل فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے خلیل لوگوں کو حج کے لیے بلاؤ تو آپ نے عرض کیا خداوندا میری آواز کہاں تک جائے گی تو فرمایا

تم آواز دو

آواز دینا   تمہارا کام ہے

باپوں کے صلبوں میں پہنچانا   ہمارا کام ہے

ماؤں کے رحموں میں پہنچانا   ہمارا کام ہے

تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ آواز قیامت تک آنے والے لوگوں کو اللہ نے سنوادی اب ذرا غور کیجئے

اگر اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو یہ آواز   پہنچا سکتا ہے

تو گنبدِ خضریٰ کے مکین کو بھی ہماری آواز   سنا سکتا ہے

ہم گناہگار ہو کر حضرت خلیل کی آواز   سنیں

میرے آقا امام الانبیاء ہو کر   ہماری آواز کو نہ سنیں

یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

درست عقیدہ یہ ہے

درست عقیدہ یہی ہے کہ

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

جو رسول علیہ السلام — جانوروں کی فریادیں سنتے ہیں
جو رسول علیہ السلام — درختوں کے نالے اور آہیں سنتے ہیں
جو رسول علیہ السلام — اونٹنی کی پکار سنتے ہیں
وہ رسول علیہ السلام — ہماری فریاد بھی سنتے ہیں
وہ رسول علیہ السلام — ہماری پکار بھی سنتے ہیں

حج کیا ہے؟

حضرات! حج کیا ہے؟ ایک مخصوص وقت کے اندر

بیت اللہ کو — دیکھنا
حجرِ اسود کو — چومنا
صفا مروہ پر — سعی کرنا
عرفات پر — حاضری دینا
منٰی، مزدلفہ پر — جانا
شیطان کو کنکریاں — مارنا
قربانی — کرنا
حلق یا تقصیر — کروانا

یہ سب حج ہے اور اللہ کے پیاروں کی یادگاریں ہیں جنہیں اسلام کا بنیادی رُکن قرار دیا گیا

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

یقین جانئے ان سب مقامات میں بیت اللہ سب سے اعلیٰ مقام ہے اور اس بیت اللہ کو مخاطب فرما کر میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے کعبہ! مجھے اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے

اِنَّ حُرْمَۃَ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْکَ حُرْمَۃً (ترمذی وابن ماجہ)

یقیناً ایک مؤمن کی حرمت (وشان) اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔

تو طوالت کو چھوڑتے ہوئے کم از کم اس حدیث کو سامنے رکھ کر اختصاراً یہ تو ثابت ہوگا کہ میرے آقا علیہ السلام کی عظمت وشان کعبہ سے بہت بلند و بالا ہے

کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

حج کے بعد میری زیارت کرو (الحدیث)

حضراتِ گرامی!

نبی علیہ السلام — کعبہ سے افضل
نبی علیہ السلام کے بدنِ اقدس سے متصل زمین — کعبہ کی زمین سے افضل

اس لیے تو سرورِ کونین علیہ السلام نے فرمایا کہ حج کر کے میرے پاس آؤ اور جو میرے پاس نہ آیا اس نے مجھ پر ظلم کیا

مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (شفاء السقام لابن قیم)

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے یقیناً مجھ پر ظلم کیا

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ حیات ظاہری کی بات ہے اب تو وصال ہو چکا ہے لہٰذا اب سرکار علیہ السلام کی زیارت کا کیا مطلب؟

تو سرکار علیہ السلام نے اس شبہ کا ردّ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (شفاء السقام)

Scanned with CamScanner

جس نے بعد وفات میری زیارت کی اس نے گویا کہ حیات ظاہرہ میں مجھے دیکھا پھر بھی کوئی بد بخت یہ کہہ سکتا ہے کہ قبر شریف کے متعلق تو نہیں فرمایا کہ اس کی زیارت کرو تو آقا علیہ السلام کی یہ حدیث مبارکہ بڑی معروف مشہور زبان زد خواص و عوام ہر مسلمان کے ایمان کی جان ہے کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (جذب القلوب از شیخ محقق دہلوی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی

جس نے میری قبر انور کی زیارت کی

گرامی حضرات!

"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ" کے الفاظ پر توجہ فرمائیں اور پھر قبروں پر جانے سے منع کرنے والوں کے کالے چہروں کو دیکھیں جو شفاعت سے محروم ہیں جبھی تو وہ لوگ شفاعت کے منکر ہیں

سرکار نے اجازت مرحمت فرمادی

یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے قبروں پر جانے سے منع فرمایا ہے اور میں بتانا چاہتا ہوں سرکار نے اجازت عطا فرمائی ہے ملاحظہ ہو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا

(مسند امام اعظم علیہ الرحمۃ اُردو ص 171 باب زیارۃ القبور)

پہلے میں تم کو زیارت قبور سے منع فرماتا تھا پس (اب فرماتا ہوں) کہ قبروں کی زیارت کیا کرو

سرکار خود قبور پر تشریف لے جاتے

حضرات محترم! نبی کریم علیہ السلام نے خود قبور کی زیارت فرمائی اور ان اہل قبور کے لیے دعا بھی فرمائی ملاحظہ ہو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ قَالَ "اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" (مسند امام اعظم اردو ص 172)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب قبرستان تشریف لے جاتے تو فرماتے "اے قبروں میں رہنے والے مسلمانو! سلامتی ہو تم پر ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ (تعالیٰ) سے عافیت کے طلبگار ہیں۔

احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ آقا علیہ السلام شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعا فرمائی

اسی طرح میرے نبی علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر مع اصحاب کے تشریف لے گئے (مسلم شریف)

گنبدِ خضریٰ پر حاضری کا مسنون طریقہ

نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ قبر پر قبلہ کی طرف سے آیا جائے قبلہ کی طرف پیٹھ ہو اور قبر کی طرف چہرہ آپ فرماتے ہیں

مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَيَجْعَلُ ظَهْرَكَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلُ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

(مسند امام اعظم ص 206 اُردو)

مسنون طریقہ یہ ہے کہ تو نبی کریم علیہ السلام کی قبر شریف پر قبلہ کی طرف سے آئے اور قبلہ کو پیٹھ ہو قبر انور کی طرف چہرہ ہو پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

Scanned with CamScanner

روضۂ مبارکہ پر جانا سنت صحابہ ہے

مؤطا امام محمد میں عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو نبی کریم علیہ السلام کی قبر انور پر تشریف لاتے آپ پر درود بھیجتے اور دعا فرماتے پھر واپس ہوتے

(مؤطا امام محمد ص396)

معلوم ہوا کہ

سفر پر جاتے وقت بزرگوں کی قبور پر جانا بھی	سنت صحابہ کرام
واپسی پر بزرگوں کی قبور پر آنا بھی	سنت صحابہ کرام
تو اگر سفر ہو	حج کا
تو قبر انور پر سفر پر جاتے ہوئے بھی	حاضری دو
اور قبر انور پر سفر سے واپس آتے ہوئے بھی	حاضری دو

کیونکہ یہ صحابہ کی سنت ہے

نبی کریم علیہ السلام کے دربار دُربار کی حاضری سے یہ حج ضرور قبول ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ)

؎ ان کی طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حج وہی مقبول و منظور ہے جس میں زیارت گنبدِ خضریٰ بھی ساتھ ہو اس زیارت سے قبولیت لازم ہو جائے گی اور اس کے بغیر نامعلوم قبول ہوگا یا نہیں

تو یہ حج اسلام کا بنیادی رکن ہے

اسلام کا پانچواں بنیادی رکن

حضراتِ گرامی! اسلام کا پانچواں رکن ہے روزہ جیسے کہ ارشاد ہوا کہ

وَصَوْمِ رَمَضَانَ (مشکوٰۃ شریف ص12)

اور رمضان کے روزے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

تم پر روزہ فرض کیا گیا

یعنی رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں ہر مؤمن و مسلمان پر

جس نے ان روزوں کا انکار کیا وہ دائرۂ اسلام سے نکل گیا

روزہ کے فضائل

حضراتِ گرامی! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ فَهُوَ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ (مسند امام اعظم علیہ الرحمۃ اردو ص174)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے تمام اعمال اسی کے لیے ہیں مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا

جنت کے پھل

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ مُؤْمِنٍ جَاعَ يَوْمًا فَاجْتَنَبَ الْمَحَارِمَ وَلَمْ يَاْكُلْ مَالَ الْمُسْلِمِيْنَ بَاطِلًا اِلَّا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ"

(مسند امام اعظم ص175)

جو بھی مؤمن بھوکا رہے دن بھر اور حرام کاموں سے بچتا رہا (مثلاً غیبت وغیرہ سے) اور اس نے نہ کھایا باطل (ناجائز) طریقہ سے مسلمانوں کا مال تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھلوں سے کھلائے گا

Scanned with CamScanner

روزہ کی فرضیت کا منکر کافر ہے

محترم سامعین! ان احادیث کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی مسلمان اگر روزہ نہیں رکھتا اور یہ کہہ کر انکار کرتا ہے کہ ہم کیوں خواہ مخواہ بھوکے رہیں تو وہ روزے کی فرضیت کا منکر ہوا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا

تو پہلا رکن ہے	ایمان بالتوحید والرسالت
دوسرا رکن ہے	اقامت الصلوٰۃ
تیسرا رکن ہے	زکوٰۃ ادا کرنا
چوتھا رکن ہے	حج کرنا
پانچواں رکن ہے	روزہ رکھنا

پہلے ایمان بعد میں اعمال

آپ غور کریں!

پہلے	ایمان
پھر	عمل
اگر ایمان نہ ہوگا تو	اعمال کی کوئی حیثیت نہ ہوگی

یعنی کہ نماز پڑھنے والا

زکوٰۃ ادا کرنے والا

حج کرنے الا

روزے رکھنے والا

اگر مؤمن نہیں ہے تو وہ نمازی بھی	نہیں
اگر مؤمن نہیں ہے تو وہ زکوتی بھی	نہیں
اگر مؤمن نہیں ہے تو وہ حاجی بھی	نہیں
اگر مؤمن نہیں ہے تو وہ روزے دار بھی	نہیں

اسی اہمیت کے پیشِ نظر حدیث مبارک میں پہلے ایمان کا ذکر کیا گیا

یہ نہیں فرمایا گیا کہ پہلے نماز پڑھو کیونکہ وہ اسلام کا رُکن ہے

یہ نہیں فرمایا گیا کہ پہلے زکوٰۃ دو کیونکہ وہ اسلام کا رکن ہے

یہ نہیں فرمایا گیا کہ پہلے حج کرو کیونکہ وہ اسلام کا رکن ہے

یہ نہیں فرمایا گیا کہ پہلے روزہ رکھو کیونکہ وہ اسلام کا رکن ہے

بلکہ فرمایا گیا پہلے ایمان لاؤ پھر یہ اعمال کرو

ایمان کے بغیر اعمال بیکار ہیں

اب اگر کوئی توحید باری کا انکار کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہے کوئی شخص حضور علیہ السلام کی عظمت کا منکر ہے تو وہ مؤمن نہیں ہے لہٰذا اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے ذرا سوچیے! جو لوگ دن رات سرکار کی عظمت کے گیت گاتے ہیں وہ مؤمن ہیں کہ نہیں؟

اگر وہ مؤمن ہیں اور یقیناً وہ مؤمن ہیں تو ان کے باقی ارکان اسلام پر عمل کرنا بجا ہے

اگر وہ سرکار علیہ السلام کی تنقیص کے ہی راگ الاپتے رہتے ہیں تو یقیناً وہ مؤمن نہیں ہیں تو ان کے باقی ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونا بے جا ہے

؎ نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحٰی کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

تیسرا خطبہ (ذی قعدہ)

حکومت و اختیاراتِ مصطفیٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

خالق کُل نے آپ کو مالک کُل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

ہمارا یہ عقیدہ ہے

گرامی قدر سامعین حضرات! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کو حکومت اور اختیارات کلی عطا فرمائے ہیں اور اسی کی عطا سے ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام مختار کل اور حاکم ہیں بڑا واضح عقیدہ ہے کہ

ہر چیز کا خالق ہے — خدا (جل جلالہٗ)
اس کی عطا سے مالک ہے — مصطفیٰ (علیہ السلام)
وہ چیز چیز نہیں جس کا خالق — خدا نہ ہو (جل جلالہٗ)
اس چیز کی تخلیق نہیں جس کا مالک — مصطفیٰ نہ ہو (علیہ السلام)

ان کی قسمت میں پریشانی لکھ دی گئی ہے

گرامی حضرات! یہ بات بالکل بدیہی سی ہے جس میں نظر و فکر کی احتیاج نہیں اور پریشان ہونے والوں نے تو ہر بات پر پریشان ہونا ہوتا ہے ان کی قسمت میں جو پریشان ہونا لکھ دیا گیا ہے میں حیران ہوں کہ پیارے آقا علیہ السلام کا ہر کمال ان کو پریشان کر دیتا ہے اور بزعم خود جو کمالات ہیں ان پر یہ لوگ اینٹھتے نہیں تھکتے

حکومت کے اصول

سامعین کرام! اگر یہ لوگ تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں اور کچھ عقل کا ذرّہ ان کے دماغوں میں ہو تو اتنا ضرور جانیں اور مانیں کہ حکومت کا اصول ہے وہ اپنے وزیر، مشیر اور کارندے ضرور رکھتی ہے اور ہر کسی محکمہ سے متعلق وزیر کو اس محکمہ کا مکمل اختیار دیا جاتا ہے اور پھر ان سب وزراء پر مختار ایک وزیر اعظم ہوتا ہے جسے سب محکموں کا اختیار ہوتا ہے اور بایں ہمہ بھی وہ صدر یا سربراہ مملکت کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرتا

اب یہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ ہر کام کے لیے علیحدہ علیحدہ سربراہ مملکت سے اجازت لیتا پھرے بلکہ ایک ہی مرتبہ سربراہ مملکت اسے مختار بنا دیتا ہے اور اس کا

مطلب یہ ہوتا ہے کہ مملکت کی فلاح و بہبود کے لیے آپ جو بہتر و مناسب سمجھیں اقدامات کریں آپ کو اختیار ہے اور آپ کے اقدامات ہمارے ہی اقدامات شمار کئے جائیں گے

یہ اختیارات تفویض کردہ ہیں

اب اگر کوئی عقل کا اندھا اور بدعقیدگی کا پلندہ یہ کہے کہ جی سربراہ مملکت کے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں جو کچھ ہے وزیراعظم کے پاس ہے تو اس کے دماغ کا فتور نہیں تو اور کیا ہے تو اس سے یہی کہا جائے گا کہ عقل سے کام لو تمہیں معلوم نہیں وزیراعظم کے کام دراصل سربراہ مملکت کے ہی کام ہیں اور وزیراعظم کو صدر مملکت نے ہی اختیارات تفویض کئے ہوئے ہیں اور وہ صدر کی طرف سے مختار ہیں

سربراہ مملکت بدستور سربراہ ہیں

گرامی قدر سامعین! باقی محکموں کے وزراء کو وزیراعظم نے اپنے اپنے محکمہ کا اختیار دیا ہوا ہے

کسی کو خزانے کا اختیار دیا اور وزیر خزانہ بنادیا
کسی کو خارجہ پالیسی کا اختیار دیا اور وزیر خارجہ بنادیا
کسی کو داخلہ پالیسی کا اختیار دیا اور وزیر داخلہ بنادیا
کسی کو قانون کا اختیار دیا اور اسے وزیر قانون بنادیا
کسی کو ریلوے کا اختیار دیا اور اسے وزیر ریلوے بنادیا

اور یہ سارے اختیارات وزیراعظم کے ہیں، اور وزیراعظم کے سارے اختیارات سربراہ مملکت کے ہیں

تو مملکت پر پورے کے پورے اختیار رکھنے والے ہیں سربراہ مملکت
وزیراعظم کو اختیارات تفویض کرنے والے ہیں سربراہ مملکت
تمام وزراء کو اسی وزیراعظم کے ذریعہ اختیار دینے والے بھی ہیں سربراہ مملکت

ان کی سربراہی بدستور
ان کی حکمرانی بدستور
اس میں کچھ فرق نہیں آئے گا

اللہ تعالیٰ مجبور نہیں ہے

بلاتشبیہ ومثال! کیونکہ یہ امثلہ سمجھانے کے لیے دی جاتی ہیں ورنہ "تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا" اللہ ان مثالوں سے بہت بلند اور پاکیزہ ہے

یہ حاکم ہیں ان وزراء کی تقسیم پر مجبور اس لیے ان کو اختیارات دیتے ہیں
اور اللہ تعالیٰ مجبور نہیں وہ اپنے محبوبوں کی شان وعظمت کو اُجاگر کرنے کیلیے انہیں اختیارات دیتا ہے

یہ حکومت واختیار عطائی ہے

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے سلیمان! آپ کو حکومت دی گئی ہے اور اس میں ہوا، چرند، پرند، جن، انسان ہر کسی کو آپ کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے تو سنئے

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (پ23 سورہ ص آیت نمبر 39)
یہ ہماری عطا ہے اب تُو چاہے تو احساں کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔

یہ حکومت ہماری عطا ہے
یہ اختیار ہماری عطا ہے
آپ کو مختار بنا دیا ہے اب آپ کی مرضی ہے
جسے چاہیں عطا کریں
جس سے چاہیں روک لیں

Scanned with CamScanner

کیا اللہ تعالیٰ کے پاس پھر اختیار نہ رہا (معاذ اللہ)

کئی بے وقوف دین سے بے بہرہ اور توحید سے نا آشنا لوگ ہمیں کہا کرتے ہیں کہ سنو!

''تم نے اللہ تعالیٰ کو فارغ کر کے اس کی چھٹی کروا دی ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) اپنی لچھے دار توحید کے موضوع پر تقریروں میں اس قسم کے کفریہ جملے وہ بولا کرتے ہیں۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ارشاد مذکورہ جو میں نے پڑھ کر سنایا ہے اس کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے

کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ تمام حکومت دی کہ نہیں؟

یقیناً دی ہے

پھر آگے اسے لوگوں کو عطا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا ہے کہ نہیں؟

یقیناً دیا ہے۔

هٰذَا عَطَآؤُنَا فرما کر — حکومت عطا کی ہے

فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ فرما کر — اختیار بھی دے دیا ہے۔

تو مولوی صاحب کیا (معاذ اللہ) وہ آپ فارغ ہو کر چھٹی کر کے بیٹھ گیا ہے (العیاذ اللہ)

اب اس کے پاس حکومت و اختیار نہیں رہا (استغفر اللہ)

عقل کے اندھے مولویو!

ہوش کے ناخن لو اور صحیح عقیدہ سمجھنے کی کوشش کرو

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو — حکومت دی

معبود حقیقی نے اپنے رسولوں کو — اختیارات بھی دیئے

وہ حاکم مطلق ہے — یہ اس کی عطا سے حاکم مجازی ہیں

اللہ جسے چاہے ملک عطا کر دے

اللہ تعالیٰ خود ہی تو ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ3 سورہ آل عمران آیت نمبر 26)

(اے حبیب!) یوں عرض کر اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

باقی سب حاکم مجازی ہیں

معلوم ہوا کہ

اللہ حاکم مطلق ہے — کیونکہ وہ ذاتی طور پر مالک الملک ہے

باقی تمام حاکم مجازی ہیں — کیونکہ ان کو یہ حکومت عطا کی گئی ہے

اب اگر ان ملاؤں کی عقل سے کام لیا جائے تو وہ حاکم مطلق نہ رہا حالانکہ وہ حاکم بدستور ہے اس کی حکومت میں تغیر و تبدل نہیں وُہ قدیم ہے اس کی حکومت بھی قدیم ہے وہ حاکم تھا ہے اور اسی طرح رہے گا ''اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ'' جیسے تھا ویسے رہے گا کیونکہ اَلْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اس کی حکومت مطلق بالدوام ہے باقی حکومتیں نہ تو مطلق بالدوام ہیں اور نہ ہی قدیم حتیٰ کہ نبی کریم علیہ السلام نہ تھے تو وہ اللہ حاکم تھا اور اب وہ اپنے روضۂ اقدس میں جلوہ آرا ہیں تو حاکم مطلق قادر قیوم اللہ حسب سابق حاکم مطلق ہے اور جب ہر شئی فنا ہو کر قیامت برپا ہوگی تو بھی اس کی حکومت مطلق ہوگی جبکہ ندا آئے گی

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (پ24 سورہ المؤمن آیت نمبر 16)

آج کس کی حکومت ہے؟

تو خود ہی ارشاد فرمائے گا

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (پ24 سورہ المؤمن آیت نمبر16)

اللہ واحد قہار کی حکومت ہے

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (پ17 سورۃ الحج آیت نمبر56)

بادشاہی اس دن اللہ ہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے

تو پتہ چلا کہ اپنے پیاروں کو اختیارات وحکومت تفویض کر کے اس کی حکومت مطلقہ ختم نہیں ہوتی بلکہ اظہار حکومت ہوتا ہے کہ جس کے قائم فرمودہ حاکمان مجازی اس شان اختیار کے مالک ہیں اس حاکم مطلق کے اختیارات وحکومت کا کیا عالم ہوگا

"اَلْعَزِیْزُ" صرف اللہ تعالیٰ ہے

اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو فرماتا ہے کہ مالک وہی ہے تو کسی اور کو مالک کہنے یا ماننے سے شرک لازم آئے گا تو یہ ایسے ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے میں عزیز ہوں اور العزیز اس کی صفت ہے یعنی عزت والا تو پھر دنیا میں کسی اور کو عزیز نہ کہو نہ مانو نہ ہی کسی کی عزت کرو کیونکہ شرک لازم آئے گا

ماں باپ سے ملو ضرور مگر عزت نہ کرو تا کہ شرک نہ ہو جائے

اساتذہ وشیوخ سے ملو ضرور مگر عزت نہ کرو تا کہ شرک نہ ہو جائے

ہر بڑے چھوٹے سے ملو مگر عزت نہ کرو تا کہ شرک نہ ہو جائے

اور سرکار علیہ السلام کا ارشاد

مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا

جس شخص نے ہمارے چھوٹوں سے شفقت نہ کی اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ

کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

پس پشت ڈال دو (معاذ اللہ تعالیٰ)

تا کہ شرک نہ ہو جائے

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر8)

اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

خاطر میں نہ لاؤ (معاذ اللہ) تا کہ شرک نہ ہو جائے

عزت والا وہی ہے بس

اور سب بے عزت ہیں معاذ اللہ

یہ ان کا مادری عقیدہ ہے

ہاں! ہاں! میں اپنے معصوم بھالے بھالے سنی بھائیوں کو مطلع کروں کہ ان مادر زاد گستاخوں کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ جس پر یہ بڑی ڈھٹائی سے قائم رہتے ہیں ان کے ایک بہت بڑے پوپ نے لکھا ہے کہ

"ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی رسول فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"

(تقویۃ الایمان از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص12)

اور ان کا مادری عقیدہ ہے کہ

"سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں"

(تقویۃ الایمان ص46)

لہٰذا جو اللہ کے محبوبوں کو اس طرح خیال کرتا ہو وہ ان کی عزت وتکریم کیا کرے گا اور ان کی حکومت کو کیا مانے گا اس کو تو یہ عقائد سراسر شرکیہ ہی نظر آئیں گے (معاذ اللہ تعالیٰ)

Scanned with CamScanner

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

یہ تعمیل آیات واحادیث ہے

محترم سامعین!

ہمارے عقیدہ میں ان مقبولان بارگاہ لایزال کی عقیدت ومحبت تعظیم وتوقیر شرک نہیں بلکہ بیان کردہ آیات واحادیث کی تعمیل ہے کیونکہ

ان کو عزت دینے والا   اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ
ان کو عظمت بخشنے والا   اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ
ان کو حکومت دینے والا   اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ
اور ہمیں ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم دینے والا بھی   اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ

اللہ نے ان کو حاکم بنایا ہے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ

یہ دنیاوی حکمران تو مجبور ہیں کہ اکیلے حکومت نہیں چلا سکتے مگر میرا اللہ مجبور نہیں وہ اپنی شان عطا کا اظہار فرماتے ہوئے جا ہے جسے حکومت دے کر مختار و حاکم بنا دیتا ہے

وفاق وصوبائی وزراء

حضرات! ذرا غور کیجئے

ایک سربراہ مملکت مختلف وزیر بناتا ہے اور ان کو ان کی وزارتوں کے قلمدان سونپتا ہے علیحدہ علیحدہ صوبوں میں صوبائی وزارتیں بھی ہوتی ہیں

کچھ ہوتے ہیں   وفاقی وزراء
کچھ ہوتے ہیں   صوبائی وزراء

وزیر اعظم ہیں   وفاقی وزیر مملکت
وزراء اعلیٰ ہیں   صوبائی وزراء مملکت

تو ان وزارتوں سے حکومت واختیارات کا پتہ چلتا ہے

عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

اسی طرح میرے مالک وخالق مطلق بسیط وبے حد جل شانہٗ نے باوجود قادر مطلق ہونے (بے بس ومجبور نہ ہوتے) کے اپنے نبیوں کو اپنے نائب بنایا اور سب سے بڑا نائب حضور شافع یوم النشور کو بنایا

سب نبی ہیں   اللہ کے وزراء وفاقی
میرے آقا ہیں   اللہ کے وزیر اعظم وفاقی

اب اس وفاق کے دو حصے بھی ہیں جس طرح ہمارے وفاق پاکستان کے چار حصے ہیں اور ان کو صوبہ کہا جاتا ہے

صوبہ پنجاب   علیحدہ حصہ ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ وفاق کا ماتحت ہے
صوبہ سرحد   علیحدہ حصہ ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ وفاق کا ماتحت ہے
صوبہ سندھ   علیحدہ حصہ ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ وفاق کا ماتحت ہے
صوبہ بلوچستان   علیحدہ حصہ ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ وفاق کا ماتحت ہے

اسی طرح اس کائنات کے دو حصے ہیں جو وفاق کے ماتحت ہیں اور گویا کہ وہ دو صوبے ہیں ۔

ایک صوبہ   عرش ہے
ایک صوبہ   فرش ہے

آسمان وزمین میں وزراء

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر نبی کے وزیر ہوا کرتے ہیں

لِیْ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَھُوَ جِبْرَائِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ (علیہما السلام)

میرے آسمان والے (صوبے کے) دو وزیر ہیں اور وہ جبریل و میکائیل ہیں

اورفرمایا: لِیْ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَھُوَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما)

میرے زمین والے (صوبے کے) دو وزیر ہیں اور وہ ابوبکر وعمر ہیں

(جامع الترمذی جلد دوم ص208 مشکوٰۃ شریف ص560)

میرے وزراءِ اعلیٰ صوبائی — آسمانی صوبہ میں بھی ہیں
میرے وزراءِ اعلیٰ صوبائی — زمین کے صوبہ میں بھی ہیں
میری وفاقی حکومت — آسمان پر بھی ہے
میری وفاقی حکومت — زمین پر بھی ہے

یہ چاروں وزیر میرے ماتحت ہیں اور میں ان سب کا حاکم ہوں

میں نائب — ربِّ اکبر ہوں
میں کائنات کا — حاکم ہوں

اور یہ کائنات میں چاروں میرے وزیر ہیں اعلیٰ حضرت کے برادر حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اللہ اللہ شہہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

میرے اللہ حاکم مطلق نے اپنے حبیب پاک علیہ السلام کو حکومت و اختیارات عطا فرمادیے ہیں' ان کا انکار صریحاً قرآن وحدیث کا انکار ہے

اگر سلیمان علیہ السلام کی حکومت — انسانوں جنوں پر ہو سکتی ہے تو حضور کی کیوں نہیں ہو سکتی
اگر سلیمان علیہ السلام کی حکومت — دیووں پریوں پر ہو سکتی ہے تو حضور کی کیوں نہیں ہو سکتی
اگر سلیمان علیہ السلام کی حکومت — فضا و ہوا پر ہو سکتی ہے تو حضور کی کیوں نہیں ہو سکتی

جبکہ سلیمان علیہ السلام میرے آقا علیہ السلام کے مقتدی ہیں اور میرے آقا ان کے امام

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

سب کچھ حضور علیہ السلام کے تابع ہے

حضرات گرامی! میرے مالک ومختار نبی علیہ السلام دین و دنیا کے حاکم ہیں زمین وآسمان کے مختار نبی ہیں' اسی لیے

آسمان کا سورج — آپ کے تابع فرمان
آسمان کا چاند — آپ کے تابع فرمان
زمین کے درخت — آپ کے تابع فرمان
زمین کے پتھر — آپ کے تابع فرمان
اشارہ فرمایا — سورج واپس آیا
اشارہ فرمایا: — چاند دو ٹکڑے ہوگیا
اشارہ فرمایا: — درخت آیا اور قدموں پر سجدہ کرتے ہوئے کلمہ پڑھنے لگا
ارشاد فرمایا: — پتھر پانی پہ تیر کر رسول اللہ علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کرنے لگا

دی طائروں نے تیری رسالت کی گواہی
بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

اور

چاند شق ہو' پیڑ بولیں' جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

اور پھر

؎ سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اور

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چِر گیا

حکومت واختیارات معجزہ ہیں

گرامی وقدر حضرات!

کیا یہ سب کچھ حضور علیہ السلام کی حکومت کے شواہد نہیں ہیں؟

کیا سورج پر حضور کو اختیار نہ تھا؟

کیا چاند پر حضور کی حکومت نہ تھی؟

کیا درختوں اور پتھروں پر حضور حاکم نہ تھے؟

اگر نہیں تھے تو یہ اشارہ پاتے ہی محو اطاعت کیسے ہو گئے

میں تو کہتا ہوں اس انسان نما جانور سے وہ درخت اور پتھر بہتر جو سرکار کی حاکمیت واختیارات تسلیم کرتے ہوئے اشارہ سرکار پر فی الفور محو تعمیل ہو گئے

اگر تم کہو کہ یہ معجزات ہیں

تو میں کہوں گا کہ پھر تم نے تسلیم کر لیا حکومت واختیارات بھی سرکار کا معجزہ ہیں

اور جو معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے وہ بد بخت بے نصیب کب ایمان لائے گا؟

حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ

حضرات گرامی! اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غایت ایمان کی بنیاد ہی سرکار علیہ السلام کی حکومت کے تسلیم کرنے پر رکھی اور فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (پ5 سورہ النساء آیت 65)

پس آپ کے ربّ کی قسم نہیں مومن ہوں گے یہ لوگ جب تک آپ کو حاکم نہ مان لیں۔

آپ کی حکومت واختیار کو تسلیم کریں گے — مؤمن ہوں گے

آپ کو ہر معاملہ حاکم مانیں گے — مؤمن ہوں گے

کیونکہ لفظ حتیٰ موجود ہے ''حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ''

اور نحویوں سے پوچھیے اس حتیٰ کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

جواب ملتا ہے کہ

حَتّٰی لِانْتِهَآءِ الْغَایَةِ (کتب نحویہ)

حتیٰ انتہا غایت بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔

یعنی کسی چیز کی انتہا تک پہنچا کر اس کو مکمل کرنا ہو تو حتیٰ بولا جاتا ہے

جیسے ارشاد ربانی ہے کہ

انتہا وایمان

اے محبوب! اس لیلۃ القدر کے انوار وتجلیات کی انتہا تب ہو گی جب فجر طلوع ہو گی اس انتہا کو لفظ حتیٰ سے بیان فرمایا کہ

هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (پ30 سورۃ القدر آخری آیت)

یہ (سب کچھ) طلوع فجر تک رہے گا۔

اس کی انتہا — مَطْلَعِ الْفَجْرِ پر ہے — حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

ایمان کی انتہا — تیری حکومت پر ہے — حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ

حکیم الامت مفسر شہیر علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

؎ خالقِ کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا
سارے جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

زمین پر — آپ کا قبضہ

آسمانوں پر آپ کا قبضہ
ربّ کی خدائی ان کی شاہی
عطائیں اس کی تقسیمیں ان کی
خزانے اس کے تصرف ان کا
خلق اس کی ملک ان کی

؎ ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا؟

میرے آقا علیہ السلام کا اختیار

حضرات گرامی! یہ قطعی فیصلہ ہے کہ ایک مسلمان ایک وقت میں دو، تین، چار بیویاں کرسکتا ہے اس سے زیادہ کی قرآن نے اجازت نہیں دی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

(پ 4 سورۃ النساء آیت نمبر 3)

پس تم نکاح کرو عورتوں سے جو تمہیں بھائیں دو دو تین تین چار چار۔

بس! اس سے زیادہ اگر کوئی ایک ٹائم میں رکھے گا تو وہ منکر قرآن ٹھہرے گا، اجازت نہیں ہے، کسی کو زیادہ رکھنے کا کوئی اختیار نہیں ہے چاہے وہ کتنا بڑا مولوی، مفتی، علامہ، فہامہ، خطیب و ادیب ہی کیوں نہ ہو

اچھا چلیے بتایئے کسی پیرو مرشد کو ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ نہیں

اچھا چلیے کسی قطب، ابدال، اوتاد کو ایک ٹائم میں چار سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت ہے؟ نہیں

اچھا رہنے دیجئے کسی امام، مجتہد اور فقیہہ کو تو اجازت ہوگی؟ نہیں

اچھا کسی شہید کو اس کی اجازت ہے؟ نہیں

چلو کسی اہل بیت کے فرد کو ہی اجازت ہو؟ نہیں

کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسا کرسکتے ہیں؟ نہیں

پابندی نہیں لگائی جاسکتی

اچھا چلیے چار سے زیادہ تو نہیں رکھ سکتے کم کر سکتے ہوں؟ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں دوسرا نکاح کروں گا اس کو روکا جاسکتا ہے؟ نہیں

چاہے کتنا ہی پائے کا آدمی ہو آپ اسے یہ پابندی نہیں لگا سکتے کہ بس ایک ہی کافی ہے زیادہ نہ کرو کیونکہ چار تک کرنے کی اجازت قرآن میں ہے

کسی امیر و کبیر کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے
کسی برنا و پیر کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے
کسی خطیب و ادیب کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے
کسی فصیح و بلیغ کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے
کسی مجتہد و امام کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے
کسی ولی پیر فقیر کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو پابند کرے

اگر ایسا کرے گا تو خدا کی اس عطا فرمودہ رخصت کا انکار کرے گا اور قرآن کریم کو جھٹلائے گا اور کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا

نہ تو کسی کو چار سے بڑھانے کا اختیار ہے
نہ ہی کسی کو ایک پر پابند کرنے کا اختیار ہے

اس معاشرہ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے

حضراتِ گرامی! یہ معاشرہ بڑی شدت سے نکاح ثانی سے روکتا ہے تو بتایئے اس معاشرہ کو کس نے یہ اختیار دیا ہے؟

اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو!

لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

Scanned with CamScanner

عَلِيْمٌ ٥(پ26سورۃ الحجرات آیت نمبر1)

اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چار کی اجازت دی — تم کون ہو ایک پر پابند کرنے والے؟

اللہ تعالیٰ نے پانچویں سے روکا — تم کون ہو چار سے بڑھانے والے؟

آج کے مسلم معاشرہ پر قرآن وحدیث سے زیادہ شیطانی سامراج کا غلبہ ہے

یہ نام نہاد مسلمان یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے دلدادہ ہیں

یہ فرنگی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں

علامہ اقبال مرحوم نے صحیح کہا ہے کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ معاشرہ مسلم ہو کر بھی یہود و ہنود کا پیروکار ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نئی راہوں کی وباء سے

اور

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

یہ اختیار صرف رسول علیہ السلام کو حاصل ہے

تو عرض کر رہا تھا

اُمت میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ رسول کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال کر دے بلکہ حرام وحلال کا اختیار صرف اور صرف رسول علیہ السلام کو ہی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:157)

(اور رسول) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

اس کائنات ارضی وسماوی میں چرخ نیلی فام کے نیچے کرۂ ارضی کے اوپر وہ ایک ہی ذات رسول ہے جسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو کسی کو ایک نکاح میں پابند فرمادے اور اگر چاہے تو کسی کے لیے چار سے بڑھادے

حضور علیہ السلام کا اختیار

حضراتِ گرامی! کتب تواریخ وسیر میں یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں اور بوقت وصال گیارہ ایک ٹائم میں موجود تھیں

یہ ہے میرے نبی علیہ السلام کا اختیار اور حکومت

میرے آقا علیہ السلام مالک ومختار ہیں جتنی ازواج سے چاہیں نکاح فرمائیں کوئی پابندی نہیں ہے

حضرت علی کو دوسرے نکاح سے منع فرمادیا

اسی طرح میرے آقا علیہ السلام کسی کو ایک پر پابند فرمادیں تو آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے حضرت مولائے کائنات شیر خدا، تاجدارِ ہَلْ اَتٰی مولا علی المرتضیٰ نے جگر گوشۂ مصطفیٰ سیّدہ فاطمۃ الزہرا ؓ کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ فرمایا تو سرکار دو عالم علیہ السلام نے اس سے منع فرماتے ہوئے فرمایا اور ایک روایت کے مطابق ہشام بن مغیرہ کا ذکر ہے ابوداؤد اور ترمذی نے مسور بن مخرمہ ؓ سے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

بنی ہشام بن مغیرہ نے علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کے نکاح کی اجازت طلب کی میں اس کی اجازت نہیں دوں گا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا سوائے اس کے کہ علی ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دینا

Scanned with CamScanner

چاہیں اوراس کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں

(ابوداؤد،ترمذی،الصواعق المحرقہ،برق سوزاں ص634)

یہ میرے آقا علیہ السلام کا اختیار تھا کہ حضرت علی کو ایک نکاح سے پابند کیا اور

حضرت فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی سے حکماً روک دیا

میرے آقا حاکم ہیں مالک ومختار ہیں جس طرح چاہیں فرمادیں

اگر محبوب کسی سے دست شفقت اُٹھالیں تو اللہ بھی اسے کچھ نہ دے گا

؎ کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء:65)

آپ کے رب کی قسم یہ مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو حاکم نہ مان

لیں اپنے آپس کے جھگڑے

میں معلوم ہوا کہ جو نبی علیہ السلام کو حاکم تسلیم نہیں کرتا وہ مؤمن نہیں ہے اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

روزہ کا کفارہ اوراختیار مصطفیٰ

حضرات گرامی!

روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے قضا اور کفارہ لازم آتا ہے شریعت اسلامیہ میں

کفارہ یہ ہے کہ

مسلسل پے درپے ساٹھ روزے رکھنا

یا ایک غلام آزاد کرنا

یا ساٹھ مسکینوں کو متوسط کھانا کھلانا

ان کے علاوہ کوئی کفارہ نہیں ہے

دنیا میں کوئی مائی کا لال یہ اختیار نہیں رکھتا کہ ان تینوں کے علاوہ کسی کو اپنی

طرف سے کوئی اور حکم جاری کرے صحاح ستہ میں حدیث موجود ہے

ایک صحابی سرکار دوعالم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا

میں نے روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کرلیا ہے

فرمایا: تم مسلسل ساٹھ روزے رکھو

عرض کیا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا جب ایک روزہ پورا نہیں کرسکا تو ساٹھ

کیسے کروں گا؟

فرمایا: ایک غلام آزاد کردو

عرض کیا کہ میں اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا غریب ہوں غلام کیسے آزاد کروں؟

ارشاد ہوا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو

عرض کیا: میں اس کی بھی وسعت نہیں رکھتا

وہ صحابی بارگاہ رسالت میں ہی حاضر تھے کہ کھجوروں کا ٹوکرا بارگاہِ رسالت میں

نذرانہ پیش کیا گیا

فرمایا: سائل کہاں ہے؟

عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ!

فرمایا: یہ کھجوریں ساٹھ مسکینوں کو کھلادو تمہارا کفارہ ادا ہوجائے گا

عرض کیا یارسول اللہ! مدینہ طیبہ کی پوری بستی میں ایک کونے سے دوسرے

کونے تک مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں

سرکار مسکرائے کہ یہ سائل کیسا ہے کہتا ہے کرنا بھی کچھ نہ پڑے اور کام بھی بن

جائے فقیر کہتا ہے صحابی جانتے تھے کہ

؎ یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

اور

؎ یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

گویا صحابی نے بڑی لجاجت سے عرض کی

؎ تاجدار حرم ہو نگاہ کرم ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
آپ ہی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کدھر جائیں گے

امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمت بھی یہی عرض بدرگاہِ رسالت کرتے ہیں کہ

؎ اے شافعِ اُمم شہہِ ذی جاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

اپنے اہل کو کھلا دے

گرامی حضرات!

حدیث پاک کے یہ الفاظ آج بھی سورج کی طرف کتب احادیث میں چمک رہے ہیں کہ فرمایا:

اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ (بخاری، مشکوۃ کتاب الصوم)

جا یہ کھجوریں اپنے اہل کو کھلا دے

اپنے بیوی بچوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا

؎ آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

یہ میرے آقا کا اختیار تھا کہ اے میرے غلام

شریعت میں تو کفارہ انہیں تین صورتوں میں ہے کہ

ساٹھ روزے

یا غلام کی آزادگی

یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

مگر میں اپنے اختیار سے تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تو اپنے اہل و عیال کو یہ کھجوریں

کھلا دے کفارہ جانے اور تیرا آقا جانے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (پ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 65)

حضرت حسن رضا کہتے ہیں کہ

؎ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کریم اس عقیدہ حقہ مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت پر قائم و دائم رکھے۔

آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

Scanned with CamScanner

چوتھا خطبہ (ذی قعدہ)

عصرِ حاضر کے تقاضے اور ہم لوگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْمُجْتَبٰی وَاَصْحَابِہِ التُّقٰی وَالنُّقٰی اِلٰی یَوْمِ الْجَزَآءِ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ○ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ لا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ ۔ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ذلت و پستی کے ذمہ دار ہم خود ہیں

واجب الاحترام بزرگو دوستو اور معزز نوجوان ساتھیو! آج کے اس دور میں ہم مسلمان جس ذلت و پستی کا شکار ہیں شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھے جس کے ذمہ دار غیر نہیں ہیں بلکہ ہم خود ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے دین کے زریں اصولوں کو چھوڑ کر غیروں کے اصول اپنا لیے ہم تعلیمات قرآن و حدیث سے دور ہوتے چلے گئے اور ذلت ہمارا مقدر بنتی چلی گئی

؎ درسِ قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

عمل صالح مفقود ہو گیا
حق کی آواز دبا دی گئی
صبر کا دامن چھوڑ دیا گیا
بدعقیدگی و بدعملی ہماری فطرت میں شامل ہو گئی
بے حیائی' عریانی اور فحاشی کے ہم دلدادہ ہو گئے
خوفِ خدا نہ رہا
نبی کا حیا نہ رہا
سب کچھ ہم خود کرتے ہیں اور بُرا بھلا زمانے کو کہتے ہیں

زمانہ کو گالی نہ دو

حضرات گرامی!

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ (مسند امام اعظم اردو ص357)

زمانہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ زمانہ ہی ہے

لیکن ہم لوگ جرم وعصیاں کی دلدل میں خود پھنسے ہوئے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ

"کیسا عجیب زمانہ آ گیا ہے"۔

حالانکہ زمانہ وہی ہے جو چودہ یا پندرہ سو سال قبل تھا زمانہ نہیں بدلا البتہ ہم بدل گئے

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

عمر کو پائیدار خیال نہ کرو

بات یہ ہے کہ جو باقی رہنے والی چیز تھی ہمارے بعد بھی باقی رہے گی اسے ہم نے ناپائیدار سمجھ لیا اور خود ہم باقی رہنے والے نہ تھے خود کو ہم نے پائیدار خیال کر لیا

میرے دوستو بزرگو!

بڑے بڑے لوگ نہ رہے — زمانہ آج بھی موجود ہے
دارا و سکندر جیسے چلے گئے — زمانہ آج بھی موجود ہے
پندار اس عمر ناپائیدار

اس عمر ناپائیدار کو پائیدار نہ سمجھو اور یہ سمجھو کہ ہم نے ایک نہ ایک دن اس کو تمام کر کے خدا کے حضور پیش ہونا ہے اور درمیان میں

نزع کا وقت بھی — آئے گا
موت بھی — آئے گی
قبر کی منزل بھی — آئے گی

تنگ وتاریک کوٹھڑی میں طویل شب بسر کرنے کے بعد میدان حشر بھی آئے گا۔

اور زمانہ اسی طرح رہے گا

قسم ہے زمانہ کی

حضراتِ گرامی!

اسی زمانہ کی اللہ تعالیٰ قسم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالْعَصْرِ (پ30 سورۃ والعصر آیت نمبر1)

قسم ہے زمانہ کی' کیونکہ اسی زمانہ میں میرا حبیب علیہ السلام جلوہ افروز ہوا

اسی زمانہ میں — انبیاء آئے
اسی زمانہ میں — اولیاء آئے
اسی زمانہ میں — صلحاء آئے
اسی زمانہ میں — شہداء آئے

لہٰذا اس زمانہ کو بُرا نہ کہو میں اس زمانہ کی قسم بیان کرتا ہوں

انسان خسارہ میں ہے

بزرگو اور دوستو!

جس کی قسم اللہ بیان فرمائے وہ کتنی عظیم چیز ہو گی

فرمایا: اسے بُرا نہ کہو کیونکہ اس میں خسارہ نہیں ہے بلکہ مجھے قسم ہے زمانہ کی کہ

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ (پ30 سورۃ العصر آیت نمبر2)

یقیناً انسان خسارے میں ہے۔

وہ انسان جس کو میں نے اشرف المخلوقات بنایا

اسے عزت وشان بخشی اور خلافت سے سرفراز فرمایا:

مگر اس نے خود ہی اپنی عظمت وشان کو نہ سمجھا اور آنکھیں بند کر کے میری بندگی کے تقاضوں کو فراموش کر دیا

میں نے اس انسان سے وعدہ لیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا مگر اس نے

Scanned with CamScanner

زندگی کے ہر فعل میں وعدہ خلافی کی اور میرے ساتھ کئے ہوئے عہد کو فراموش کر دیا

اللہ کریم حضرت انسان کو یاد دلاتا ہے کہ

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ (پ23 سورۂ یٰسین آیت نمبر60)

کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا اے آدم کی اولاد کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس کے باوجود تم اسی کی پیروی کرتے ہو

تم عہد شکن ہو گئے ہو

میں نے تمہیں سوچنے کے لیے دماغ دیا

دیکھنے کے لیے آنکھیں عطا کیں

سننے کے لیے کان مرحمت فرمائے

بصیرت کے لیے دل دیا

کہ آنکھیں کھول کر رکھنا

کائنات کے حسین مناظر کو دیکھ کر

دماغ سے سوچنا

پرندوں کے چہچانے کو سن کر

بلبل کے نغمات سماع کر کے

قلبی بصیرت سے پہچاننا

کہ تمہاری ہر عبادت کے لائق میں ہی تو ہوں

مگر تم نے شیطان کی پیروی کی

تم نے خواہشات نفس کو الٰہ بنالیا

اور تم میرے عہد کو بھول گئے

اپنے پرانے دشمن کے پیچھے چلنے لگے

اور وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے

اس نے تمہیں گمراہ کرنے کی قسم کھائی اور پوری کی

تم نے میرے ساتھ عہد کیا تو پورا نہ کیا

وہ رنگ برنگی صورتوں میں تمہیں بہکاتا رہا اور تم اس کے بہکاوے میں آتے رہے

اس نے تمہاری اور میری پائیدار دوستی تڑوا دی

اس نے تمہیں مجھ سے جدا کر دیا

ہے شیطان بندے دا دشمن فرق دلاں وچہ پاوے

یاراں کولوں یار پیارا پل وچہ جدا کرا وے

تم نے ایفائے عہد خود نہ کیا اور برا کہا زمانے کو

اے انسانو! اسی زمانہ میں جب تم میرے ہونے کا دم بھرتے تھے تو پھر میں تمہیں تنہا نہ چھوڑتا تھا بلکہ اپنی اعانت و نصرت کا وعدہ جو میں نے تم سے کیا تھا پورا کرتا تھا

میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(پ4 سورۂ آل عمران آیت نمبر139)

اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

جب بھی تم پر خوف آیا میں نے دور کیا۔

جب بھی تم پر غموں کے بادل چھائے میں نے اپنی رحمت سے تم کو ڈھانپ لیا

تم تعداد میں کم ہوئے دشمن زیادہ ہوا تو میں نے فرشتے بھیج دیئے اور تمہیں ذلت سے بچا لیا کبھی تم نے سوچا کہ آج تم ذلیل و رسوا کیوں ہو رہے ہو؟

آج تمہیں نصرت الٰہی کیوں اپنے دامن میں پناہ نہیں دیتی؟

آج تمہارا دشمن تم پر غالب کیوں ہے؟

Scanned with CamScanner

عام آدمی بھی سوچے

علماء بھی غور کریں

صوفیاء بھی تفکر فرمائیں

عام آدمی نے بھی میرا دروازہ چھوڑ دیا

علماء بھی درباری ہوگئے

صوفیاء بھی سرکاری ہوگئے

کیا تم نے بدر کے میدان میں نکل کر مجھ پر جان قربان کرنے والے نہتے تین سو تیرہ جانثاروں کو نہیں دیکھا؟

کیا تم نے کربلا میں آکر لادینیت کا قمع کرنے والے شہداء کو جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟

صوفیو! تمہارا تو اعلان تھا کہ

؎ نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

مولویو! تم تو کہا کرتے تھے

؎ آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اور اے وہ لوگو! جو آج در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہو تم تو کہا کرتے تھے کہ

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مگر یہ تمہارے جذبات کہاں گئے؟

تمہارے یہ ولولے کس نے چھین لیے

تمہاری یہ داستانیں کہاں دفن ہوگئیں

اپنی حقیقت پر ذرا غور کرو

تم خود اس کے ذمہ دار ہو

ذرا اپنے آپ کو ٹٹولو

ذرا دل و دماغ پر بوجھ ڈالو

ذرا تفکر کر کے دیکھو

تمہارا خالق و مالک کون ہے؟

تمہارا معبودِ حقیقی کون ہے؟

تمہیں انواع و اقسام کے رزق دینے والا کون ہے؟

تمہیں ایک ناپاک قطرہ سے ہر حسن و جمال بخشنے والا کون ہے؟

سوچو تو سہی کہ تمہاری حقیقت ہے ہی کیا؟

اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِ ۧ الْمَوْتٰى ۝ (پ29 سورۃ القیامۃ آیت نمبر 37 تا 40)

کیا وہ (ابتداء میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا تھا پھر اس سے وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنایا اور اعضا درست کیے پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد اور عورت کیا وہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کرے۔

وہ تمہیں پھر زندہ کرے گا

تم یہ سمجھتے ہو کہ بس کر لو جو کچھ کرنا ہے مر جائیں گے تو معاملہ ختم، نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ذرا غور کرو

ذرا اپنی تخلیق پر فکر نظر کرو کہ

جو قادرِ مطلق ایک قطرۂ آب سے تمہیں پیدا کر سکتا ہے اس کے لیے تمہیں

Scanned with CamScanner

دوبارہ زندہ کرنا قطعاً مشکل نہیں

وہ بوند جو رحم مادر میں ٹپکی

اسی سے تمہارا یہ قد رعنا

چاند سا مکھڑا

یہ گلاب کو شرمانے والے رخسار

یہ غزالی آنکھیں

یہ عقل و خرد

ظاہری و باطنی حواس کی پیچیدہ مشینری

یہ مضبوط ٹانگیں

یہ لمبے لمبے ہاتھ

یہ چوڑا چکلا سینہ

سب اسی سے بنے ہیں

تم طاقت ور خورد بینوں سے اس کا تجزیہ کرو

کیا تمہیں ان متنوع اعضاء اور گوناگوں قوتوں کا کہیں سراغ ملتا ہے؟

جو ذات مقدس اس بوند میں گلکاریاں کر سکتی ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا بالکل آسان ہے

ذرا غور کرو

تاریک رحم میں ایک بوند ٹپکی پھر اس کا منہ بند ہو گیا

اس کے بعد انسانی تخلیق سے تمہیں (اسی بوند کو) جن پیچیدہ مرحلوں سے گزارا جو اعضاء اس میں پیدا کئے اس میں جو نزاکتیں ملحوظ رکھی گئیں پھر انسان کو کامل الاعضاء بنا کر اس کوٹھڑی سے نکالا اور اس رزم گاہِ حیات میں کھڑا کر دیا پھر کسی میں باپ بننے کی اور کسی میں ماں بننے کی صلاحیتیں رکھ دیں

وہ قوتیں جو قدرت کے غیر مرئی ہاتھوں نے اس بچے میں ودیعت کی تھیں وہ اس دنیا میں آ کر پروان چڑھنے لگیں اور انسان اپنی کوششوں کے باعث آج چاند کی سطح پر اپنی فتح مندی کے پرچم گاڑ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا شاہکار خود حضرت انسان ہے کیا اتنی قدرت والا خدا اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو از سر نو زندہ کرے۔

موت ضرور آئے گی

لہٰذا اے انسان وہ تجھے موت بھی دے گا

تو جہاں بھی چلا جائے

بروج مشیدہ میں ہی کیوں نہ چھپ جائے موت آئے گی

موت ہے وہ آنے والی آئے گی

جان ہے یہ جانے والی جائے گی

روح رگ رگ سے نکالی جائے گی

خاک تجھ پر اک روز ڈالی جائے گی

تو ان باتوں کو کیوں بھول گیا ہے

تو اس موت کو کیوں بھول گیا ہے

تو نے اس مہلت زیست کو بازیچۂ اطفال کیوں بنا لیا ہے

اور تو خسارے میں کیوں پڑ گیا ہے

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○

قسم ہے زمانہ کی انسان خسارے میں ہے

کچھ لوگ خسارہ میں نہیں ہیں

مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قطعاً خسارہ میں نہیں ہیں وہ کون ہیں فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا

Scanned with CamScanner

بِالصَّبْرِ ٥(پ30 سورۃ العصر آیت نمبر3 تا5)

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

ایمان والے خسارہ میں نہیں

اعمال صالحہ کرنے والے خسارہ میں نہیں ہیں

اپنی مجالس میں حق کی تلقین کرنے والے خسارے میں نہیں ہیں

باہمی (اگر کوئی مصیبت آ جائے تو) صبر کی تلقین و تاکید کرنے والے خسارے میں نہیں ہیں

تلقین و تبلیغ دین کرنے والے

حضراتِ گرامی!

دیکھئے ان لوگوں کا کیا مقام ہے

لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں

لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں

لوگ کہتے ہیں صوفی صاحب، مولوی صاحب!

مشینری دور ہے کس کے پاس اتنا ٹائم ہے کہ

وہ آپ کی تقریر سنے

وہ آپ کی تبلیغ پر کان دھرے

آپ تو فارغ ہیں اور آپ کو بس یہی کام ہے ہم نے اور کام بھی کرنے ہیں مگر یہ لوگ ان کی باتوں پر کوئی ایکشن نہیں لیتے اور بلا لومۃ لائم تلقین کرتے ہی رہتے ہیں یہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں

یہ خالق و مالک کا ارشاد ہے

گویا فرمایا جا رہا ہے

تمہاری ذلتوں اور پستیوں کا واحد اور کامل علاج ہے کہ ایمان درست کرو

عقیدے ٹھیک رکھو

حق کی تبلیغ کرو

صبر کی تلقین کرو

تم اس خسارہ سے نکل سکتے ہو

تم ان آفات و بلیات سے محفوظ ہو سکتے ہو مگر

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں

جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

اور

؎ رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی

فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

ایمان کیا ہے؟

اپنے اللہ اور معبودِ حقیقی کو پہچاننا اور اس کے حبیب سے محبت رکھتے ہوئے اس کی اتباع کرنا

جب ایمان مضبوط ہو جائے گا

جب یہ ایمان مضبوط ہوگا تو پھر عمل بھی پائیدار ہوگا

پھر عمل صالح خود بخود وجود میں آئے گا

پھر تم اپنے آپ نمازی بن جاؤ گے

پھر تم خود زکوٰۃ ادا کرنے لگو گے

پھر تمہارے اندر حج بیت اللہ کی اُمنگ بھی پیدا ہو جائے گی

پھر تمہارے قلوب میں مدینہ کی آرزوئیں مچلنے لگیں گی

اور جب اس راہ میں نکلو گے تو یہ حق ہی کی راہ ہوگی

Scanned with CamScanner

اور جب حق کی راہ میں نکلو گے تو "وتواصوا بالحق" پر عمل ہو جائے گا
اور پھر اس راہ میں جتنی سختیاں آئیں گی ان کو جھیلو گے
جتنی مصیبتیں آئیں گی
ان پر صبر کرو گے تو "وتواصوا بالصبر" پر عمل کر لو گے
صبر تمہیں اطمینان بخشے گا
صبر تمہیں سکون بخشے گا
اس سکون سے وہ نفس شریر جس کے پیچھے پیچھے چل کر خسارہ مول لے چکے ہو
وہ نفس جو شیطان کا آلہ ہے
وہ نفس مطمئنہ ہو جائے گا
اور پھر تمہیں خالق کی یہ ندائیں آئیں گی کہ
يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○
(پ30 سورہ الفجر آیت نمبر 26 تا 30)

اے نفس مطمئنہ لوٹ جاؤ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

دل کو پاکیزہ کر لو

حضراتِ گرامی!
میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ فِى الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ
(مقدمہ معارج النبوت جلد اول ص24)

بے شک جسم میں ایک پارۂ گوشت ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے کان کھول کر سن لو وہ پارہ گوشت دل ہے۔
تو آؤ آج اس دل کو پاک کر لیں جو دل محبوب کا مسکن ہے

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما زِ نامِ مصطفیٰ است

جیسا مہمان ہو اس کو ٹھہرانے کا ویسا ہی انتظام ہوتا ہے
اگر کوئی اعلیٰ مہمان آنے والا ہو تو
ہم گھر کی صفائیاں کرتے ہیں
کثافتیں دور کرتے ہیں
خوشبوئیں بکھیرتے ہیں
گھر کو خوب صاف ستھرا اور لطافتوں سے بھرا ہوا کر لیتے ہیں اور اس بھرپور تیاری میں سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں
تو جو دل مقام محبوب ہے
جس مقام پر محبوب کو بسانا ہے
اس کو بھی کثافتوں سے پاک کر لو
اس سے آلودگیاں اور زنگ دور کر دو
اس کو محبت کی خوشبوؤں سے معطر کر لو
اس دل کو اُلفت مصطفیٰ سے بھرپور کر لو
اس دل کو لطیف ترین بنا لو
جب وہ لطیف ترین اور پاکیزہ ہو جائے گا تو اس میں محبوب جلوہ گر ہو جائیں گے

Scanned with CamScanner

اور جب محبوب جلوہ گر ہو جائیں گے تو دل مدینہ بن جائے گا

پھر یہ دل ایمان سے بھر جائے گا کیونکہ سراپا ایمان اس میں جلوہ گر ہو چکا ہوگا

اور پھر حدیث مبارکہ کے مطابق دل ایمان سے بھر گیا تو سارا جسم ہی ایمان سے بھر گیا

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے نظارے آ جائیں گے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے فوارے کھل جائیں گے

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کا منظر تم سے آشکار ہونے لگے گا

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کی منزل تمہیں مل چکی ہوگی

اور تم خسارے سے نکل چکے ہوگے

آؤ آج

دل کو مدینہ بنا لو

عشق رسول کو اس کا نگینہ بنا لو

اور اس ذلت و پستی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکلنے کا عہد کر لو۔ انشاء اللہ

پھر وہی بدر کے نقشے ہوں گے

اور خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا ہوتی رہے گی

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اور اے خالق و مالک

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر
دلوں کو مرکز مہر و وفا کر
جناب مصطفیٰ سے آشنا کر

دعا

یا الٰہا! وہ زبان دے جو تیرے شکر اور تیرے حبیب کی مدح و ثنا میں ہر لمحہ مصروف رہے اور وہ دل دے جس میں تیرا فکر اور تیرے محبوب کی الفت جاگزیں رہے اسی طرح مجھے ایمان والی موت آ جائے۔

آمین بجاہ نبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

پانچواں خطبہ (ذی قعدہ)

ذکر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَاo

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ذکر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

واجب الاحترام سامعین کرام

یہ ماہ ذی القعدہ شریف ہے اور چند ایام کے بعد ذوالحجہ شریف شروع ہو جائے گا جس کی ابتداء میں حج اور قربانی کی جاتی ہے تو قربانی کا موضوع ذوالحجہ میں انشاء

اللہ العزیز بیان ہوگا آج ہم حضرت جد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا تذکرہ کریں گے کیونکہ قربانی آپ ہی کی یادگار ہے اور آپ کی سنت

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا

سامعین ذی وقار!

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

(پ 3 سورہ البقرہ آیت نمبر 258)

کیا نہ دیکھا تم نے (اے حبیب علیہ السلام) اسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے ربّ کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی۔

اَلَمْ تَرَ

کیا آپ نے نہیں دیکھا

جملہ استفہامیہ ہے

استفہام انکاری ہے

حضرات محترم! علماء نحو سے پوچھیں جب جملہ کے شروع میں ہمزہ استفہامیہ آجائے تو اسے استفہام انکاری کہتے ہیں اور اس کا مطلب ہوتا ہے کہ جس چیز کا سوال کیا جا رہا ہے اس کا اثبات کیا جائے اور ہمزہ سے جس استفہام کی نفی تھی کی جا رہی ہے اسی کا اثبات کیا جائے تو "لَمْ تَرَ" نفی حجد بلم سے صیغہ واحد مذکر مخاطب ہے جس کا معنی ہے آپ نے نہیں دیکھا گزشتہ دور میں رویت کی نفی ہے تو اس پر ہمزہ استفہام لا کر اس نفیٔ رویت کو اثبات میں بدل دیا اور فرمایا: اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ مطلب یہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہے

آپ نے دیکھا؟

گرامی قدر سامعین!

واقعہ رونما ہوا ہزاروں برس پہلے اور فرمایا جا رہا ہے کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا
مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس واقعہ کو دیکھا تو کیسے دیکھا ہے؟

رویت کسے کہتے ہیں؟

رویت کہتے ہیں سر کی آنکھوں سے دیکھنے کو

اگر دل سے دیکھا تو اس کا عربی میں لفظ رویت سے نہیں بلکہ بصیرت سے ٹرانسلیشن ہوگا اسی لیے اللہ بصیر ہے کیونکہ وہ آنکھوں سے پاک ہے اور اپنے علم سے بصیر ہے۔

تو اَلَمْ تَرَ فرما کر اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک کے وجود مسعود کا اس دور میں موجود ہونا بھی ثابت فرما دیا

گویا حضور اس واقعہ کو سر انور کی چشمان معنبرہ سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور آج وہی واقعہ یاد دلایا جا رہا ہے

اَلَمْ تَرَ! اے محبوب (علیہ السلام) کیا آپ نے نہیں دیکھا

مطلب ہے کہ یاد کیجئے آپ نے دیکھا تھا

کیا دیکھا تھا؟

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ۔

کیا تم نے نہ دیکھا (اے حبیب علیہ السلام) اسے جس نے جھگڑا کیا
ابراہیم (علیہ السلام) سے ان کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے
اسے بادشاہی دی۔

یہ نص قطعی سے ثابت ہے

حضراتِ گرامی توجہ رہے!

یہ نص قطعی ہے کہ نمرود کو اللہ نے حکومت دی بادشاہی عطا فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے کہ

اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

جھگڑا کی وجہ یہ تھی کہ اسے (نمرود کو اللہ نے) بادشاہی عطا کی تھی

نمرود کی حکومت   قرآن کی آیت سے ثابت ہے

تمام مولوی   تسلیم کرتے ہیں

سارے ملاں   اسے مانتے ہیں

کوئی شرک کا فتویٰ   نہیں دیتا

کسی کے ایوان توحید میں زلزلہ   نہیں آتا

کیوں؟

کہتے ہیں کہ جی نمرود کی حکومت قرآن سے ثابت ہے ''اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ''
اسے حکومت اللہ نے دی تھی

یہ حکومت عطائی ہے

تو میں کہتا ہوں

او بھلے مانسو

اگر تم میں کچھ عقل کا   ذرہ موجود ہے

اگر تم میں کچھ علم کا   قطرہ موجود ہے

تو بتاؤ کہ

اللہ حکومت دے نمرود کو   تم مانتے ہو اور شرک نہیں ہوتا کیونکہ وہ عطائی ہے

اور اگر اللہ حکومت دے اپنے محبوب کو تو تمہیں شرک کا ہیضہ کیوں ہو جاتا ہے
اور اس عطا کو کیوں جھٹلاتے ہو

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اعلیٰ علیہ السلام کو بھی تو حکومت و اختیارات عطا فرمائے ہیں انہیں تسلیم کرتے ہوئے تمہیں توحید و شرک یاد آ جاتا ہے

جاہلو! یہ حکومت عطائی ہے

اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ سے   نمروں کی حکومت کو تسلیم کرتے ہو

تو حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ سے   محبوب کی حکومت کو بھی تسلیم کرو

ساری زمین پر حکومت کرنے والے

حضراتِ محترم!

علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اس پوری روئے زمین پر چار افراد نے حکومت کی ہے۔ ملاحظہ ہو حضرات ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب معارج النبوت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اس (نمرود) کا شمار ان چار لوگوں میں سے ہے جنھوں نے سارے عالم پر غلبہ حاصل کیا ان چار میں سے دو مسلمان تھے اور دو کافر' مسلمانوں میں حضرت سکندر ذوالقرنین اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے دو کافروں میں ایک بخت نصر اور دوسرا نمرود تھا"۔

(معارج النبوت اُردو جلد اول 559)

کیا یہ سب مشرک ہیں؟

گرامی قدر سامعین!

اسی طرح سے علماء نے یہی نقل فرمایا کہ تمام روئے زمین پر ان چار بادشاہوں نے حکومت کی ہے تو کیا یہ سب علماء کرام معاذ اللہ مشرک ہو گئے جنھوں نے اللہ کے علاوہ ان چاروں کو حاکم تسلیم کیا ہے؟

اللہ جسے چاہے حکومت عطا کرے

نہیں اور ہرگز نہیں

بلکہ ان کو مشرک کہنے والے جہلا اور پرلے درجے کے بے وقوف ہوں گے کیونکہ وہ دعویٰ قرآن دانی کا کرتے ہیں اور قرآن سے ان کو واسطہ دور کا بھی نہیں ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن کریم میں بہت واضح طور پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ (پ 3 سورۂ آل عمران آیت نمبر 26)

(یوں کہو کہ اے اللہ!) تو جسے چاہے ملک دے دیتا ہے

مگر ان شرک کی بھٹیاں لگانے والوں نے یہ آیت نہ پڑھی

لوگوں کو مشرک بنانے کا ٹھیکہ لینے والوں نے مطلب کا قرآن پڑھا باقی چھوڑ دیا

تو اس آیت سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے جسے چاہے حکومت دے

اس نے حکومت دی — حضرت سکندر ذوالقرنین کو

اس نے حکومت دی — حضرت سلیمان علیہ السلام کو

اس نے حکومت دی — بخت نصر کو

اس نے حکومت دی — نمرود کو

تو مولویو! جو خدا — سکندر ذوالقرنین کو حکومت دے سکتا ہے

وہی خدا — جد الحسن والحسین کو حکومت دے سکتا ہے

جو خدا — حضرت سلیمان کو حکومت دے سکتا ہے

وہی خدا — دو عالم کے سلطان کو حکومت دے سکتا ہے

جو خدا — بخت نصر کو حکومت دے سکتا ہے

وہی خدا — شاہِ بحر و بر کو حکومت دے سکتا ہے

جو خدا — نمرود کو حکومت دے سکتا ہے

وہی خدا — اپنے محبوب کو حکومت دے سکتا ہے

تم غرور کی حکومت کو تسلیم کرتے ہو — تمہیں وہ مبارک

ہم محبوب کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں — ہمیں یہ مبارک

؎ پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

اصول فطرت یہ ہے کہ

حضراتِ محترم!

اصول فطرت یہ ہے کہ حصولِ نعمت پر اظہار تشکر کیا جائے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ30 سورۂ الضحیٰ آیت آخری)

اور اپنے ربّ کی نعمت کا چرچا کیجئے (تاکہ اظہارِ تشکر ہو سکے)

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ (پ2 سورۂ البقرہ آیت نمبر 152)

اور شکر ادا کیا کرو میرا اور کفر نہ کیا کرو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو فاتح بنایا اور فوج در فوج لوگ مسلمان ہوئے تو ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

(پ30 سورہ النصر مکمل)

(اے حبیب علیہ السلام) جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یہ قانون فطرت ہے۔

کامیابی ہو — شکر کرو

نعمت ملے — شکر کرو

حکومت ملے — شکر کرو

اب نمرود کو چاہیے تو یہی تھا کہ وہ اس بادشاہت ملنے پر اپنے معبود حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا مگر اس کی مفسدانہ و باغیانہ طبیعت میں جولانی آ گئی

نمرود نے شیطان کی اتباع کی

حضراتِ گرامی!

اس بے ایمان کی سلطنت وسیع و عریض ہوتی چلی گئی

اس کی حکومت کا پرچم بہر سو لہرانے لگا۔

اس کے عدل و انصاف کے چرچے اطراف و اکناف میں پھیلنے لگے

تو شیطان کو بھی جوش آ گیا

شیطان نے اس کے نفس سرکش کو بھڑکا دیا کہ

مشرق سے مغرب تک حکومت ہے — تیری

شمال سے جنوب تک سلطنت ہے — تیری

ساری روئے زمین پر سکہ چلتا ہے — تیرا

اور تو ان سب انسانوں کا بادشاہ ہے تو پھر تجھے چاہیے کہ تو ان سے اپنا آپ منوائے' شیطان نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نمرود نامسعود کے ذہن میں خدائی کا خیال فاسد ڈال دیا اور نمرود کے دماغ میں خدائی کا خیال روز بروز راسخ ہوتا گیا یہاں تک کہ اس نے تمام عوام الناس کو اپنی مزعومہ خدائی کی طرف دعوت دی اور کہا کہ (معاذ اللہ)

میں تمہارا خدا ہوں — میری عبادت کرو

جو لوگ مجھ تک نہیں آ سکتے — وہ میرے مجسموں کی عبادت کریں

نمرود کے مجسمے تیار کروا کر تمام عبادت خانوں میں رکھ دیئے گئے اور لوگ اللہ کی بجائے اس کی عبادت کرنے لگے جو نمرود کے دربار میں پہنچتے وہ اس کی وہاں عبادت بجالاتے اور جو نہیں پہنچ سکتے تھے وہ ان عبادت خانوں میں پڑے ہوئے مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہو کر عبادت کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ خدا پرستی کی جگہ بت پرستی رائج ہو گئی

کفر پہنچا اپنے عروج پر

شرک آیا اپنے کمال پر

Scanned with CamScanner

نمرود کی پوجا نکتۂ انتہا پر آگئی

نمرود کا خوب اور پریشانی

ایک رات نمرود نے خواب دیکھا کہ

ایک ستارہ آسمان پر طلوع ہوا۔

اس کی روشنی بڑھنے لگی اور پھر اتنی زیادہ ہوگئی کہ سورج اس کے سامنے ماند پڑگیا

اس خواب نے نمرود کو پریشان کردیا

صبح جب دربار لگایا اور یہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا تو نجومیوں اور کاہنوں کے سامنے اپنا خواب بیان کر کے تعبیر چاہی

نجومیوں نے کہا: بادشاہ سلامت! علم نجوم کے اعتبار سے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی حکومت اب زوال پذیر ہونے والی ہے اور اس کو تباہ کرنے والا عنقریب دنیا میں جلوہ گر ہونے والا ہے

وہ اپنی عظمت وشان میں بے مثال ہوگا

وہ فرزندِ ارجمند اسی سال پیدا ہونے والے ہیں جو نئی شریعت کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے اور تیری سلطنت کو تباہ و برباد اور تیری خدائی کا ستیاناس کر کے رکھ دیں گے

مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا درس دے کر بتوں کی عبادت و اطاعت سے روکیں گے

ان کی تبلیغ سے تمہاری سلطنت کی بنیادیں ہل جائیں گی اور حکومت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی

نجومیوں کے سردار خلید بن عاص نے کہا: بادشاہ سلامت! اس خطرہ کا فوری تدارک ضروری ہے اگر سیلاب کا پانی آنے سے پہلے بند نہ باندھا گیا تو تباہی کا باعث ہوگا

نمرود کے سرکاری احکامات

نمرود نے حکم جاری کیا

آج کے بعد کوئی مرد اپنی بیوی کے قریب نہ جائے

چھوٹے چھوٹے بچوں کو قتل کردیا جائے

بچیاں پیدا ہوں تو ان کو باقی رکھا جائے

بچے پیدا ہوں تو ان کو قتل کردیا جائے

اٹھارہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فورس کے مختلف دستے تشکیل دیئے گئے جو مردوں اور عورتوں پر نگران مقرر کردیئے گئے تاکہ کوئی مرد کسی عورت سے مخالطت نہ کرسکے

اسی طرح نگران عورتوں کی ایک جماعت حاملہ عورتیں پر متعین کر دی گئی تاکہ وہ بے خوف وخطر ہر گھر میں جا کر ولادت اور اولاد نرینہ کی بابت معلومات اور نگرانی کر سکیں اس طرح سے جو نومولود بھی عدم سے وجود میں آتا وہ ان عورتوں کی وجہ سے دوبارہ ملک عدم میں چلا جاتا

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال ایک لاکھ بچے نمرود کے اس ظلم کا شکار ہوئے۔(معارج النبوت اُردو ص560)

افسوس کہ نمرود کو کالج کی نہ سوجھی

حضرات محترم! ہمارے اس دور کے کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ نمرود کو کالج کی نہ سوجھی

یہ شاعر کا خیال ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ فقیر نے اپنی طرف سے کہا ہے

خاندانی منصوبہ بندی

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے آج کل جو مہم نسل کشی کی عروج پر ہے اس کی تاریخ بہت پرانی ہے

Scanned with CamScanner

کبھی یہ خاندانی منصوبہ بندی نمرود نے کی
کبھی یہ خاندانی منصوبہ بندی فرعون نے کی
مگر نہ تو فرعون ہی کامیاب ہوا
اور نہ نمرود ہی کامیاب ہوا
رب اللہ کا نام
کامیاب وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا

اللہ ہر شئی پر قادر ہے

حضراتِ محترم!
فرعون نے بھی لاکھوں بچوں کو مروایا
بچیوں کو زندہ باقی رکھا
قرآن فرماتا ہے کہ فرعون نے سرکاری آرڈر دیا کہ بچوں کو ذبح کرو اور بیٹیوں کو باقی رکھو۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَ كُمْ (پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 49)

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری (عورتوں) بیٹیوں کو
مگر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو محفوظ کرنا اور بچا کے رکھنا اور پھر اسی فرعون کے گھر پرورش کروانا مشیت ایزدی تھی تو
بچے قتل ہوتے بھی رہے
بچیاں زندہ چھوڑی بھی جاتی رہیں
کلیم اللہ پھر بھی دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے اور اسی فرعون کے گھر پرورش کے لیے بھیج دیئے گئے جو ان کے روکنے کے لیے یہ سب کچھ کرتا کرواتا رہا
میرا رب ہر شے پر قادر ہے

نمرود نے پورا پورا انتظام کیا
فوجی دستے گھروں کی نگرانی کے لیے بھیجے کہ مرد وزن کا اختلاط نہ ہونے پائے
عورتوں کی کمیٹیاں تشکیل دے کر گھروں میں بھیجیں کہ کوئی بچہ زندہ نہ بچے
مگر قدرت کی آواز آئی
تیرے سرہانے ہی اس پاک روح کو صاحب پدر سے شکم مادر میں نہ لاؤں تو میں خدا کیسا؟

وقت قریب آ گیا ہے

گرامی سامعین!
ایک لاکھ بچہ مروانے کے بعد بھی نجومیوں نے نمرود کو مطلع کیا کہ علم نجوم کے اعتبار سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اس مولود کے استقرار حمل کا وقت آ گیا ہے وہ آج رات رحم مادر میں منتقل ہو جائے گا

مزید سرکاری آرڈر

اب نمرود نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ
"آئندہ رات کوئی مرد شہر میں نہ رہے اور دن نکلنے تک واپس نہ آئے اور تمام عورتیں شہر میں رہیں کسی حالت میں شہر سے باہر نہ نکلیں"۔
دروازوں پر ذمہ داروں عہدیداروں کو حفاظت کیلئے متعین کر دیا گیا
شہر کے تمام دروازوں پر ذمہ داروں کے پہرے
تمام مرد شہر سے باہر
تمام عورتیں شہر کے اندر
جن ذمہ داروں کے پہرے لگائے گئے ان میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی تھے جو نمرود کے خاص الخاص محافظین میں سے تھے
شہر سے قریبی دروازہ پر نمرود سو رہا تھا اور یہ اسی کا پہرہ دے رہے تھے کہ

Scanned with CamScanner

اچانک حضرت کی والدہ وہاں آگئیں اور یہیں نمرود کے سرہانے کی طرف حقوق زوجیت پورے ہوئے جبکہ نمرود پر نیند طاری تھی اسے بالکل معلوم نہ ہوسکا اور آواز آئی۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (پ30 سورۃ البروج آیت نمبر16)

اللہ تعالیٰ اپنے ارادے کو مضبوطی سے پورا کرنے والا ہے

اے نمرود! تو نے سخت سے سخت انتظامات کروائے کہ ابراہیم نہ آسکیں

تو نے لاکھوں بچے مروائے کہ ابراہیم نہ آسکیں

اور تو خدائی کا دعویٰ کر کے اتنا بے خبر ہے کہ تیرے سر کی طرف میں ابراہیم کو شکم مادر میں منتقل کر رہا ہوں اور تجھے خبر نہیں

خدا وہ نہیں ہوتا جو سو جائے

خدا وہ ہوتا ہے سونا تو در کنارا سے اونگھ بھی نہیں آیا کرتی

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (پ3 آیت الکرسی)

وہ رب ابراہیم ہے جو سوتا نہیں

وہ نمرود جھوٹا رب ہے جو سو جایا کرتا ہے

آنے والا پھر بھی محفوظ رہا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دوسرے دن تمام نجومی روتے پیٹتے نمرود کے پاس گئے اور اس سے کہا:

"جس اندیشہ کے مطابق یہ تمام انتظامات کیے گئے

جس کے لیے فکر و تدبر میں رہے

ہزار ہا لڑکوں کو قتل کیا

مردوں کو گھروں سے نکالا

عورتوں کو شہر میں مقید کیا

وہ مقصد پھر بھی پورا نہ ہوسکا" (معارج النبوت جلد اوّل ص561)

آنے والا پھر محفوظ ہے اور شکم مادر میں مستور ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت

جد الانبیاء حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو والدہ کو فکر ہوئی اگر نومولود کا نمرود یا اس کے فوجیوں کو علم ہو گیا تو وہ ان کو مار ڈالیں گے اس خدشہ کے تحت گھر میں ہی ایک تہہ خانہ بنایا گیا جہاں پھر آپ کی ولادت با سعادت ہوئی

غار میں آپ کی پرورش

حضراتِ گرامی!

وقت کے گزرنے سے پریشانی بڑھتی رہی کہ انہیں نمرودی لوگ قتل نہ کر دیں

چند ایام گزرے تو آپ کو جنگل میں ایک غار کے اندر چھوڑ دیا گیا

والدہ کا دل کپکپاتا ہے

کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے

نمرود کے ان درندوں سے بچا کر جس غار میں چھوڑ آئے ہیں وہاں جنگلی درندے ہی میرے لختِ جگر کو نہ کھا جائیں؟

اور ہاں! اگر میرے لال کو بھوک پیاس تنگ کرے گی تو خوراک کا کیا انتظام ہوگا

جب دوبارہ جا کر دیکھا تو عجیب منظر نظر آیا

جناب ابراہیم علیہ السلام بالکل محفوظ ہیں

خوراک کا انتظام کرنے والے نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی

خالق و مالک نے آپ کی ایک انگشت مبارکہ سے پانی دوسری سے شہد اور تیسری سے دودھ جاری فرما دیا ہے اور وہ باری باری انگشتان مبارکہ کو بڑے مزے سے چوس رہے ہیں

یہ ملاحظہ کر کے حیرت میں گم ہو گئیں کہ

"آپ ہفتے میں اتنے بڑھے کہ عام بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے"۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ

آپ دن میں ایک ہفتہ کی نشوونما پاتے

ہفتہ میں مہینہ کے بچہ کی طرح بڑھتے

شہد اور دودھ خوراک تھی

اور یہ بڑھنے کی رفتار تھی

سرکاری و درباری لوگوں کیلیے لمحہ فکریہ

گرامی حضرات! باری تعالیٰ جل جلالہ نے واضح فرمادیا کہ

میرے نبی اور رسول اپنی ذات کے لیے کسی کے مرہون منت نہیں ہوتے

ان کا خالق خود ان کے ہر انتظام کو بحسن وخوبی انجام دیتا ہے

وہ دنیا میں اگر محتاج ہوتے ہیں تو صرف — اپنے خالق و مالک کے

نہ وہ — والدین کے محتاج

نہ وہ — کسی دنیادار کے محتاج

اگر آج کسی کا محتاج کر دیا تو کل بے دھڑک تبلیغ کیسے کریں گے؟

اس لئے انہیں کسی کا ممنون احسان ہی نہ کرو کہ ڈنکے کی چوٹ توحید و رسالت کی تبلیغ کر سکیں یہ امر آج کے سرکاری اور درباری لالچی دنیادار صوفیوں اور ملاؤں کے لیے لمحہ فکریہ ہے

جو سرکاری مراعات لیتے ہیں — اور فتویٰ فروشی کرتے ہیں

جو سرکار کی خوشنودی کے لیے — اپنے ضمیر کو بیچ دیتے ہیں

اور خوش قسمت ہیں وہ علماء و مشائخ جو حطامِ دنیاوی اور آسائش و آرام چند روزہ کو چھوڑ کر خدا و مصطفیٰ کے دین کا ڈنکا بجاتے ہیں چاہے اس کی پاداش میں انہیں

مصائب مول لینے پڑیں

؎ کیا کرتے ہیں جو تبلیغ آزادی زمانے میں

وہ اکثر کاٹتے ہیں زندگانی جیل خانے میں

جناب خلیل کی پہلی گفتگو

جناب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حکم آ گیا کہ اب اپنا مشن شروع کر دو

ہم نے تمہارا قلب علم و معرفت کے خزائن اور رشد و ہدایت کے انوارات سے پہلے ہی بھر دیا ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ

(پ17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 51)

اور بے شک ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اس سے خبردار تھے۔

مِنْ قَبْلُ — پہلے سے ہی

ولادت سے بھی — پہلے

گفتگو کرنے سے بھی — پہلے

ہم نے رشد عطاء فرمادیا

ہم نے علوم و حکمتیں عطاء فرمادیں

ہم نے اس کا سینہ توحید کا گنجینہ بنادیا

ہم نے خود گفتگو کا طرز و طریقہ سکھادیا

ہم نے تبلیغ توحید و رسالت کا اسے سلیقہ بتادیا

تو جب آپ نے پہلی گفتگو کی تو والدہ سے کہا:

يَا اُمِّيْ مَنْ رَّبُّنَا — اے میری والدہ بتایئے ہمارا ربّ کون ہے

Scanned with CamScanner

جواب ملا

رَبُّكَ اَنَا اُمُّكَ — بیٹے تجھے پالنے والی میں اور تیرا رب میں تیری والدہ ہوں

پھر سوال کیا اے امی جان! پھر بتائیے

مَنْ رَبُّكَ — آپ کا رب کون ہے؟

جواب ملا! بیٹا

رَبِّیْ اَبُوْكَ — میرا رب تیرے والد ہیں

رشد و ہدایت کا آفتاب کرنیں بکھیرنے لگا اور نور توحید ضیا بار ہونے لگا اور ظلمت کے پردے ایک ایک کرکے ہٹنے لگے۔

سوال کرتے ہیں کہ امی جان آپ کا رب اگر میرے والد ہیں تو بتائیے

مَنْ رَبُّ اَبِیْ — میرے باپ کا رب کون ہے

اب والدہ کو سمجھ آنے لگی کہ یہی تو وہ فرزند ارجمند ہے جس کی روک تھام کے تحت انتظامات کیے گئے تھے

یہی وہ نور ہے جس کو بجھانے کے لیے نمرودی آندھیاں زوروں پر تھیں
مگر یہ تو ہمارے ہی دامن سے ہویدا ہوا ہے اور ہمارا ہی لخت جگر ہے

جواب دیا

رَبُّ اَبِیْكَ مَلِكُنَا — تیرے باپ کا رب ہمارا بادشاہ نمرود ہے

اب آپ نے برجستہ ایسا سوال فرمایا کہ حق واضح ہو گیا فرمایا: امی جان فرمائیے

مَنْ رَبُّ مَلِكِنَا — ہمارے بادشاہ کا رب کون ہے؟

یہ جواب دینا بڑا مشکل تھا بس اتنا کہہ سکیں کہ اُسْكُتْ اَلسُّكُوْتُ خاموش ہو جائیے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

حضرات گرامی!

اس واقعہ سے بعض کو دلیل ملتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے والدین معاذ اللہ موحد نہ تھے

حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ

ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح تھے اور وہ خاص ملازم تھے نمرود کے اور رب عربی میں پالنے کو والے کہتے ہیں

حقیقتاً پالنے والا تو رب العالمین ہی ہے مگر مجازاً اس پالنے کی نسبت کبھی مخلوق کی طرف بھی ہو جاتی ہے جیسے کہ فرمایا گیا

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 24)

اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں (والدین) نے مجھے بچپن میں پالا۔

تو وہ والدین کیونکہ بچے کیلئے مظہر ربوبیت ہوتے ہیں اسی لیے مجازاً نسبت ربوبیت ان کی طرف کر دی

اسی طرح والدین کو اسباب پالنے کے حکومت سے مہیا ہوتے تھے لہٰذا بادشاہ کو مجازاً رب کہہ دیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیونکہ رب حقیقی کی بات فرما رہے تھے اس لیے ایسے سوالات فرماتے گئے تاکہ مبلغین کو تبلیغ کا انداز بھی مل جائے اور والدین کی عزت کا بھی پتہ چل جائے اور مسئلہ بھی واضح ہو جائے

آپ کا انداز تبلیغ تھا حکیمانہ موعظہ حسنہ سے مزین اور اخلاق سے بھرپور اور جب اس حکمت والے مبلغ نے رشد و ہدایت کے موتی لٹائے اور والدہ کو حقیقت پر پڑے ہوئے پردے ہٹا کر شان توحید کو آشکار کیا تو والدہ سمجھ گئیں کیونکہ اب اس کے بعد رب حقیقی کی ذات تھی تو فرمایا: خاموش ہو جائیے

اور یہ لوگ جس آزر کا نام لے کر بہکاتے ہیں وہ بت پرست آزر آپ کا چچا تھ

Scanned with CamScanner

باپ نہ تھا قرآن کریم میں چچا پر باپ کا لفظ بول دیا گیا ہے

اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ لِاَبِيهِ اٰزَرَ (الخ)

لفظ اَبْ کی تحقیق وتشریح

حضراتِ گرامی! یہ عین حق وصواب ہے کہ باپ کے علاوہ اعمام اور اجداد پر بھی اب کا لفظ قرآن میں بولا گیا ہے

ذرا توجہ فرمایئے کہ حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام بوقت وصال اپنے بیٹوں کو فرماتے ہیں کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو سب عرض کرتے ہیں

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ

(پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 133)

ہم عبادت کریں گے آپ کے الٰہ کی اور آپ کے آباء حضرت ابراہیم واسمٰعیل و اسحٰق کے الٰہ کی۔

ابراہیم علیہ السلام کے جگر گوشہ ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہما السلام اسحٰق علیہ السلام کے نورِ نظر ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام ۔

گویا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق ہوئے دادا اور دادا کے بھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوئے پردادا۔

اب قرآن نے پردادا' دادا' دادا کے بھائی پر لفظ آباء کا اطلاق فرمایا ہے۔

اسی طرح آزر پر لفظ اب کا اطلاق فرمایا ہے کیونکہ آزر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (بظاہر) کفیل تھا اور آپ کی سرپرستی بظاہر وہی کرتا تھا

اب بولنے کی گنجائش نہیں ہے

محترم سامعین!

گزارش یہ کر رہا تھا کہ جب والدہ کو جمالِ حقیقی سے پردے ہٹا کر خلیل اللہ علیہ السلام نے مشاہدہ کروا دیا تو اب والدہ نے کہا خاموش ہو جایئے کیونکہ اس سے آگے

اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

اب بولنے کی گنجائش نہیں ہے

ایک اور روایت

ایک اور روایت صاحب معارج النبوت علامہ معین کاشفی نے نقل کی ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ محترمہ سے دریافت کیا اے والدہ محترمہ! میں خوبصورت ہوں یا آپ؟

جواب ملا! تم زیادہ حسین ہو

پھر سوال کیا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا میرے والد

والدہ نے جواب دیا کہ میرا حسن تمہارے والد سے زیادہ ہے

جناب ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور سوال کر دیا

بادشاہ زیادہ خوبصورت ہے یا میرے والد

والدہ نے کہا: تمہارے والد زیادہ خوبصورت ہیں

اب آپ نے اپنے ربّ کے عطا فرمودہ رشد و ہدایت کی بدولت حجابات اُٹھانے شروع کر دیئے اور کہا:

"اگر میرے والد کا پروردگار بادشاہ ہے تو اس نے خود سے زیادہ حسین میرے والد کو کیوں کیا؟ اور اگر میرے والد تمہارے پروردگار ہیں تو انہوں نے خود پر تم کو حسن و جمال میں کیوں فوقیت دی؟ اسی طرح اگر آپ میری پروردگار ہیں تو مجھے خود پر کیوں ترجیح دی"۔

علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ

وہ معمر اور تجربہ کار عورت ان سوالات کے جواب سے عاجز ہو گئیں اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے والد کے پاس آئیں اور یہ سارے واقعات ان کو بتا دیئے

(معارج النبوت اول ص 563-564)

کیا ستارے میرے ربّ ہیں

حضراتِ محترم! ایک دن آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ اس غار کے علاوہ
کوئی اور جگہ بھی ہے؟
والدہ نے کہا: اس تنگ و تاریک غار میں تمہیں حفاظت کی وجہ سے رکھا ہے
تا کہ تم دشمنوں کے شر سے محفوظ رہو ورنہ یہ خطۂ زمین تو بڑا وسیع و عریض ہے
آپ نے یہ سن کر والدہ سے کہا: اتنا انتظار کرو کہ آفتاب اس طرح غروب ہو
کہ جس طرح عشق عاشق کے دل میں جا گزین ہوتا ہے
جب رات ہوئی تو آپ کو غار سے باہر لایا گیا آپ نے ستاروں کو ملاحظہ فرمایا
اور لوگوں کو دیکھا کہ ستاروں کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور ان کی عبادت کر رہے ہیں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ

(پ 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 77)

پھر جب چھا گئی ان پر رات تو دیکھا انہوں نے ایک ستارے کو بولے
(کیا) یہ میرا ربّ ہے۔

کفر گڑھ میں تبلیغ توحید

علماءِ مفسرین نے فرمایا: ستارہ سے مراد زہرہ اور یہ فقرہ سوالیہ ہے قال کے بعد
ہمزہ استفہام پوشیدہ ہے اصل میں عبارت یوں ہے کہ "قَالَ اَهٰذَا رَبِّىۡ"
فرمایا کیا یہ ستارہ میرا ربّ ہے
یہ بھی حکیمانہ راشدانہ انداز ہے کہ یوں نہیں فرمایا:
"تم ستارے کو پوجتے ہو لہٰذا تم بے ایمان اور مشرک ہو"
جس طرح آج مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے ملاں لٹھ لے کر پیچھے پڑ
جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم سنت ابراہیمی ادا کر رہے ہیں

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ ابراہیم علیہ السلام تو بت پرستوں، ستارہ
پرستوں، سورج پرستوں، چاند پرستوں اور ان کی عبادت کرنے والوں سے مخاطب تھے
اور تم کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہو؟

اگر تم نے سنت ابراہیم ادا کرنی ہے تو جاؤ
جہاں بتوں کی عبادت کی جاتی ہے وہاں جاؤ
جہاں سورج چاند ستاروں کی عبادت کی جاتی ہے وہاں جاؤ
تمہیں پتہ چلے کہ یہ کام اتنا سہل نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے
اس فریضہ کو انجام دیتے ہوئے
وقت کے آمروں سے بھی ٹکر لینی پڑتی ہے
جلتی ہوئی آگ میں بھی جانا پڑتا ہے
نمرود کے دربار میں بھی آنا پڑتا ہے
یہ رزمگاہ قیامت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا
تم تبلیغ کرتے ہو اسلامی مملکتوں میں
جناب ابراہیم نے تبلیغ فرمائی کفر گڑھ میں
بہت عظیم فرق ہے ان کی اور تمہاری تبلیغ میں
اور میں قسم اُٹھا کر کہتا ہوں
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ فرماتے ہوئے کوئی بستر نہ اٹھایا تھا
نہ ہی ہاتھوں میں کوئی چھنک پکڑی تھی
آپ تو بغیر اسباب کے اس مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھتے ہوئے میدان میں
اترتے تھے۔

ستارہ غروب ہو گیا

حضراتِ گرامی!

کیونکہ قوم ستارے کو پوج رہی تھی تو حق کو واضح کرنے کیلیے اس قوم کی بولی میں ہی بات کی کہ کیا یہ ستارہ میرا رب ہے

قوم بڑی خوش ہوئی کہ شاید ہماری تعداد میں اضافہ ہو گیا؟

مگر جب صبح کو وہ ستارہ غروب ہوا تو ارشادِ ربانی ہوتا ہے کہ

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ o (پ7 سورۂ الانعام آیت نمبر 76)

پھر جب وہ ڈوب گیا (تو) بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو

فرمایا: میں اس رب کو مانتا ہوں جو ازل سے ہے اور تا ابد رہے گا اس کو فنا نہیں ہے وہ باقی ہے اور باقی رہے گا

یہ تمہارا رب ہے — جو ڈوبنے والا ہے

وہ میرا رب ہے — جو باقی رہنے والا ہے

کیا چاند رب ہے؟

پھر چودھویں کے چاند کو پوری آب و تاب اور حسن و جمال کا مرقع دیکھ کر ان لوگوں سے جو چاند کے پجاری تھے فرمایا کہ

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ (پ7 سورۂ الانعام آیت نمبر 77)

پھر جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے (تو) کہا کیا یہ میرا رب ہے

یہ ستارہ کی نسبت زیادہ حسین بھی ہے اور چمکدار بھی ہے کیا یہ میرا رب ہے؟

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ o

(پ7 سورۂ الانعام آیت نمبر 77)

پھر جب چاند (بھی) ڈوب گیا (تو) فرمایا: اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو البتہ ضرور میں (بھی) گمراہوں کی قوم سے ہوتا۔

چاند ایک ہیئت پر نہیں رہتا

فرمایا: لوگو! تم اس چاند کے پجاری ہو جو کبھی گھٹتا ہے اور کبھی بڑھتا ہے

پہلی تاریخوں میں بڑھتا رہتا ہے

درمیانی تاریخوں میں مکمل ہو جاتا ہے

آخری تاریخوں میں پھر گھٹتا رہتا ہے

پھر بالکل غروب رہتا ہے

تو یہ رب کیسے ہو سکتا ہے؟

رب تو وہ ہے جو اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ء جیسا (پہلے) تھا ویسا ہی (اب) ہے اور ویسا ہی بعد میں رہے گا نہ وہ گھٹتا ہے اور نہ ہی بڑھتا ہے

حضرات! غور فرمایا آپ نے کہ یہاں بھی کس حکمت سے سمجھایا اور وہی رشد سامنے آیا جو اللہ نے انہیں عطا فرمایا تھا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ o

(پ17 سورۂ الانبیاء آیت نمبر 51)

اور بے شک ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اس سے خبردار تھے۔

اسی لیے فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ o

(پ7 سورۂ الانعام آیت نمبر 77)

اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو البتہ ضرور ضرور میں گمراہوں کی قوم سے ہوتا۔

گویا کہ یہ قوم ضالین تھی جو ستارہ اور چاند کی پرستش کر رہی تھی۔

اس مرتبہ آپ نے ان کو نشاندہی فرماتے ہوئے تھوڑا سا جھنجوڑا اور پہلے سے

Scanned with CamScanner

کچھ سخت الفاظ فرمادیئے

کیا سورج میرا ربّ ہے؟

حضراتِ محترم! نصف النہار کے وقت آپ نے دیکھا کہ لوگ سورج کی عبادت کررہے ہیں تو فرمایا:

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ

(پ7 سورہ الانعام آیت نمبر78)

پھر جب دیکھا سورج کو چمکتے ہوئے (تو) فرمایا (کیا) یہ میرا ربّ ہے

یہ بہت بڑا ہے۔

ستارہ سے چاند بڑا

چاند سے سورج بڑا

فرمایا: یہ اُن سب سے بڑا ہے "اکبر" بہت زیادہ بڑا ہے تو تم اس لیے پوجتے ہو

اس کی چمک دمک چاند ستاروں سے زیادہ ہے

اس کا حجم ان سے زیادہ ہے

تم اس وجہ سے اس کی عبادت کرتے ہو

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

(پ7 سورۂ الانعام آیت نمبر78)

پھر جب سورج (بھی) ڈوب گیا (تو) فرمایا: اے میری قوم میں اس شرک سے بری ہوں جو تم کرتے ہو

تم سورج کو پوجتے ہو کہ — ہذا اکبر' یہ بہت بڑا ہے

میں اس رب کو پوجتا ہوں کہ — اللہ اکبر' جو سب سے بڑا ہے

سورج دن میں ہے رات میں نہ ہو گا مگر میرا ربّ دن میں بھی موجود اور رات میں بھی موجود

تو اس ربّ کے برابر اس سورج کو سمجھ کر شرک کرتے ہو میں تو اس شرک سے بری ہوں

دربارِ نمرود میں حق گوئی

حضراتِ گرامی!

اسی طرح قوم کو رشتہ داروں کو اور اپنے چچا کو آپ نے رشد و ہدایت کا رستہ دکھایا لیکن وہ نہ مانے اور یہ اطلاعات نمرود تک بھی پہنچتی رہیں

نمرود تھا — بادشاہ

نمرود تھا — بزعم خود معبود

اس لیے اس نے اپنی جھوٹی الوہیت کو بچانے کے لیے آپ کو دربار شاہی میں بلایا تو یہ شمع توحید کا پروانہ وہاں بھی نہ ہچکچایا اور جان دینے کے لیے پہنچ گیا

اسی منظر کو اللہ کریم نے بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

(پ3 سورۂ البقرہ آیت نمبر258)

اے محبوب! کیا آپ نے نہیں دیکھا اس (شخص) کو جو ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑتا تھا اس کے ربّ کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی۔

یعنی وہ ملک کا حقیقی مالک بن بیٹھا تھا اور اس پر جھگڑا کرتا تھا

ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے کہ حقیقی مالک ہے — اللہ تعالیٰ

وہ کہتا تھا کہ مجھے کہو حقیقی مالک کیونکہ — اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى

حقیقت ومجاز کی تمیز

پتہ چلا کہ وہ حقیقت اور مجاز کے فرق کو نہ سمجھ سکا

نہ نمرود حقیقت ومجاز کی تمیز — کر سکا

نہ اس کی ذرّیت حقیقت ومجاز کی تمیز   کرسکی
بس یہی وہ وجہ تھی جس سے وہ   گمراہ ہوا
بس یہی وجہ ہے جس سے اس کی ذرّیت   گمراہ ہوتی ہے
جناب ابراہیم علیہ السلام کہتے تھے   تو مالک مجازی ہے
ہم بھی کہتے ہیں نبی علیہ السلام   مالک مجازی ہیں

مگر یہ ملاں کہتے ہیں کہ تم نبی علیہ السلام کو مالک حقیقی سمجھ کر شرک کرتے ہو
حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تملیک سے مالک ہیں

ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ

نمرود نے کہا: اے ابراہیم! تمہارا ربّ کون ہے؟

فرمایا: اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (پ3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 258)

جب کہا: ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔
کیونکہ وہ حقیقی ربّ ہے اس لیے مارنا اور جلانا اسی کو سزاوار ہے

نمرود کی سمجھ میں بات نہ آئی اور جواب میں جھٹ بولا کہ پھر تو میں بھی حقیقی ربّ ہوں کیونکہ

قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ (پ3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 258)

کہا: اس (نمرود نے) میں (بھی) جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نمرود نے

"ایک تختۂ دار پر چڑھے ہوئے مجرم کو اُتار دیا اور کہا: اسے میں نے زندہ کر دیا اور ایک راہ جاتے مسافر کو پکڑ کے قتل کروا دیا اور کہا: اسے میں نے مار دیا اور کہا: اے ابراہیم دیکھ لو میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں"۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تو دوسری دلیل ارشاد فرمائی کہ

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ (پ3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 258)

کہا: ابراہیم نے پس بے شک اللہ (مالک حقیقی) وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع فرماتا ہے (اگر تو بھی مالک حقیقی ہے تو) تو مغرب کی طرف سے طلوع کر کے دکھا۔

اب نمرود پر حقیقت سورج کی طرح روشن ہو کر منکشف ہو گئی کیونکہ وہ سورج مغرب سے طلوع نہ کر سکتا تھا

کفر مبہوت ہو گیا

اب جبکہ حقیقت منکشف ہوئی تو

فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(پ3 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 258)

تو ہوش اُڑ گئے کافر کے اور اللہ نہیں دکھاتا راہ ظالموں کو۔

جناب ابراہیم نے اس رشد و ہدایت سے بات کی جو انہیں عطا ہو چکا تھا' نمرود نے اس ضلالت و گمراہی سے بات کی جو اس کو شیطان نے سکھائی تھی

رحمان والے ہوئے   غالب
شیطان والے ہوئے   مغلوب

شیطان کب تک حق کا مقابلہ کر سکتا تھا آخر مبہوت ہو کر نیست و نابود ہونے لگا
اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا
کفر نے آخر کیا کیا
یہی کہ

Scanned with CamScanner

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○

(پ 17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 68)

انہوں نے کہا: جلا دو اس (ابراہیم) کو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم ہو کرنے والے

کفر اتنا مبہوط ہوا کہ اسے یہ بھی تمیز نہ رہی کہ

الٰہ وہ ہوتا ہے جو مدد کیا کرتا ہے

وہ نہیں ہوتا جو مدد کروایا کرتا ہے

تو جب آپ کو آگ میں ڈالنے لگے تو الٰہِ حقیقی نے مدد فرمائی اور آگ کو حکم فرما دیا

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○ (پ 17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 69)

ہم نے فرمایا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ابراہیم پر

میرا وجدان کہتا ہے

میرا وجدان کہتا ہے کہ

جب آگ ٹھنڈی ہوئی ہوگی تو پیارے خلیل اللہ علیہ السلام نے ضرور کہا ہوگا

اپنے الٰہوں کی مدد کرنے والو

یہ تمہارے الٰہ ہیں جو مدد کے محتاج ہیں

وہ میرا الٰہ ہے جس کی مدد کا میں محتاج ہوں

اس خالقِ حقیقی نے اکیلے خود میری مدد کر کے نار کو گلزار بنا دیا ہے

جبریل سے بھی مدد نہیں لی

کسی فرشتہ کو نہیں بھیجا کہ آگ پر پانی ڈال کر اسے بجھا دے

بلکہ وہ ایسا قادرِ مطلق ہے کہ

آگ جل بھی رہی تھی مگر گلزار تھی

شعلے اُٹھ بھی رہے تھے مگر گلزار تھے

اسی آگ میں خلیل آ جائے تو یہ آگ گلزار

اسی آگ میں خلیل کو ماننے والا آ جائے تو یہ آگ گلزار

اور اسی آگ میں اگر کوئی منکر آ جائے تو یہ اس کے لیے عذابِ نار

نسبت کی برکت

حضراتِ گرامی!

پتہ چلا ہے کہ

جب نسبت کی وجہ سے آگ نے ابراہیم علیہ السلام کے لباس کو نہ جلایا

جب نسبت کی وجہ سے آگ نے ابراہیم علیہ السلام کے نعلین مبارک کو نہ جلایا

جب نسبت کی وجہ سے آگ نے نمرود کی بیٹی کو نہ جلایا

تو اسی نسبت کا صدقہ ہم گنہگاروں کو بھی آگ نہ جلائے گی

ہمیں نسبت ہے درِ رسول سے

ہمیں نسبت ہے نعلینِ حبیب سے

ہمیں نسبت ہے آلِ رسول سے

ہمیں نسبت ہے اصحابِ رسول سے

ہمیں نسبت ہے اولیاءِ رسول سے

تو آگ ہمیں کیسے جلائے گی

جیہڑا خادم غوث جلی دا اوہنوں کوئی لتاڑ نہیں سکدا

نام لیوا جیہڑا ہندولی دا اوہنوں کوئی وگاڑ نہیں سکدا

جس گلشن نوں علی وساوے اوہنوں کوئی اجاڑ نہیں سکدا

اعظم جس تن عشق نبی دا اوہنوں دوزخ ساڑ نہیں سکدا

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

چھٹا خطبہ (ذی قعدہ)

فلسفۂ قربانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَآءِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

فلسفۂ قربانی

معزز سامعین گرامی قدر حاضرین! آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں قربانی کا فلسفہ اور کچھ قربانی کا واقعہ عرض کیا جائے گا اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرات محترم! فلسفہ کا مطلب ہوتا ہے حکمت تو قربانی کا فلسفہ کا مطلب ہے کہ قربانی کی حکمت یعنی یہ قربانی کیوں ہوئی اس میں کیا حکمت تھی

تو اس کا جواب دینے کے لیے اللہ کریم جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

(پ8 سورۃ الانعام آیت نمبر 162,163)

اے حبیب! فرما دو بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت اللہ عالمین کے پروردگار کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں اسی (عقیدہ) کے ساتھ مامور ہوں اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے

حضرات محترم!

قرآن کریم کے اس ارشاد کے مطابق یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ صرف قربانی ہی کیا اپنی پوری زندگی حیات سے لے کر ممات تک اسی ربّ العالمین کی امانت ہے

لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

زندگی کا — ہر لمحہ

حیات کا — ہر لحظہ

Scanned with CamScanner

تمام کی تمام — عبادات و ریاضات
سب کی سب — حسنات و خیرات
صرف اور صرف — اللہ کے لیے
تو ان سب کی غایت ہے للّٰہیت
اور للّٰہیت سے ملتی ہے اللہ کی قربت

تو پھر نماز پڑھنے کی غایت ہے اللہ کی قربت
روزہ رکھنے کی غایت ہے اللہ کی قربت
حج کرنے کی غایت ہے اللہ کی قربت
زکوٰۃ دینے کی غایت ہے اللہ کی قربت
قربانی دینے کی غایت ہے اللہ کی قربت

لفظ قربانی کا مفہوم

تو معلوم یہ ہوا کہ ہر نیک کام اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے ہی کیا جاتا ہے
ذرا سمجھئے بات کو! اسی قربت سے لفظ قربانی بنا ہے
قربان بروزن فعلان مبالغہ کا صیغہ ہے اور ی نسبت کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے
بہت زیادہ قریب ہونا اور تقرب حاصل کرنا
تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے جو چیز پیش کی جائے اس کو کہتے ہیں
قربانی
جانور تو روز ذبح ہوتے رہتے ہیں اور پکا کر کھا لیے جاتے ہیں مگر ان کو قربانی
سے موسوم نہیں کیا جاتا کیونکہ نیت تقرب کی نہیں ہے
تو جو جانور اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے یعنی اس کو قربانی کی
نیت سے لیا اور پھر ذبح کیا جائے تو وہ جانور قربانی کا جانور کہلاتا ہے
اس تمہید سے یہ بھی پتہ چلا کہ عمل کا دارومدار نیت پہ ہے

ایک حدیث مبارکہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری شریف جلد اوّل مشکوٰۃ ص 11)
عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔
نیز ارشاد فرمایا کہ
لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى (بخاری شریف جلد اوّل مشکوٰۃ ص 11)
ہر کسی کے لیے (اجر) اس کی نیت کے مطابق ہے
اگر نیت اچھی ہے تو اجر خیر ملے گا اگر نیت اچھی نہیں تو کوئی اجر نہ ملے گا
تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے تقرب کی نیت کی اور جانور اسی نیت پر ذبح کیا
اس پر تکبیر اللہ کے نام سے پڑھی تو وہ قربانی کہلائے گی

جو چیز اللہ کے قریب کردے

معلوم ہوا اللہ کے قرب کے لیے جو عبادت کی جائے وہ قربانی ہے اور وہ اسی
آیت کا مصداق ہے کہ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
واسطے اللہ کے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے
اب اس میں بالعموم تمام وہ نیکوکار شامل ہوگئے جو کہ تقرب باللہ کی نیت سے
نیک کام کرتے ہیں

نمازی — اس میں شامل
روزے دار — اس میں شامل
زکوٰۃ دینے والے — اس میں شامل
حج کرنے والے — اس میں شامل
علم پڑھنے پڑھانے والے — اس میں شامل

منبر و محراب خطبہ دینے والے اس میں شامل

یہ سب لوگ اپنے اپنے مقام پر اگر بنیت تقرب الی اللہ سے کام کر رہے ہیں تو سب قربانی کر رہے ہیں

قربانی خاص سنت ابراہیمی ہے

حضراتِ گرامی!

ہمارے معاشرہ میں جب قربانی کا لفظ بولا جاتا ہے تو عموماً اس سے وہ جانور مراد لیا جاتا ہے جو عید الاضحیٰ پر ذبح کیا جاتا ہے

تو یہ تصور بالخصوص قربانی کا ہے یعنی ایام خاص میں وقت خاص پر جانوروں کو تقرب الی اللہ کے لیے ذبح کرنا اس مفہوم کو خصوصیت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے ملی کیونکہ آپ کو فرمایا گیا تھا اپنی سب سے محبوب شئی کو میرے لیے قربان کر دو

صحابہ کرام کا سوال اور سرکار کا جواب

حضراتِ محترم! نبی کریم علیہ السلام سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سوال کیا کہ

مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مشکوٰۃ شریف ص129 و ابن ماجہ احمد)

یہ قربانیاں کیا ہیں یا رسول اللہ؟

تو ارشاد فرمایا کہ

سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ (مشکوٰۃ شریف ص129 و ابن ماجہ و احمد)

تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔

کیونکہ یہ خاص ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے لہٰذا ان ہی دنوں میں ہوگی جن میں آپ نے کی

وقت کا تعین و تقرر

ذرا غور کیجئے

کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ وقت کا تقرر کیونکہ بدعت ہے اس لیے ہم یہ قربانی کسی اور دن کر لیں گے!

نہیں اور ہرگز نہیں...... بلکہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ قربانی سنت ابراہیمی میں شمار نہ ہوگی اس طرح یہ خود اپنی جگہ بدعت قرار پائے گی

ایام النحر - قربانی کے دن

تو پتہ چلا کہ دس گیارہ اور بارہ ذی الحج کو جانور ذبح کرنا سنت ابراہیمی ہے اسی لیے انہیں دنوں کو ایام النحر کہا جاتا ہے

قربانی عمومی کا ذکر بھی جو ہم نے کیا ہے قرآن کریم میں موجود ہے

عقیقہ اور ولیمہ کرنا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے حبیب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پ30 سورۃ الکوثر آیت نمبر 2)

پس تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کے شکرانے کے لئے نوافل اور قربانی کرنی چاہیے اور یہ قربانی عام ہے جیسے کہ بچہ پیدا ہونے پر دو بکرے یا بچی پیدا ہونے پر ایک بکری ذبح کی جاتی ہے وہ بھی اسی عام حکم میں شامل ہے نبی کریم علیہ السلام نے اسے عقیقہ کا نام دیا ہے اور سرکار نے خود بھی حضرات حسنین کریمین کی ولادت کے ساتویں روز جانور ذبح فرما کر عقیقے فرمائے ہیں جیسا کہ کتب سیر میں موجود ہے

اسی طرح نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ شادی کے بعد "اولم ولو بشاۃ" ولیمہ ضرور کرو اگرچہ وہ ایک بکری ہو اور سرکار نے خود بھی ولیمے فرمائے تو یہ بھی حصول نعمت پر عام قربانی ہے لیکن ایام نحر میں جانوروں کو ذبح کرنا خاص قربانی ہے جو کہ سنت ابراہیم علیہ السلام ہے

Scanned with CamScanner

تقویٰ کی روح

حضراتِ محترم! قربانی میں تقویٰ کی مضبوطی کا بڑا دخل ہے۔ جب جانور کو اللہ کی قربت کی نیت سے ذبح کیا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بندہ اپنے خالق و مالک کے حکم کا پابند ہے اور اس سے ڈرتا ہے یہی تقویٰ کی اصل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے احکام کو بجالانا اور اس کے منع فرمودہ امور سے بچنا تو قربانی تقویٰ کی روح ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

(پ17 سورۃ الحج آیت نمبر 37)

نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور ان کے خون اور لیکن اس کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تو جس شخص نے جانور ذبح کیا — دکھانے کے لیے
جس شخص نے جانور ذبح کیا — صرف گوشت کھانے کے لیے
جس شخص نے جانور ذبح کیا — خون بہا کر دولت کا رُعب جمانے کیلیے
تو اس میں نہ تو — تقویٰ ہے
اور نہ اس میں — قربانی کی نیت ہے

اگرچہ دن قربانی کے ہیں مگر اس کی قربانی رائیگاں ہے کیونکہ اللہ کو جو چیز پہنچتی ہے وہ یہاں مفقود ہے آپ نے دیکھا ہوگا

ریاکاری' نمود' نمائش

جب یہ نام و نمود کے خواہاں مالدار' جانور خریدتے ہیں
تو اس مہنگے داموں خریدتے ہوئے جانور کو پہلے تو سعی کرواتے ہیں
اچھی طرح گھما پھرا کر گلی میں باندھ دیتے ہیں اور خود اس کے پاس کرسی پر یا

چارپائی پر براجمان ہوتے ہیں
گلی والے پوچھتے ہیں
محلے والے سوال کرتے ہیں

چودھری صاحب! یہ گائے کتنے کی لی ہے ماشاء اللہ بڑی تندرست و توانا اور خوبصورت گائے ہے۔ تو چودھری صاحب عام ریٹ سے چار گنا زیادہ کی بتاتے ہیں کہ پورے علاقہ میں میری دھاک بیٹھ جائے لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جیسا جانور میں نے خریدا ہے پورے شہر میں کسی نے نہیں خریدا

یہ تقویٰ کے خلاف ہے
اور اللہ تعالیٰ کو تقویٰ پہنچتا ہے

ایامِ نحر کی سب سے بڑی پسندیدہ عبادت

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ
اللہ کی قربت کے لیے کچھ کرنا ہے تو جانور کیوں ذبح کرتے ہو؟
یہی رقم کسی نیک کام پر خرچ کر کے قربت حاصل کر لو

مسجد کو دے دو...... مدرسہ کو دے دو...... کسی یتیم مسکین کی اعانت میں دے دو کسی فلاحی کام پر لگا دو تو ان سے کہا جائے گا ہم نے سنت ابراہیمی پر عمل کرنا ہے اور ایامِ نحر میں اس سے بڑی تقرب الٰہی کے لیے کوئی چیز نہیں فرائض ادا کرنے کے بعد ان دنوں میں اللہ کو سب سے محبوب تمہارا یہی عمل ہے۔

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ

(مشکوٰۃ ص128 ترمذی ابن ماجہ)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

حضراتِ گرامی!

ماہ ذوالحجہ کی یہ دس راتیں اور دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب ہیں

Scanned with CamScanner

ملاحظہ ہو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ اَیَّامِ عَشْرِ الْاَضْحٰی فَاَکْثِرُوْا فِیْهِنَّ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی (مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اُردو ص 323)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ایام الاضحیٰ (قربانی کے دنوں) سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں ہے ان دنوں میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

ترمذی و ابن ماجہ میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اور دنوں کی عبادت محبوب نہیں اس کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اور اس کی ایک رات کی تہجد لیلۃ القدر کے قیام کے برابر عظمت رکھتی ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

ایام نحر میں خون بہانے (جانور ذبح کرنے) سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کو محبوب نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص 128)

تو سنت کے مطابق جانوروں کا خون ہی بہایا جائے گا نہ کہ قربانی کی اس رقم کا کوئی اور مصرف بنایا جائے گا

گاڑی پٹرول ہی سے چلتی ہے

ان بے وقوف لوگوں سے پوچھے کہ کیا گاڑی بغیر پٹرول کے کبھی چل سکتی ہے

نئی گاڑی نکلوائیں

ابھی رنگ بھی شروع نہیں کی

ابھی ایک قدم بھی نہیں چلایا

گاڑی بھی اعلیٰ کمپنی کی ہے

ہر پرزہ اس کا بالکل ٹھیک ہے

اس کو چلانا ہے

تو کیا آپ اس میں پانی ڈال کر چلا لیں گے؟

کیا پٹرول کی جگہ پانی کام دے دے گا؟

نہیں اور کبھی نہیں

گاڑی چلانے کے لیے پٹرول ہی چاہیے

بلا تشبیہ و مثال! سنت ابراہیمی پر عمل جانوروں کا خون بہانے سے ہی ہو گا جس طریقہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی ہے اسی طرح دینے سے ان کے طریقہ پر عمل ہو گا کیونکہ یہ ان کی سنت ہے

جو چیز اللہ کی راہ میں دی جائے

حضرات محترم! بعض لوگوں کے اذہان و قلوب میں یہ بات اتر آئی ہے کہ ہم اپنے جانوروں میں سے کسی کو اگر قربانی کے لیے ذبح کر دیں گے تو جانور کم ہو جائے گا یقین رکھیے! جو چیز اللہ کے رستہ میں قربان ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے

قربانی والے جانور ختم نہیں ہوتے

جن جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے وہ باوجود قلیل پیدائش کے ختم نہیں ہوتے بلکہ بڑھتے ہیں اور جن جانوروں کی قربانی نہیں دی جاتی وہ باوجود کثیر پیدائش کے کم ہوتے جاتے ہیں اور افزائش کے اعتبار سے قلیل ہوتے ہیں

گائے، بکری، بھینس، اونٹ وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے

یہ جانور ایک دو یا تین بچے جنتے ہیں

گائے، بھینس، اونٹ ایک وقت میں ایک ہی بچہ دیتے ہیں

بکری ایک وقت میں دو یا تین بھی دیتی ہے

مگر آپ اگر چاہیں کہ کئی بکریاں ایک جگہ اکٹھی آپ کو نظر آئیں تو منڈیوں میں ہزاروں بکریاں ملیں گی

Scanned with CamScanner

اگر آپ چاہیں تو سینکڑوں اونٹ گائے بھینس وغیرہ آپ کو نظر آجائیں گے

باوجود اس کے کہ ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ جانور قربانی

میں ذبح ہوجاتے ہیں اسی طرح کتے وغیرہ کی قربانی نہیں دی جاتی

کتے پیدائش میں قربانی والے جانوروں سے زیادہ ہوتے ہیں

ایک ایک وقت میں کتیا بارہ بارہ بچے دیتی ہے

اگر آپ چاہیں کہ ایک سو کتا کہیں اکٹھا نظر آجائے تو ایسا کبھی نہیں ہوتا

بکروں کے ریوڑ ہوتے ہیں

کتوں کا کبھی کسی نے ریوڑ نہیں دیکھا

معلوم ہوا قربانی کے جانوروں کی پیدائش ہے قلیل

اوران کی افزائش ہے کثیر

حرام جانوروں کی پیدائش ہے کثیر

مگر ان کی افزائش ہے قلیل

چاہیے تو یہ تھا کہ جو جانور کم پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان کو بے شمار تعداد میں ذبح

کردیا جاتا ہے تو ان کی تعداد اگر ختم نہ ہوتی تو کم ضرور ہوتی

اور جو جانور زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ذبح بھی نہیں کیا جاتا ان کی تعداد

بہت زیادہ ہوتی

مگر معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے

پتہ چلا جو چیز للّٰہیت سے قربان کردی جائے وہ ختم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے

جو چیز اللہ کے لیے قربان نہ ہو وہ بڑھنے کی بجائے گھٹتی اور کم ہوتی چلی جاتی ہے

حسین کریم زندہ ہیں یزید مٹ گیا ہے

حضراتِ گرامی!

بلاتشبیہ و مثال! میں آپ سے کرتا ہوں سوال

بتایئے کربلا کے میدان میں اہل حق کتنے تھے؟ 72

اور اہل باطل کتنے تھے؟ چالیس ہزار کے لگ بھگ

شاعر کہتا ہے

ہزاروں میں بہتر ہی تھے تسلیم و رضا والے

حقیقت میں خدا ان کا تھا اور یہ تھے خدا والے

یہ 72 نفوس قدسیہ جو تعداد میں بہت ہی قلیل تھے راہ خدا میں قربان ہو کر شہادت

عظمیٰ کا درجہ پا گئے اور ان میں سے صرف حضرات امام زین العابدین باقی رہ گئے

اور وہ یزیدی ہزاروں کی تعداد میں باقی بچ گئے

مگر آج نظر دوڑا کر دیکھیں حسینی سادات سے دُنیا بھری پڑی ہے

اور غور کریں کہ یزیدی ٹولہ کہیں نظر نہیں آتا

بلکہ غلامانِ حسین اس غلامیٔ حسین پر فخر کرتے ہیں

اور یزید کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے

تو مسئلہ واضح ہوگیا کہ

جو اللہ کی راہ میں قربان ہو وہ ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے

اور جو اللہ کیلئے قربان نہ ہو وہ ختم ہوجاتا ہے اور اس کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوتا

بلکہ جس حسین پاک ؓ نے جام شہادت نوش فرمالیا وہ قیامت تک زندہ ہے

بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (پ4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 169)

بلکہ (وہ) زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

جو ان کو مردہ کہنا تو درکنار مردہ گمان بھی کرے دائرۂ اسلام سے خارج ہے

کیونکہ وہ نص قطعی کا مخالف ہے

اور یزید جس نے اپنے زندہ رہنے کے باطل سامان کئے وہ مردہ ہے

شاعر نے کیا خوب کہا:

ے نہ زیاد کا وہ ستم رہا نہ یزید کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

بلکہ امام حسین پاک نے ملتِ بیضا کو زندہ فرما دیا

ے روح یزیدیت کو پشیمان کر گیا
اس قوم کی حیات کا سامان کر گیا

نتیجہ یہ سامنے آیا کہ

حضراتِ گرامی!

نتیجہ یہ سامنے آیا کہ

ے جو دیکھی ہسٹری میں نے تو مجھ کو یہ یقیں آیا
جسے مرنا نہیں آیا' اسے جینا نہیں آیا

لہٰذا یہ خیال مردود و مبغوض ہے کہ قربانی دینے سے جانور ختم ہو جائیں گے بلکہ یہ بڑھتے ہی چلے جائیں گے

گرامی قدر سامعین! بات بہت آگے نکل گئی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قربانی اس چیز کو کہتے ہیں جو بندے کو اللہ تعالیٰ کے بہت ہی قریب کر دے اسی لیے حکم ہے کہ تم اچھی سے اچھی خوب سے خوب تر چیز اللہ کے رستے میں قربان کرو۔

خوب سے خوب تر قربانی دو

اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا تقاضا کیا گیا کیونکہ ان ہی کی نسل پاک سے اللہ کی سب سے پسندیدہ ہر خوب سے خوب تر شخصیت امام الانبیاء علیہ السلام نے تشریف لانا تھا اور انہیں کا نور پاک آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا اور یہ فرزند بڑی منتوں مرادوں سے اللہ کریم نے عطا فرمایا تھا اور یہ

سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کی محبت کا — مرکز تھے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امیدوں کا — محور تھے
کمالاتِ ابراہیمی کا — مصدر تھے
آپ کے بڑھاپے کا واحد — سہارا تھے
اسی کی قربانی طلب کی گئی

کیونکہ حق تعالیٰ نے جنابِ ابراہیم کو منصبِ خلت پر فائز فرمایا تھا اور اپنا خلیل بنایا تھا

تو خلیل وہ ہوتا ہے جس کے دل میں سوائے یار کے جلوؤں کے اور کچھ نہ ہو

صرف یار کی محبت ہو — اور کسی کی نہ ہو
مال کی بجائے اسے — یار ہی محبوب ہو
اولاد کی بجائے اسے — یار ہی محبوب ہو
وطن کی بجائے اسے — یار ہی محبوب ہو
جان کی بجائے اسے — یار ہی محبوب ہو

جو بھی سامنے آئے اس میں یار کے جلوؤں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہ آئے

ے تجلی تیری ذات کا سو بسو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

خلت خرید لی

بس یہی فلسفہ دکھانے اور سمجھانے کے لیے کہ ابراہیم میرا خلیل ہے یہ سب قربانیاں لی گئیں کہ لوگو! یہ خلیل ہے' میرا خلیل دیکھ لو

اس نے نارِ نمرود میں چھلانگ لگا کر — خلت خرید لی ہے
اس نے اسمٰعیل کے گلے پر چھری چلا کر — خلت خرید لی ہے
اس نے اَذْهَبُ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنَ فرما کر — خلت خرید لی ہے

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا

اللہ کریم جل جلالہ نے فرشتوں میں مباہات فرمائی کہ میں فخریہ اعلان کرتا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) میرا خلیل ہے جیسا کہ فرمایا:

وَ اتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 125)

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔

تو فرشتوں کو فرمایا تم اگر اسے آزمانا چاہتے ہو تو آزما کر دیکھ لو یہ تمام انعامات جو میں نے اس پر کئے ہیں اسے میری خلت ومحبت سے باز نہیں رکھ سکتے اور یہ ہماری محبت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے

آئے فرشتگان بطور امتحان

حضراتِ گرامی!

دونوں مقرب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان کی حیثیت سے شکل انسانی میں آئے ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کی پذیرائی کی اور ان کے لیے کھانا لائے اور ان سے فرمایا کہ بسم اللہ کھانا تناول فرمائیں

ان مہمانوں نے کہا کہ

''ہم بغیر قیمت یا بدلہ دیئے نہیں کھائیں گے''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ

''اس کا بدلہ یا قیمت یا اُجرت یہ ہے کہ آپ کھانے سے پہلے حق تعالیٰ کا نام لے کر شروع کریں اور آخر میں فراغت کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں''۔

یہ سن کر ان حضرات نے فرمایا:

حَقٌّ لَّكَ اَنْ يَّتَخِذَ اللّٰهُ خَلِيْلًا۔

آپ اس بات کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خلیل بنائے

ان مہمانوں کو گھر میں چھوڑ کر ابراہیم علیہ السلام ریوڑ چرانے چلے گئے

یہ دونوں مہمان آپ کی تلاش میں جنگل کی طرف چل دیئے

مالی امتحان

صاحب معارج فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس بارہ ہزار ریوڑ تھے جن کی حفاظت بارہ ہزار کتے کرتے تھے اور ہر کتے کے گلے میں ہزار مثقال وزنی طلائی سونے کے پٹے پڑے ہوئے ہوتے تھے

ایک دن کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کتوں کے گلے میں اتنے وزنی طلائی پٹے کس لئے ڈالے ہیں تو آپ نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ۔

دنیا مردار ہے اس کے طالب کتے ہیں

یہ کتوں کی خوراک ہے اس لیے میں نے کتوں کے گلے میں ڈال رکھی ہے

القصہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک سائل کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آ کر کہا:

یہ ریوڑ کس کے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اللہ کی امانت ہیں میرے پاس

جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ان میں سے کچھ بیچیں گے

آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ دوست کا نام لو اور تہائی لے جاؤ

جبریل علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے حلیم نام لیا

اور ایک روایت کے مطابق ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا

ایک اور روایت کے مطابق سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہا:

سوسوی روایت کے مطابق

سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَهٗ مِنْ عَظِيْمٍ مَا اَقْدَمَهٗ مِنْ قَدِيْمٍ وَّمَا اَكْرَمَهٗ مِنْ كَرِيْمٍ مَّا اَحْلَمَهٗ مِنْ حَلِيْمٍ مَّا اَرْحَمَهٗ مِنْ رَّحِيْمٍ۔

جب جبریل کی زبان سے یہ کلمات سنے آتش شوق ومحبت بھڑک اُٹھی اور فرمایا:

''اے دوست ایک مرتبہ پھر اس ذات پاک کا نام دہراؤ اور ایک تہائی ریوڑ اور لے لو' حضرت جبریل امین نے پھر دوسری مرتبہ ان کلمات کو دہرایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ اور میرے یار کا نام لے دو اور باقی کا تمام ریوڑ بھی لے لو اس طرح آپ نے تین مرتبہ ربّ تعالیٰ کا نام سن کر سارے ریوڑ دے دیئے تو پھر فرمایا ایک مرتبہ اور میرے اللہ کا نام سنا دو اور کتوں کے گلے میں جو طلائی پٹے ہیں وہ بھی تمہارے ہو جائیں گے''۔

اس طرح یہ مرحلہ بھی مکمل ہوا لیکن آتش شوق ہر مرتبہ تیز تر ہوتی رہی تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: پیارے آقا کا نام ایک مرتبہ اور سنا دو اور میری آزادی بھی ختم کر دو اور مجھے اپنا غلام بنا لو تا کہ اس کے نام پر یہ سلسلہ بھی ختم ہو جائے

اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو بارگاہ الٰہی سے خطاب ہوا اے جبریل (علیہ السلام) تم نے دیکھا میرے خلیل کو

میں جبریل ہوں امتحان لینے آیا تھا

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت جبریل نے جناب ابراہیم علیہ السلام سے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ میں تو اللہ کی مرضی سے آپ کا امتحان لینے آیا تھا اب مجھے آپ کے ریوڑ و دولت کی کوئی حاجت نہیں ہے آپ کو یہ مال مبارک ہو اس میں آپ حسب سابق تصرف کریں لیکن اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

''اے جبریل (علیہ السلام) میں جو مال اللہ کی راہ میں دے چکا ہوں اس کو واپس نہیں لے سکتا''۔

سارا مال راہِ خدا میں وقف کر دیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ربی ہوا کہ اس مال میں تم تصرف نہیں کرنا

چاہتے تو اس تمام ساز و سامان (گلہ) کو فروخت کر کے اسے راہِ خدا میں وقف کر دو تا کہ غرباء و مساکین کے کام آئے اور اس کا اجر ابدالآباد تک باقی رہے۔

یا پھر

ان تمام مویشیوں کو آزاد کر دو

یہ تمام جنگلی بھیڑیں بکریاں اسی نسل سے ہیں جن سے تا قیام قیامت لوگ استفادہ کرتے رہیں گے۔ (مدارج النبوت جلد اوّل ص629 تا 631)

جانی امتحان

گرامی قدر سامعین!

اسی طرح جان کا بھی امتحان لیا گیا

نارِ نمرود فروزاں ہے

خلیل اس میں جانے کو تیار ہے

فرشتے گریہ کر رہے ہیں

حوریں آنسو بہا رہی ہیں

غلمان رو رہے ہیں

رضوان کف افسوس مل رہے ہیں

یہ ایک ہی موحد ہے اسے بھی جلایا جائے گا

فرمایا: فرشتو! جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور اگر تمہیں زیادہ ہی اشتیاق ہے تو میں اجازت دیتا ہوں جاؤ اس کی مدد کرو

حضرت جبریل امین آئے اور کہا: اے ابراہیم!

هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ

کیا تمہیں کوئی حاجت ہے

فرمایا: اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا

حاجت تو ہے لیکن تم سے نہیں

؎ جانتا ہے وہ میرا ربّ جلیل
آگ میں پڑتا ہے اب اس کا خلیل

کہا: اے ابراہیم! یہ نارِ نمرود ہے اس میں جل جانے کا قوی امکان ہے اگر کہو تو میں آپ کی حاجت پوری کر دوں اور پھر کہا:

هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ

کیا کوئی حاجت ہے

فرمایا: نَعَمْ! کہا کیا حاجت ہے؟

فرمایا: اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ فِي النَّارِ

آ میرے ساتھ آگ میں چل

جبریل نے کہا: نہیں بلکہ یہ صرف آپ ہی کا کام ہے

تو پھر

؎ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

میرا خلیل علیہ السلام مالی قربانی سے اللہ کے قریب ہوا

پھر جانی قربانی سے اس سے بھی زیادہ قریب ہوا

اب باری آ گئی اولاد کی قربانی کی

اولاد کی قربانی

فرمایا: اے ابراہیم

قُمْ فَقَرِّبِ الْقُرْبَانَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اٹھیے! اور ربّ العالمین کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کے لیے قربانی کیجیے

دوسرے دن اُٹھے اور سو بکریوں کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر قربان کر دیا

معمول کے مطابق آگ آئی اور یہ قربانی قبول ہو گئی

دوسری رات پھر آپ نے ندا سنی کہ تقرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے قربانی کیجیے

دوسرے دن آپ نے سو عمدہ اونٹ منتخب کر کے قربان کر دیئے آگ آئی جو اس بات کا ثبوت تھی کہ قربانی قبول ہو گئی

تیسری رات جب یہی حکم ملا تو آپ نے استفسار کیا کہ دو راتوں سے مجھے قربانی کا حکم مل رہا ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کس چیز کی قربانی کروں تو ندا آئی

وَلَدُكَ اِسْمٰعِيْلُ ○

اپنے بیٹے اسمٰعیل کی قربانی پیش کریں۔

اب بات سامنے آئی کہ مجھے اور میرے اہل کو اسمٰعیل سے بہت زیادہ پیار ہے تو میری خلت کا امتحان ہوا چاہتا ہے کہ کہیں خلیل کے دل میں جلیل سے زیادہ اسمٰعیل کی محبت تو نہیں

کیا یہ بیٹا جو بڑھاپے میں تولد ہوا ہے مجھ سے ابراہیم کو زیادہ پیارا تو نہیں ہے

مگر ابراہیم علیہ السلام نے بلا حیل و حجت بیٹے کو راہِ جلیل میں قربان کر دیا

آسمان محوِ نظارہ ہے
زمین محوِ نظارہ ہے
فرشتے حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں

یہ باپ ہے

وہ بیٹا ہے

باپ کے ہاتھ میں چھری ہے

بیٹا کہہ رہا ہے

يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(پ23 سورہ الصافات آیت نمبر 102)

Scanned with CamScanner

اے ابا جان! کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پاؤ گے۔

؎ آپ اس عاجز کو صابر پاؤ گے
سرخرو پیش خدا تم جاؤ گے

ابا جان میرا امتحان نہ لیجئے
میں آپ کا فرزند ارجمند ہوں
اگر آپ نے جلتی ہوئی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں رب کو راضی کیا تھا
تو میں بھی تیز دھار چھری کی دھار گلے پہ رکھوا کر رب کو راضی کروں گا
اگر آپ ہر امتحان میں کامیاب ہوئے تھے
تو میں بھی انشاء اللہ کامیاب رہوں گا
اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ
کیجئے جس کا آپ کو فرمایا گیا ہے۔
خلیل کا نہ تو دل ہی کانپا
نہ ہاتھ ہی لرزا
نہ چھری ہی رکی

آوازِ قدرت آئی

آواز قدرت آ گئی
جبریل...... بس اور کتنا امتحان لو گے؟
جاؤ اور فوری طور پر جنت میں پہنچو وہاں سے دنبہ لو اور اسی آن میرے خلیل کے سامنے رکھ دو اور میرا پیغام دے دو کہ
قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا
آپ نے خواب کو سچ کر دکھایا

ہم نے خواب دکھایا تھا تم نے سچ کر دکھایا
جنتی دُنبہ آ گیا ہے اسے ذبح کر دو اور اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ دو اور اس کی نسل پاک سے میرا حبیب علیہ السلام آنے والا ہے
جب یہ حبیب آ گئے تو ان سے کہلوا دیا گیا۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝
لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝

(پ8 سورۃ الانعام آیت نمبر 163-162)

اے محبوب کہہ دیجئے یقیناً میری نماز میری قربانیاں میری حیات میری مَمات اس اللہ ہی کے لیے ہے جو عالمین کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں

اشارہ کر دیا میری قربانی خلیل اللہ کی قربانی ہے
اور حسین کی قربانی میری قربانی ہے
اور حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کسی اقتدار کیلئے نہ تھی
حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کسی حکومت کیلئے نہ تھی
بلکہ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ خالص اللہ کے لیے تھی

خلیل اللہ علیہ السلام سے اگر فرزند کی قربانی لے لی جاتی تو آج تمہیں بھی فرزند قربان کرنے پڑتے کیونکہ ''سُنَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرَاھِیۡمَ'' یہ قربانی تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے تو پھر یہ سنت تبھی ادا ہوتی جبکہ بیٹا قربان کیا جاتا
تو بیٹوں کی قربانی لی کربلا کے مسافر سے تاکہ یہ سنت نہ بنے اور اُمت کو بیٹے نہ دینے پڑیں اور خلیل کا خواب بھی پورا ہو جائے بیٹوں کی قربانی بھی ہو جائے۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ۝

Scanned with CamScanner

پہلا خطبہ (ذوالحجہ)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
احادیث کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

تذکرۂ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو! نوجوان ساتھیو! ذی احترام میری ماؤ اور بہنو! حضرت جد الانبیاء سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بیان اور قربانی کا فلسفہ گزشتہ جمعوں میں بیان ہو چکا ہے یہ ماہ ذوالحجہ شریف ہے جس کے دوسرے عشرہ میں خلیفہ سوم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے اور آخری تاریخ کا دن گزار کر رات کو مراد مصطفی خلیفہ ثانی حضرت سیّدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے کیونکہ خلافت کے اعتبار سے آپ حضرت عثمان پر مقدم ہیں اس لیے آپ کا ذکر مبارک پہلے کیا جاتا ہے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا؟ الحدیث

سامعین ذی وقار

سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سرور کونین ﷺ کا یہ فرمان ہی کیا کم ہے کہ

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی مشکوٰۃ ص 558)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب (نبی) ہوتے

ایک اعتراض اور اس کا جواب

حضرات گرامی! ایک مقام پر میں نے یہ حدیث پڑھ کر ترجمہ کیا تو ایک صاحب اُٹھے اور کہنے لگے

''مولانا! آپ بڑی بے معنی سی بات کر رہے ہو یہ فرمان رسول کیسے ہو سکتا ہے جس میں نص قرآنی کی مخالفت موجود ہے''۔

میں نے پوچھا وہ کیسے؟

وہ خشخشی داڑھی اور بڑی مونچھوں والے صاحب جو وضع قطع کے اعتبار سے رافضی معلوم ہوتے تھے کہنے لگے۔

Scanned with CamScanner

''جب قرآن کریم میں فرمادیا گیا کہ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ''حضورآخری نبی ہیں اور حدیث مبارکہ میں بھی فرمادیا گیا ہے کہ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کہہ رہے ہیں اگر نبی ہوتا گویا جس کا امکان ہی نہیں آپ اس کا امکان ثابت کرکے قرآن وحدیث کو جھٹلا رہے ہیں''۔

میں نے کہا: توبہ کیجئے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کی حدیث مبارکہ کو بے معنی اور غلط کہہ دیا جسے آپ جھٹلا رہے ہیں وہ میرا کلام نہیں ہے بلکہ نبی کریم علیہ السلام کی حدیث پاک ہے

بولا

''میں توبہ کاہے کی کروں؟ توبہ آپ کریں کہ ختم نبوت کو جھٹلا رہے ہیں''۔

میں نے کہا:

آپ کی گفتگو تو ایسی ہے جیسے کوئی پڑھا لکھا آدمی ہوتو اگر واقعی آپ کچھ پڑھے ہوئے ہیں تو مجھے بتایئے کہ جملہ شرطیہ کسے کہتے ہیں؟

بولا:

آپ اب مجھ کو شرطیہ ورطیہ میں الجھا کر اصل بات سے نہ ہٹائیں اور بتائیں آپ کیسے نبی کریم علیہ السلام کے بعد کسی کی نبوت کا امکان ثابت کر رہے ہیں؟

میں نے کہا:

میں امکان ثابت نہیں کر رہا بلکہ حدیث پاک سے بیان کر رہا ہوں اور وہ جو میں نے عبارت پڑھی ہے جملہ شرطیہ ہے اس لئے پہلے آپ بتائیں کہ جملہ شرطیہ کیا ہوتا ہے؟

بولا:

''مولانا صاحب! آپ مجھے خواہ مخواہ الجھا رہے ہیں لیجئے میں عرض کرتا ہوں کہ جس جملہ کا پہلا حصہ شرط ہو اور دوسرا جزا ہو اسے جملہ شرطیہ کہتے

ہیں''۔

میں نے کہا:

''اگر آپ اس قدر جانتے ہیں تو جان بوجھ کر جہالت کی باتیں کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قانون ہے: اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے تو اس قاعدہ سے حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اس میں لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ شرط ہے اور لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ جزا ہے یعنی مشروط ہے

اب بتاؤ کہ کیا یہ شرط پائی گئی ہے؟

''اگر میرے بعد نبی ہوتا'' شرط ہے اور یہ پائی نہیں گئی تو جب شرط پائی نہیں گئی تو مشروط کیسے پایا جائے گا اور وہ ہے لکان عمر ابن الخطاب وہ نبی عمر ابن خطاب ہوتے یعنی عمر میں نبوت تب آتی جب کوئی نبی آتا یا اس کے آنے کا امکان ہوتا جب نبی آنا ہی نہیں تو عمر کیسے نبی ہوں گے؟

بولا:

''جب وہ نبی نہیں تو ان کو لَكَانَ نَبِيٌّ کیوں کہا گیا جبکہ نبی آنا ہی نہیں''

میں نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ (پ2 سورہ البقرہ آیت نمبر 163)

اور تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے

- اور دوسری جگہ فرمایا:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (پ17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 22)

''اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ (کوئی اور بھی) الٰہ ہوتا تو دونوں جھگڑا کرتے''۔

Scanned with CamScanner

بتاؤ جب اللہ ایک ہی ہے دوسرے کا امکان ہی نہیں تو تمہارے خیال میں یہ کلام بھی معاذ اللہ بے معنی و مقصد ہے اور کیا یہ دونوں آیات (نصوص) قرآنیہ بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں؟

''مجھے تو یہ باتیں سمجھ نہیں آ رہیں آپ ہی سمجھا دیں''

میں نے کہا:

آپ نے اعتراض کرتے وقت کیوں نہ سوچا کہ جب آپ کو کچھ آتا جاتا نہیں اپنے بڑوں کی طرح جاہل ہو اور صرف کلام کے زور پر بات منوانا چاہتے ہو ۔

دیکھو! غور کرو اور سوچ کر بتاؤ کہ کیا زمین و آسمان کے درمیان آپس میں کوئی دو خدا تمہیں جھگڑا کرتے محسوس ہوتے ہیں؟

اگر وہ جھگڑا کرتے ہیں ایک کہتا ہے میں نے سورج مشرق کی طرف سے نکالنا ہے

دوسرا کہتا ہے کہ میں نے سورج مغرب کی طرف سے نکالنا ہے

تو ایک نکالتا مشرق کی طرف سے

دوسرا نکالتا مغرب کی طرف سے

تو نظام کائنات ہوتا درہم برہم

کیونکہ نظام کائنات بالکل درست چل رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جھگڑا نہیں ہو رہا اور جب جھگڑا نہیں ہو رہا تو الٰہ ایک ہی ہے اگر دوسرا ہوتا تو جھگڑا کرتا

لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ ہے شرط

لَفَسَدَتَا ہے جزا اور مشروط

تو جب مشروط نہیں پایا گیا یعنی لَفَسَدَتَا کا وجود نہیں ہے اور جھگڑا نہیں ہو رہا

تو شرط بھی نہیں پائی گئی یعنی دوسرے الٰہ کا پایا جانا' دوسرا ہے ہی نہیں

اسی طرح لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ شرط ہے اگر کوئی نبی ہوتا

اور لَوْ کَانَ عمر بن الخطاب جزا اور مشروط ہے تو پھر عمر نبی ہوتے

جب شرط ہی نہیں پائی گئی کوئی نبی آیا ہی نہیں

تو مشروط بھی نہیں پایا گیا عمر نبی بھی نہیں ہوئے

اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ

جب شرط فوت ہو گئی تو مشروط بھی فوت ہو گیا۔

اسے ایک مثال سے سمجھیں کہ

اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ۔

اگر سورج طلوع ہوا ہے تو دن موجود ہے

سورج کا طلوع ہونا ہے شرط

دن کا موجود ہونا ہے مشروط

اگر سورج ہو گا تو دن بھی ہو گا

اگر سورج نہ ہو گا تو دن بھی نہیں ہو گا

اسی طرح اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر ہوتے

چونکہ آنا ہی نہیں لہٰذا عمر نبی بھی نہیں

یہ جملہ شرطیہ ہے جسے آپ بغض عمر میں جان بوجھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے

یہ حدیث تو دلیل ہے ختم نبوت کی

گرامی قدر سامعین! یہ حدیث مبارکہ بجائے خود ختم نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے میرے آقا علیہ السلام نے اس حدیث پاک میں حضرت عمر کی فضیلت کو بھی بیان فرمایا اور اپنی ختم نبوت کو بھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منقبت تو یوں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے کیا مطلب؟

یہ کہ عمر میں تمام اوصاف نبوت والے موجود ہیں مگر نبوت چونکہ ختم ہو چکی ہے اس لیے باوجود ان اوصاف کی موجودگی کے عمر نبی نہیں ہیں

قیامت تک آنے والے جھوٹے دعویدارانِ نبوت کو بتا دیا کہ

تم تو وہ ہو جن میں اوصاف و کمالات نبوت موجود ہی نہیں

تو جب وہ نبی نہیں ہے جس میں یہ اوصاف موجود ہیں تو تم نبی کیسے ہو سکتے ہو؟

اوصاف نبوت عمر میں موجود تھے

حضرت سیّدنا فاروق اعظم میں اوصاف نبوت موجود تھے

یہ نبی کا وصف ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے لوگ بُرائی کرنے سے ڈریں گناہ سے باز رہیں اور اس کے وجود مسعود کا حیاء کریں اور یہ حضرت عمر میں بدرجہ اعلیٰ واتم موجود تھا

اس ضمن میں ایک حدیث مبارکہ سنیے اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشۃ الصدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی حضور ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک حبشی بچی ناچ رہی تھی اور بچے اس کے اردگرد تھے

فرمایا: اے عائشہ! آؤ دیکھو چنانچہ میں آئی تو میں نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیئے ہیں، حضور کے سر انور اور کندھوں کے درمیان سے ادھر دیکھنے لگی، مجھ سے فرمایا: کیا تم سیر نہیں ہوئی میں نے عرض کیا، نہیں تا کہ میں حضور کے نزدیک اپنا مقام دیکھ سکوں تو اچانک حضرت عمر نمودار ہوئے تو لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ ص 558 مرأت شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 8 ص 312, 313)

میں جن وانس کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نبوت کی ہیبت خالق کائنات نے عطا فرما رکھی تھی

جس سے چھوٹے بڑے سب خوف کھاتے تھے

چنانچہ بچیاں آپ کے وجود باجود کو دیکھ کر دوڑ گئیں

تو جو شیاطین وہاں موجود تھے وہ بھی دوڑ گئے

سرکار نے مہر تصدیق ثبت فرما دی

معلوم ہوا!

جہاں عمر آجائیں	وہاں شیطان نہیں رہ سکتا
چاہے وہ دنیا کا	شیطان ہو
چاہے وہ دین کا	شیطان ہو
چاہے وہ جنوں کا	شیطان ہو
چاہے وہ انسانوں کا	شیطان ہو

حضور علیہ السلام نے مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ

یقیناً میں ملاحظہ فرما رہا ہوں کہ شیاطین جن وانس عمر سے بھاگ گئے

آج بھی کچھ لوگ حضرت عمر کے ذکر سے بھاگتے ہیں

تو حدیث پاک نے ثابت کیا کہ عمر سے بھاگنے والے شیطان ہیں

شیطان کو بھگانا وصف نبوت ہے

گرامی حضرات!

کیونکہ شیطان کو بھگانا وصف نبوت ہے اس لیے جہاں نبی ہو شیطان گھس نہیں سکتا اور یہ وصف حضرت عمر میں موجود تھا اور نبوت ختم ہو چکی تھی اس لیے فرمایا:

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ۔

اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب (نبی) ہوتے۔

ایک اور وصف نبوت یہ ہے کہ نبی کے دل کی چاہت کو اللہ بصورت وحی نازل

Scanned with CamScanner

فرما کر قرآن کی آیات بنا دیتا ہے یہ وصف بھی حضرت عمر میں موجود تھا

نبی علیہ السلام نے چاہا   قبلہ بدل جائے

جبریل آیت لے کر نازل ہوئے   ہم نے بدل دیا

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

(پ2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 144)

(اے حبیب!) ہم نے آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھیرنا ملاحظہ فرمایا ہے پس ہم ضرور بالضرور آپ کو البتہ پھیر دیں گیا س قبلہ کی طرف جسے آپ پسند فرماتے ہیں۔

پتہ چلا کہ یہ وصف نبوت ہے کہ اس کی چاہت کا احترام کرتے ہوئے اس کی مرضی کے مطابق واقعہ کر دیا جائے

اب تفصیل کا وقت نہیں ورنہ میں بیان کرتا

تاریخ الخلفاء   پڑھئے

الصواعق المحرقہ   پڑھئے

بخاری شریف   پڑھئے

متعدد مرتبہ حضرت عمر کی مرضی کے مطابق آیات نازل ہوتی رہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا رہا

جو فیصلہ زمین پر   عمر کا ہے

وہی فیصلہ آسمان پر   ربِّ اکبر کا ہے

حضرت عمر کی رائے سے مقام ابراہیم مصلّٰی بنا

حضراتِ گرامی! ان کتابوں میں موجود ہے کہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے صحابہ رائے دو مقام ابراہیم کے متعلق تو مختلف آرا سامنے آئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

یا رسول اللہ! مقامِ ابراہیم کو مصلّٰی بنا لیا جائے

ادھر یہ کلمات زبان عمر سے نکلے

ادھر جبریل علیہ السلام یہی کلمات لے کر اُترے

عرض کی محبوبؐ اللہ فرماتا ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 125)

اور بنا لو تم مقام ابراہیم کو مصلّٰی

جو عمر کہتے ہیں   وہی میں کہتا ہوں

جو ان کا فیصلہ ہے   وہی میرا فیصلہ ہے

یہ وصف نبوت عمر میں موجود تھا اور نبوت ختم ہو چکی تھی اس لیے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب (نبی) ہوتے۔

نبی نے کعبہ کو خدا سے   قبلہ بنوایا

عمر نے مقام ابراہیم کو خدا سے مصلّٰی بنوایا

یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے ورنہ

شراب حرام ہوئی   حضرت عمر کی رائے سے

ازواجِ مطہرات کیلئے حکم پردہ نازل ہوا   حضرت عمر کی رائے سے

اکیس مقامات پر آیاتِ قرآن نازل ہوئیں   حضرت عمر کی رائے سے

اور وہی الفاظ آئے   جو حضرت عمر نے فرمائے

تو پتہ نہ چل گیا کہ حضرت عمر میں اوصاف نبوت موجود تھے

تو پتہ نہ چل گیا میرے آقا علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ

اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب نبی ہوتے

گویا جو عمر کو بھونکتا ہے — وہ نبی کو بھونکتا ہے
جو عمر کا دشمن ہے — وہ نبی کا دشمن ہے
اور جو عمر کا غلام ہے — وہ نبی کا غلام ہے

اگر کوئی صاحبِ الہام ہوتا تو؟

حضراتِ گرامی! صاحب الہام ہونا وصف نبوت ہے
مگر میرے نبی نے یہ انفرادیت حضرت عمر کی بیان فرمائی کرلوگو! سنو

لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص556)

تم میں سے پہلی اُمتوں میں الہام والے لوگ تھے تو اگر میری اُمت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں۔

(ترجمہ: مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 8 ص 303)

تشریح از حکیم الامت

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

''اس فرمان عالیشان کے بہت مطلب ہو سکتے ہیں آسان مطلب یہ ہے کہ یُحَدَّثُوْنَ سے مراد ہیں صاحب وحی انبیاء کرام یعنی گزشتہ امتوں میں حضرات انبیاء کرام ہوتے تھے

اگر میری اُمت میں کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کی شرح وہ حدیث ہے لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو (جناب) عمر نبی ہوتے ورنہ حضور ﷺ کی اُمت میں ہر زمانہ میں ہزارہا الہام والے اولیاء اللہ ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے تمام صحابہ خصوصاً حضرات عثمان و علی و صدیق صاحب الہام اولیاء اللہ تھے۔ (مرآۃ مشکوٰۃ جلد ہشتم ص 303)

اس تشریح سے ثابت ہوا کہ الہام والے انبیاء ہوتے ہیں اور نبی کریم انہیں کا بیان فرماتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ گزشتہ اُمتوں میں صاحبان الہام ہوتے رہے ہیں حضرت فاروق اعظم کی شان میں فرمایا:

''اگر میری اُمت میں کوئی صاحب الہام ہوا تو وہ عمر ہوں گے''

میرے آقا علیہ السلام نے واضح فرما دیا

حضراتِ گرامی!

میرے آقا نے واضح فرما دیا کہ عمر میں وصف نبوت موجود ہے مگر نبوت ختم ہو چکی ہے

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن الخطاب ہوتے۔

کیونکہ نبوت ختم ہو چکی — لہٰذا عمر نبی نہیں ہیں
بہر کیف اوصاف نبوت ان میں موجود ہیں
ان کی رائے کے مطابق — آیات اتریں
ان کو دیکھ کر ہمیشہ شیطان — رفو چکر ہوا
زبان نبوت سے انہیں صاحب الہام — فرمایا گیا

رُعب و دبدبہ وصف نبوت ہے

گرامی قدر سامعین حضرات! رُعب و دبدبہ بھی وصف نبوت ہے، نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ (بخاری شریف)
میری مدد کی گئی رُعب کے ساتھ

یہ وصف نبوت بھی حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ میں موجود تھا ملاحظہ ہو۔ حدیث پاک حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

Scanned with CamScanner

ﷺ سے حاضری کی اجازت مانگی حضور کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (بیٹھی ہوئی) تھیں جو آپ سے کلام کر رہی تھیں اور زیادہ مانگتی تھیں اونچی آواز سے تو جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو ان سب نے حجاب میں جلدی کی' عمر حاضر ہوئے اور رسول اللہ تبسم فرما رہے تھے تو عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مبارک کو ہنستا رکھے تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

''میں ان عورتوں سے تعجب کرتا ہوں جو میرے پاس تھیں جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو پردہ میں جلدی کی''۔

حضرت عمر نے فرمایا:

اے اپنی جانوں کی دشمن کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟

وہ بولیں

''ہاں آپ سخت طبیعت اور سخت گیر ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خوب اے ابن خطاب

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ (بخاری' مسلم' مشکوۃ شریف ص556-557)

اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہو مگر وہ آپ کی راہ کے سوا دوسرے راہ چلتا ہے۔

رُعب بھی وصف نبوت ہے

حضرات گرامی!

زبانِ نبوت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رُعب و دبدبہ بیان کیا جا رہا ہے جو بلاشبہ وصفِ نبوت ہے

اسی لیے سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب ہوتے''۔

مگر نبوت ختم ہو چکی ہے اوصاف نبوت موجود ہیں کہ حضرت عمر کی ذات بابرکات میں پائے جاتے ہیں

اور ان قریش کی عورتوں نے بھی اس وصف کو تسلیم کیا بلکہ عملاً ثابت کیا کہ جب آپ کی آواز سنی تو فوراً باپردہ ہو گئیں

حتیٰ کہ شیطان اس وصف کو تسلیم کرتا ہے کہ جس راستہ پر حضرت عمر آ رہے ہوں شیطان وہ راستہ بدل لیتا ہے

مگر یہ رافضی شیطان سے بھی دو میٹر اوپر ہیں کہ آپ پر سب و شتم کرتے نہیں تھکتے

غیرت بھی وصف نبوت ہے

گرامی قدر سامعین!

غیرت بھی وصف نبوت ہے

بلکہ غیرت وصف نبوت کے ساتھ ساتھ وصف ملائکہ بھی ہے

حدیث پاک میں موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰئِکَۃُ (مسلم' مشکوۃ شریف ص561)

کیا میں اس شخص (عثمان غنی رضی اللہ عنہ) سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا

غیرت — وصف انبیاء بھی ہے

غیرت — وصف ملائکہ بھی ہے

غیرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اب سنیے حدیث پاک

Scanned with CamScanner

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"میں جنت میں گیا تو میں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کے پاس پہنچا اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہیں فرمایا: یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک بی بی تھی میں نے کہا یہ کس کا ہے؟ سب نے کہا: عمر ابن الخطاب کا میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں تو اسے دیکھوں۔

فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ۔

تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔

جناب عمر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔ (بخاری، مسلم مشکوۃ شریف ص557)

حضراتِ گرامی!

یہ غیرت و حیا جو کہ — وصف نبوت ہے

یہ غیرت و حیا جو کہ — وصف ملائکہ ہے

اس غیرت و حیاءِ فاروق اعظم کی شہادت زبان نبوت سے ارشاد فرمائی جا رہی ہے جس کی غیرت و حیاء کا اعلان زبان نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ہو گیا ہو اس پیکر غیرت میں اوصاف نبوت کیوں نہ ہوں

اسی لیے سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔

حیاء نصف ایمان ہے

اور پھر میرے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ (بخاری جلد اوّل ص8)

یقیناً (حیاء نصف ایمان ہے یعنی حیاء ایمان کا جز ہے

تو فاروق اعظم سراپا حیاء و ایمان ہیں جن کے حیاء و غیرت کی گواہی زبان نبوت سے ارشاد فرمائی جا رہی ہے

تعجب ہے ان بے ایمانوں پر جو اس کے باوجود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ایمان پر شک کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے یہ خود حیاء و غیرت سے عاری ہیں اور ان میں ایمان کا ذرّہ موجود نہیں ہے ورنہ حضرت عمر کے حیاء و غیرت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کو کامل الایمان تسلیم کرتے

نبی کریم علیہ السلام کا خواب

حضراتِ گرامی!

نبی کریم علیہ السلام کی ایک حدیث مبارکہ جسے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں کہ نبی رحمت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جب میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا جو مجھ پر پیش کئے جا رہے تھے جو پر قمیصیں ہیں بعض وہ ہیں جو پستان تک پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم ہیں

مجھ پر عمر ابن الخطاب پیش کئے گئے اس حال میں کہ ان پر وہ قمیص ہے جسے وہ کھینچ (گھسیٹ) رہے ہیں۔

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اس کی کیا تعبیر لی

قَالَ الدِّيْنُ (مشکوۃ شریف ص557 بخاری و مسلم)

فرمایا: دین

معلوم ہوا

جن لوگوں کی قمیص پستان تک تھی ان میں دین بھی پستان تک تھا

جن لوگوں کی قمیص اس سے بھی نیچے تھی ان میں دین بھی اس سے نیچے تھا۔

اور جن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قمیص مبارک پاؤں تک تھا حتیٰ کہ وہ اوپر کھینچ رہے تھے وہ سر تا پا دین تھے

قمیص پورا   تو حیا پورا

حیا پورا   تو دین پورا

گویا نبی علیہ السلام حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو کامل الحیاء اور کامل الدین قرار دے رہے ہیں

اور یہ کالے دین والے کالے چہروں والے ان کے دین میں شک کر رہے ہیں

ان کا قمیص کامل' حیاء کامل' اور دین کامل ہے اسی لیے فرمادیا کہ

'اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے''

اگر کوئی نہیں مانتا نہ مانے۔

؎ عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

ہمیں کسی کے ماننے سے   غرض نہیں

ہمیں زبان مصطفیٰ سے   غرض ہے

ہمیں فرمان رسول سے   غرض ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

جو کچھ رسول دیں لے لو

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (پ28 سورۃ الحشر آیت نمبر7)

جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں لے لو

رسول نے عمر کو   رب سے مانگا

رب نے رسول کو   عطا فرمایا

رسول نے عمر   ہمیں دیا

ہمیں فخر ہے کہ

ہمارا عمر   رب کا عطا فرمودہ ہے

ہمارا عمر   رسول کا طلب فرمودہ ہے

ہمارا عمر   رسول کا عطا فرمودہ ہے

جن کو نہیں چاہیے   وہ نہ لیں

کسی کی کیا مجال کے وہ نہ لے

عمر غیرت کا نام ہے   بے غیرت کیسے لیں

عمر حیاء کا نام ہے   بے حیاء کیسے لیں

عمر دین کا نام ہے   بے دین کیسے لیں

عمر ایمان کا نام   بے ایمان کیسے لیں

دینے والا خود ان کو نہیں دیتا کہ

عمر پاک ہے   ناپاکوں کو کیوں دوں

عمر کو لیں گے   غیرت والے

عمر کو لیں گے   حیاء والے

عمر کو لیں گے   دین والے

عمر کو لیں گے   ایمان والے

خدا دینے والا   پاک

نبی مانگنے والا   پاک

مؤمن لینے والے   پاک

اگر وہ   مخالفین کے ہفوات وخرافات کے مطابق تھے تو نبی نے اللہ سے مانگا کیوں؟

اگر وہ   ایمان و دین سے خالی تھے تو اللہ تعالیٰ نے عطا کیوں؟

اگر وہ   معاذ اللہ ایسے ویسے تھے تو مسلمانوں نے خلیفہ بنایا کیوں؟

؎ نبی منگیا عمر نوں رب کولوں بن ٹھن کے یار آجاندا اے
ہے مرید مراد مشیر نبی یاراں دا شہکار آجاندا اے

Scanned with CamScanner

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما

گرامی سامعین! حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ (مسند امام اعظم ص293)

میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرو

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ

سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بھی عکس اوصاف نبوت

سیّدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بھی عکس اوصاف نبوت

نبوت کے بعد جن کی پیروی کا حکم دیا جا رہا ہے اگر ان میں اوصاف نبوت موجود ہیں تو جبھی یہ حکم دیا جا رہا ہے

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان عکاسِ اوصاف وکمالات نبوتِ ہیں

جملہ اصحاب رسول کی شان

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِیْرٌ فِیْ اُمَّتِیْ فَاَبُوْبَکْرٍ نَظِیْرُ اِبْرَاهِیْمَ وَعُمَرُ نَظِیْرُ مُوْسٰی وَ عُثْمَانُ نَظِیْرُ هَارُوْنَ وَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ نَظِیْرِیْ۔ (الریاض النضرہ جلد اول ص50 عربی)

”کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی نظیر میری اُمت میں نہ ہو پس ابوبکر ابراہیم علیہ السلام کی نظیر عمر موسیٰ علیہ السلام کی نظیر عثمان ہارون علیہ السلام کی نظیر اور علی ابن ابی طالب خود میری نظیر ہیں“۔

بیان حدیث کا مقصد یہ ہے کہ

محترم حضرات!

اس حدیث مبارکہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کئی جہلاء کو یہ دلیل

چاہئے کہ کیا واقعی اوصاف نبوت کسی غیر نبی میں پائے جا سکتے ہیں؟

تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر نبی کی نظیر میرے آقا علیہ السلام کے اصحاب علیہم الرضوان میں موجود تھی مگر یہ اصحاب رسول نبی نہ تھے

معلوم ہوا کہ اوصاف نبوت کا حامل ضروری نہیں کہ نبی بھی ہو اسی لیے سرکار نے فرمایا:

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔

مطلب واضح ہو گیا کہ

حضرت فاروق اعظم نبی نہیں ہیں

ان میں نبوت کے اوصاف موجود ہیں

وہ تاجدارِ عدالت ہیں

وہ عکسِ اوصافِ نبوت ہیں

علم وصفِ نبوت ہے

حضراتِ گرامی! علم بھی وصف نبوت ہے اسی لیے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا اور فرمایا گیا کہ ”اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ“ علماء وارثان انبیاء ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ

(بخاری شریف جلد اول ص526، مشکوٰۃ ص550)

ہم گروہ انبیاء جو کچھ ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے ہماری وراثت نہیں ہے۔

یعنی ہماری وراثت دراہم و دینار نہیں ہے

بلکہ ہماری وراثت علم ہے

دراہم و دینار تو ہماری میراث میں جاری نہیں ہوگا

Scanned with CamScanner

اور علم میں ہماری وراثت جاری ہوگی

تو پتہ چلا کہ علم وراثت انبیاء ہے

علم اوصاف نبوت میں سے ہے

دودھ کی تعبیر علم سے فرمائی

گرامی قدر سامعین! اب سماع فرمائیے حدیث پاک کہ جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت فرمایا اور یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب ہم سو رہے تھے تو ہمارے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر ابن خطاب کو دے دیا؟ لوگوں نے عرض کیا، آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ تو فرمایا

اَلْعِلْمَ علم (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص 557)

علم فطرت انبیاء ہے

اسی طرح ذکر معراج النبی میں بھی یہ موجود ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو شب معراج دودھ اور شراب پیش کیا گیا آپ نے دودھ کو پسند فرمایا تو جبریل امین نے عرض کی

اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ (مشکوٰۃ شریف ص528)

آپ نے فطرت کو پسند فرمایا:

یعنی کہ علم فطرت انبیاء ہے

تو نبی کریم نے اپنا پس خوردہ دودھ حضرت فاروق اعظم کو عطا فرما کر ثابت کر دیا کہ علم نبوت ہم اپنے عمر دے رہے ہیں

عمر علم نبوت کے حامل ہیں

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم نبوت کے حامل ہیں مگر نبی نہیں ہیں۔ اسی لیے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم

مرقات شرح مشکوٰۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "اگر تمام قبائل عرب کے علوم ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے میں تو حضرت عمر کا علم سب سے بڑھ جائے گا"۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کہا کرتے تھے کہ

"علم کے دس حصے کئے گئے نو حصے حضرت عمر کو دیئے گئے ایک حصہ دوسرے لوگوں کو یہ تقسیم حضور انور ﷺ کی طرف سے ہوئی"۔ (مرقات)

(مرأت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم ص307)

حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

"علم چار صورتوں میں نظر آتا ہے پانی، دودھ، شراب، شہد یہی علم ان چار صورتوں میں جنت میں ہوگا وہاں ان ہی چیزوں کی نہریں ہوں گی"۔

پانی کا (خواب میں) نظر آنا گویا علم لدنی ہے

دودھ شریعت کے اسرار کا علم

شراب طہور علم کامل

شہد گویا نبوت کا علم ہے

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ چاروں خلفاء راشدین ان چاروں علوم کا منبع ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان علوم کا سرچشمہ ہیں جو دودھ کی شکل میں ہے

اس علم میں حضرت عمر سب سے اعلیٰ دوسرے علوم میں باقی تین خلفاء سب سے اکمل (مرأت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم ص306-07)

سب سے اعلیٰ علم

حضرات گرامی!

Scanned with CamScanner

ثابت ہوا کہ حضرت عمر الفاروق سب سے اعلیٰ علوم کے حامل تھے نبی نہ تھے
اگر حضور کے کوئی بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے

زبانِ عمر پر حق بولتا ہے

اسی لیے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ ص557)
یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا:
ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص557)
اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان پر حق رکھ دیا جسے وہ بولتے ہیں
پتہ چلا کہ

عمر کی ہر گفتگو — حق ہے
ان کے دل کے خیالات — حق ہیں
ان کی زبان کا ہر لفظ — حق ہے

جنابِ شیرِ خدا کا ارشاد

اسی لیے جناب حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ
مَا کُنَّا نَبْعُدُ اَنَّ سَکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (بیہقی دلائل النبوۃ، مشکوٰۃ ص557)
ہم خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے۔

سکینہ کیا ہے؟

حضراتِ محترم!
آیئے اب معلوم کریں کہ سکینہ کہاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ

مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ (پ2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 248)
یہ کہ آئے گا تمہارے پاس ایک تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف
سے سکینہ ہوگا اور باقی اس سے جو کچھ چھوڑا آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے
اسے ملائکہ نے اُٹھایا ہوگا۔
مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات، عمامہ، نعلین اور تورات کی کچھ تختیاں تھیں۔ (تفسیر کبیر، تفسیر مظہری وغیرہ)
یہ تورات کی تختیاں کیا ہیں
علوم موسیٰ علیہ السلام ہی تو ہیں
تو اسی علم کو سکینہ قرار دیا گیا
اب سیدنا علی المرتضیٰ کا ارشاد مبارک سمجھ میں آیا کہ
جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے
یعنی حضرت عمر کی زبان سے علم کا ظہور ہوتا ہے تو بقول مولائے کائنات معلوم ہوا کہ

عمر کی زبان کا سکینہ — علوم و معارف کا گنجینہ

یہ وصف نبوت ہے اسی لیے ارشاد فرمایا کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا

ہم ہیں مولا علی کے ماننے والے

حضراتِ گرامی!
اب پتہ چل گیا کہ

مولا علی کو ماننے والے وہی ہیں — جو ان کے ارشادات کو مانیں
ان کے ارشادات کو ماننے والے وہی ہیں — جو حضرت عمر کو علوم کا سرچشمہ مانیں
حضرت عمر کو علم کا سرچشمہ ماننے والے — ہم اہلسنت و جماعت حنفی ہیں

Scanned with CamScanner

ہم ہی ہیں — علی کے ماننے والے
ہم ہی ہیں — عمر کو ماننے والے
جس کی توصیف — نبی کریں
جس کی تعریف — علی کریں
اسے ماننے والے — اہلسنت و جماعت ہیں

محبت علی کا دعویٰ جبھی قابل قبول ہے کہ جب ان کے ارشادات کو تسلیم کیا جائے ورنہ یہ دعویٰ محض زبانی دعویٰ ہے اس کی دلیل کوئی نہیں ہے

اہلسنت و جماعت — دعویٰ محبت میں صادق ہیں
کیونکہ وہ ارشادات کو بھی — تسلیم کرتے ہیں
عمر — مراد نبی ہے
عمر — ممدوح علی ہے
مرادِ مصطفیٰ کو — تسلیم کرو
ممدوحِ مرتضیٰ کو — تسلیم کرو
ایمان کو قوت و جلا ملے گی

وجودِ عمر اسلام کی شوکت

حضراتِ گرامی!

میرے آقا نے حضرت عمر کو خدا سے مانگ کر لیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے دعا کی

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ

(مشکوٰۃ ص557)

الٰہی اسلام کو عزت دے ابوجہل ابن ہشام سے یا عمر ابن خطاب سے

ظاہر ہے اس دعا کے بعد ان میں سے جو بھی حلقہ بگوش اسلام ہوا اسی سے

اسلام کو عزت ملی جب یہ دعا فرمائی تو

فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ

(مشکوٰۃ ص557)

تو جناب عمر نے صبح کی اور نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

جب عمر مسلمان ہوئے تو اسلام کو عزت ملی کہ

ثُمَّ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا (احمد ترمذی مشکوٰۃ شریف ص557)

پھر مسجد میں ظاہر ظہور نماز پڑھی گئی۔

ادھر عمر نے اسلام کو عزت کے چار چاند لگائے ادھر جبریل امین حاضر بارگاہ رسالت ہوئے اور یہ مژدہ سنایا کہ

لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ ص11)

آسمان والے عمر کے اسلام پر خوشیاں منا رہے ہیں

عمر آئے — اسلام کو عزت ملی
عمر آئے — نماز ظاہر ظہور پڑھی گئی
عمر آئے — آسمانی ملائکہ نے خوشی منائی
عمر آئے — نبی کی دعا پوری ہوئی

اسی لیے فرمایا کہ

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب ہوتے۔

اللہ کریم غلامانِ اصحاب رسول میں ہمارا حشر فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

Scanned with CamScanner

دوسرا خطبہ (ذوالحجہ شریف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل، کرامات اور کارنامے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَخَافُ

مِنْکَ یَا عُمَرُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر کافروں پر سخت ہیں

معزز سامعین کرام! آج کے خطبۂ جمعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل، کرامات اور خلافت عمر کے شاندار کارناموں کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے وہ رعب و دبدبہ سطوت وشوکت عطا فرمائی کہ خدا کی یہ عطا فرمودہ صفت ان کا شاندار کردار بن گئی اللہ کریم خود ارشاد فرماتا ہے کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں۔

تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں بیان کیا گیا کہ "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" سے مراد حضرت فاروق اعظم ہیں

شیطان عمر سے خوف کھاتا ہے

اور نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 22)

اے عمر! بے شک شیطان تم سے خوف کھاتا ہے۔

آپ کی زندگی میں بھی شیطان آپ سے خوف کھاتا تھا

آپ کی وفات کے بعد بھی شیطان آپ سے خوف کھاتا ہے

اور آج بھی شیطان آپ سے خوف کھاتا ہے

آپ تجربہ کرلیں

حضراتِ گرامی! آپ تجربہ کرلیں

جہاں بہت سے شیاطین جمع ہوں اور صحابہ کرام پر سب وشتم کررہے ہوں وہاں حضرت عمر کا نام لے لیں تو وہ تمام شیاطین خوفزدہ ہو جائیں گے اور اسی مقام پر حضرت عمر کی توصیف شروع کر دیں گے جہاں تنقیص کر رہے تھے اور اگر تعریف و توصیف نہ کریں گے تو وہاں سے راہ فرار اختیار کرلیں گے

پہلی صورت کو کہتے ہیں تقیہ

دوسری صورت کو کہتے ہیں دفیعہ

اگر وہ تولائی ہوں گے تو کریں گے تقیہ

اگر وہ تبرائی ہوں گے تو کریں گے دفیعہ

اور آپ کو فرمانِ نبوی کی کھلم کھلی تصدیق ہو جائے گی کہ

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص22)

اے عمر! بے شک شیطان آپ سے خوف کھاتا ہے۔

قول امام سیوطی علیہ الرحمت

یہی وجہ تھی کہ سب سے زیادہ فتوحات آپ کے دور میں ہوئیں

امام اجل حافظ الحدیث حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم کے دور خلافت میں بہت ممالک و بلاد فتح کئے گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

شبلی نعمانی لکھتے ہیں

مشہور مورخ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ 2251030 مربع میل یعنی مکہ معظمہ سے شمال کی جانب 1036 مشرق کی جانب 1087 جنوب کی جانب 483 میل تھا مغرب کی جانب چونکہ صرف جدہ تک حد حکومت تھی اس لیے وہ قابل ذکر نہیں

اس میں شام، مصر، عراق، جزیرہ، خوزستان، عجم، آرمینیہ، آذر بائیجان، فارس، کرمان، خراسان جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آجاتا ہے شامل تھا یہ تمام فتوحات خاص حضرت عمر کی فتوحات ہیں اور اس کی تمام مدت دس برس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ (الفاروق ص181)

یہ سارا علاقہ کافروں اور شیطانوں سے خالی کروا دینا اسی کا کارنامہ ہو سکتا ہے
"جو اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" کا مصداق اور اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ کا آئینہ دار ہو

وہ ولی کامل بھی ہو

وہ امام عادل بھی ہو

وہ دعائے مصطفیٰ بھی ہو

وہ عطاء خدا بھی ہو

اس کے وجود میں دستِ قدرت کا زور بھی ہو

اس کے ہاتھوں میں ہاشمی تلواروں کا شور بھی ہو

ابوجہل کے دروازے پر شیر کی للکار

حضراتِ گرامی!

اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے اپنے ماموں ابوجہل ابن ہشام کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا:

میں خدا کے حبیب پر ایمان لا چکا ہوں

تو اس خداداد رعب کی وجہ سے ابوجہل نے دروازہ بند کرلیا

گویا اس نے عملاً اقرار کرلیا کہ عمر مسلمان ہو گئے اب ہماری خیر نہیں ہے

آپ نے فرمایا:

او مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے ظالم اب چھپتا کیوں ہے؟

باہر نکل اور لا اپنے ان کرائے کے قاتلوں کو

آؤ آج جس نے بیوی بیوہ کروانی

ہے تو میدان میں نکلے عمر مسلمان ہو گیا ہے

جس نے بچے یتیم کروانے ہیں تو

میرے مقابلہ پہ آئے میں مسلمان ہو چکا ہوں

آؤ سارے لات کے پجاری ایک

طرف آجاؤ اور خدا کا پجاری عمر ایک طرف نکلتا ہے

آؤ بتوں کی عبادت کرنے والو باہر اور میں اللہ کی پوجا کرنے والا ایک طرف آتا

نکلو ہوں

پتہ چل جائے گا

طاقت تمہاری فوجوں میں زیادہ ہے یا محمد (علیہ السلام) کے اس غلام میں

ابوجہل کونے میں لگ کے رونے لگا

اس کے ساتھی زمین پہ بیٹھ کے چیخ وپکار کرنے لگے

اور شیطان اپنے مقام پر گریہ وزاری کرنے لگا

میرے نبی کا فرمان عالیشان حق ہے کہ

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 22)

اے عمر! شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے۔

خواہ وہ زمین کا شیطان ہو

خواہ وہ آسمان کا شیطان ہو

تجھ سے خوف کھاتا ہے اور تیری ذات سے گھبراتا ہے

عزازیل اسلامِ عمر سے رو رہا ہے

جبریل اسلامِ عمر سے خوش ہو رہا ہے

عزازیل کے چیلے زمین پر غمیاں منا رہے ہیں

جبریل کے خدام آسمانوں پر خوشیاں منا رہے ہیں

لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ شریف ص 11)

البتہ تحقیق خوشیاں منائیں اہل آسمان نے اسلام پر

تو آج بھی جبریل کے ماننے والے ایمان عمر پر خوش ہوتے ہیں

عزازیل کے ماننے والے جلتے ہیں خوفزدہ ہوتے ہیں

نبی کریم علیہ السلام نے فرما دیا ہے کہ

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 22)

بے شک اے عمر! شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے۔

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

عمر چراغ اہل جنت ہے

مولائے کائنات شیر خدا تاجدار ہل اتی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ

إِنَّ عُمَرَ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ (نور الابصار ص 65 مطبوعہ مصر)

عمر اہل جنت کے چراغ ہیں

کسی کے گھر میں جس چراغ سے روشنی ہو وہ اس چراغ کی حفاظت کرے گا

کسی کے گھر میں جس چراغ سے روشنی ہو وہ اس چراغ سے محبت کرے گا

اسی لیے جنتی عمر سے محبت رکھتے ہیں کہ وہ جنت کا چراغ ہے

Scanned with CamScanner

اسی لیے جنتی تحفظ ناموس عمر پر مرمٹتے ہیں کہ وہ جنت کا چراغ ہے

اہلِ ظلمت کو نور کی کیا ضرورت؟

اہل دوزخ کو چراغِ جنت کی کیا حاجت؟

؎ یہ پڑھ کے ہر اک سنی کا دل باغ باغ ہے
یعنی عمر بہشت کا روشن چراغ ہے

تھام لو دامن عمر کا روشنی جس سے ملے

حضراتِ گرامی! شیطان کا جنت میں کیا کام وہ تو عمر سے خوفزدہ ہے

جو عظمت فاروق کا منکر ہے گویا چراغ جنت کا منکر ہے

اوّل تو وہ جنتی ہوگا ہی نہیں اور اگر بھول چوک کر چلا گیا تو کس جنت میں جائیگا؟

اگر اس میں جائے گا جہاں روشنی ہے تو عمر نظر آئیں گے

جب عمر نظر آئیں گے تو بھاگے گا اپنے اصلی ٹھکانہ کی طرف

نہیں بھاگے گا تو اسی جنت میں رہنا پڑے گا جس میں عمر نہ ہوں اور یہ ممکن ہی نہیں اور ایسی کوئی جنت ہی نہیں

کیونکہ عمر ؎ چراغ جنت ہے
عمر جنت کی روشنی ہے

ایسی کوئی جنت نہیں جس میں اندھیرا ہو

اس لیے مین بڑا مفید مشورہ دیتا ہوں کہ

؎ تھام دامن اس عمر کا روشنی جس سے ملے
خود خدا جس سے ملے اور خود نبی جس سے ملے

حضرت مجدد الف ثانی کے جدامجد

گرامی حضرات! قدرت کا حسین انتخاب دیکھئے۔

ائمہ طاہرین امام حسین کی اولاد

غوث صمدانی امام حسن کی اولاد

مجدد الف ثانی میرے فاروق اعظم کی اولاد

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی ہیں جن کے نام سے آج بھی اکبر بادشاہ کی میت لرزاں ہے

ان کے جد امجد حضرت فاروق اعظم ہیں جن کے نام سے آج بھی قیصر و کسریٰ کانپتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شاندار کارنامے

جن کا شہزادہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمت جیسا با کمال ہو وہ عمر خود کتنے با کمال ہوں گے

وہ عمر جو بائیس لاکھ مربع میل کا فاتح ہے

وہ عمر جو سب سے پہلا امیر المؤمنین ہے

وہ عمر جس نے تاریخ و سال ہجری جاری کیا

وہ عمر جس نے بیت المال قائم کیا

وہ عمر جس نے تراویح کی جماعت کو جاری فرمایا

وہ عمر جس نے غریبوں کی خاطر رات کا گشت شروع فرمایا

وہ عمر جس نے ہجو کرنے والوں پر حد جاری کی

وہ عمر جس نے شرابیوں کی سزا اسی کوڑے جاری کی

وہ عمر جس نے متعہ کی لعنت کو ختم کیا

وہ عمر جس نے صاحب اولاد لونڈیوں کی خرید و فروخت ممنوع قرار دی

وہ عمر جس نے جنازہ کی تکبیریں چار مقرر کیں

وہ عمر جس نے دفاتر قائم کئے اور وزارتیں متعین و مقرر فرمائیں

وہ عمر جس نے سب سے زیادہ فتوحات حاصل کیں

وہ عمر جس نے مصر سے بحرایلہ کے راستے غلہ مدینہ منورہ پہنچانے کا بندوبست کیا

وہ عمر جس نے صدقہ کا مال اسلامی امور میں خرچ کرنے سے لوگوں کو روکا

وہ عمر جس نے ترکہ اور ورثے کے مقررہ حصوں کی تقسیم کا عملاً نفاذ فرمایا

وہ عمر جس نے گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول کی

وہ عمر جس نے پولیس کا محکمہ ایجاد کیا

وہ عمر جس نے شہروں میں قاضی مقرر فرمائے

وہ عمر جس نے کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، مصر اور موصل کو آباد کروایا

وہ عمر جس نے مساجد میں روشنیوں کا اہتمام کروایا

وہ عمر جس نے محکمہ ڈاک کو رواج دیا

وہ عمر جس نے ہر شہر میں غلہ وخوراک کے گودام قائم کئے

وہ عمر جس نے سرکاری ملازموں کی تنخواہیں مقرر کیں

وہ عمر جس نے خزانوں کے منہ غرباء ومساکین ویتامیٰ کیلئے کھول دیے

وہ عمر جس نے بیٹے پر بھی شرعی حد کو جاری فرما کر عدل وانصاف کو معراج کروادی

وہ عمر جو عدل وانصاف کا بے مثال تاجدار تھا

وہ عمر جو رعایا کی خدمت کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا

؎ اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

سب پڑھیے اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

خطبہ جبریل اور فضائل عمر رضی اللہ عنہ

اور پھر سنیے

وہ عمر جس کے فضائل کے خطبے خود جبریل نے پڑھے

صدارت تھی صدر انبیاء کی

اجتماع تھا صحابہ کرام کا

مسجد تھی سید المرسلین کی

مقرر تھا خطیب الملائکہ

موضوع تھا فضائل عمر ابن الخطاب

اور پھر جبریل نے کہا تھا کہ

جتنا عرصہ نوح علیہ السلام قوم میں ٹھہرے اگر میں اتنی مدت مدید تک بھی فضائل عمر بیان کرتا چلا جاؤں تو نتیجہ پھر بھی یہ نکلے گا کہ

؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم، قلم ٹوٹ گئے

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ مُنْذُ مَالَبِثَ نُوْحٌ فِيْ قَوْمِهِ مَا نَفَدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ.

"اگر میں فضائل عمر اس وقت سے بیان کرنے لگوں جب نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے تھے تو بھی عمر کے فضائل ختم نہ ہوں"۔

(برق سوزاں ص287 اردو ترجمہ الصواعق المحرقہ)

حضرات گرامی!

یہ کوئی عام مولوی ملاں نہیں کہہ رہا

یہ وہ بیان کر رہا ہے جو

بیت المعمور کا امام ہے

ملائکہ کا خطیب ہے

سدرۃ المنتہیٰ کا مکین ہے

تمام انبیاء ورسل کا زائر ہے

تمام آسمانی کتابوں کا حافظ ہے

Scanned with CamScanner

مکین سدرہ کہتے ہیں

جس کا اپنا مقام یہ ہے کہ

نور کی کرسی پر بیٹھتا ہے

اس کرسی کے چاروں طرف ملائکہ ہیں جو توریت' انجیل' زبور اور قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں

وہ نوریوں کا قائد کہہ رہا ہے

وہ ملائکہ کا سردار کہہ رہا ہے

لوگو! میرا مقام وہ ہے جہاں ہر چیز کی انتہا ہے اور وہ سدرۃ المنتہیٰ ہے

جہاں علم کی انتہا

جہاں عمل کی انتہا

جہاں زُہد وتقویٰ کی انتہا

جہاں تقدس وطہارت کی انتہا

جہاں سے آگے گئے تو صرف مصطفیٰ

میں وہ مکین سدرہ کہتا ہوں کہ

میری زندگی ختم ہو جائے گی

فضائل عمر ختم نہ ہوں گے

"مَا نَفِدَتْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ" (الصواعق المحرقہ)

ذرا بتایئے

وہ عمر کسی بدعقیدہ کی تعریف کا محتاج ہے؟

وہ عمر کسی بے ایمان کی توصیف کا محتاج ہے؟

اور اس کو کسی تبرا باز کا تبرا کوئی نقصان دے سکتا ہے؟

چاند کی طرف کوئی گندے منہ سے تھوکے تو چاند کا کچھ نہیں بگڑے گا

اس کا اپنا مکروہ تھوک اس کے ناپاک چہرے پر آگرے گا

اس لیے تھوکو نہیں بلکہ یوں کہو

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

کرامات فاروق اعظم

حضرت امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ساریہ نامی ایک شخص کو امیر لشکر بنا کر ایک جنگ پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک روز آپ ۔ نے اثنائے خطبہ میں فرمایا:

یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ

اے ساریہ پہاڑ کی طرف اے ساریہ پہاڑ کی طرف اے ساریہ پہاڑ کی طرف

چند روز کے بعد اس لشکر کا فرستادہ ایک ایلچی آیا آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت کیے۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم کو شکست ہو چکی تھی کہ یکا یک ہم نے تین بار یہ آواز سنی کہ "اے ساریہ پہاڑ کی طرف" چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف رُخ کیا ہمارا ادھر رُخ کرنا تھا کہ جنگ کا رُخ بدل گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دے دی

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب خطبہ کے دوران آپ نے "یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ" کہا تھا تو لوگوں نے حضرت عمر سے کہا کہ ساریہ تو نہاوند (عجم) میں ہیں اور آپ ان کو یہاں پکار رہے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص201)

پتہ چلا کہ حضرت عمر لشکر کی شکست کو اپنے مقام سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور حضرت ساریہ اور ان کا لشکر نہاوند میں ان کی آواز کو سن رہے تھے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ سے اس غائب شخص کو حرف ندا سے پکارنا بھی درست تھا

Scanned with CamScanner

مگر آج کا ملاں نہ دور سے دیکھنے کو مانے نہ دور سے سننے کو تسلیم کرے اور نہ ہی غائب کے پکارنے کو صحیح سمجھے

اگر ہم فیصل آباد سے کہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو شرک ہو جاتا ہے

اگر فاروق اعظم مدینہ سے کہیں یَا سَارِیَةَ الْجَبَلِ تو عین توحید ہے

؎ آپ ہی اپنے "تغافل" پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں تو شکایت ہو گی

مؤمن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

میرے آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (جامع الترمذی)

مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

امام رازی علیہ الرحمت لکھتے ہیں

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں

اَنَّهٗ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَةَ ابْنَ الْحُصَیْنِ فَبَیْنَا عُمَرُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَخْطُبُ جَعَلَ یُصَیِّحُ یُنَادِیْ فِیْ خُطْبَةٍ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا سَارِیَةُ الْجَبَلِ ثَلَاثًا ۔ (تفسیر کبیر جلد خامس ص 465)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر بھیجا جس پر اس شخص کو امیر بنایا جسے ساریہ بن حصین کہا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک دوران خطبہ ندا کی اور وہ منبر پر تھے تین مرتبہ کہا: اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو۔

قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَکَتَبْتُ تَارِیْخَ کَلِمَتِهٖ (تفسیر کبیر ایضا)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے "تاریخ نوٹ کر لی کہ جس دن یہ کلمات حضرت عمر نے فرمائے چند دنوں کے بعد مسلمانوں کو وہاں فتح نصیب ہوئی اور ایک آدمی اس فتح کی خوشخبری لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا تو حضرت عمر نے پوچھا فتح کیسے ہوئی؟

اس نے جواب دیا کہ لڑائی میں شکست ہو رہی تھی کہ عین جمعہ کے وقت ہمارے کانوں میں تین مرتبہ یہ آواز آئی

یَا سَارِیَةَ الْجَبَلِ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو

فَغَلَبْنَا بِبَرَکَةِ ذٰلِكَ الصَّوْتِ (تفسیر کبیر ایضا)

پس ہمیں اس آواز کی برکت سے فتح حاصل ہو گئی۔

صوت فاروقی کی برکت اور مشکل کشائی

حضراتِ گرامی!

پتہ چلا کہ بزرگوں کی آوازیں بھی مشکل کشا اور حاجت روا ہو سکتی ہیں اور ان میں برکات ہوتی ہیں

جیسا کہ تفسیر کبیر کے یہ الفاظ گواہی دے رہے ہیں کہ فَغَلَبْنَا بِبَرَکَةِ ذٰلِكَ الصَّوْتِ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ادھر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں

اور دوران خطبہ تین ہزار دو سو میل نہاوند میں لشکر اسلام کو لڑتے ہوئے

کے فاصلے سے ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں

حضرت افتخارِ ملت علیہ الرحمت کہتے ہیں

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد افتخار ملت شہنشاہ خطابت اپنی مایہ ناز تصنیف "مقامات صحابہ" میں تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اور ایسا کرتے بھی کیوں نہ جب نبی اکرم علیہ السلام نے ان کو یہ فرمایا تھا"

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ

اے عمر! تم میری آنکھ ہو۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنے فاصلہ سے میدان جنگ کو دیکھ لینا کوئی بڑی بات نہیں تھی"۔ (مقامات صحابہ ص288)

مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

قدرت، معجزہ اور کرامت

"اس میں سید المرسلین ﷺ کا معجزہ بھی ہے اور حضرت عمر کی کرامت بھی"

صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمت نے یہ خود نہیں فرمایا بلکہ یہ محدثین و مفسرین کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ خارق عادت افعال یا تو قدرت ہوتی ہے یا معجزہ یا کرامت

فعل خارق عادت اگر اللہ کریم جل جلالہ کے دست قدرت سے رونما ہو تو — یہ قدرت خدا ہے

یہی فعل خارق عادت اگر نبی علیہ السلام کے دست اقدس سے رونما ہو — یہ معجزۂ نبوت ہے

اگر یہی خارق عادت فعل کسی ولی اللہ کے ہاتھ سے صادر و ظاہر ہو تو — یہ کرامت ولی ہے

تو حضرت فاروق اعظم کا تین ہزار میل سے دیکھ لینا

کرشمۂ — قدرت بھی تھا

معجزۂ — امام الانبیاء بھی تھا

کرامت — فاروق اعظم بھی تھی

کیا یہ تقدیر بدلنے کے مترادف نہیں ہے؟

حضراتِ محترم!

قریبِ شکست لشکر کو متنبہ کر کے تباہی سے بچاتے ہوئے کامیابی دلا دینا کیا

تقدیر بدلنے کے مترادف نہیں ہے؟

پتہ چلا کہ اللہ کی قدرت سے اس کے بندے دعا اور نگاہ کر کے تقدیر بدلا سکتے ہیں

بندے رب دے دعا کر کے تقدیر بدل دیندے
ایہہ لوح و قلم والی تحریر بدل دیندے

آج کل کے جاہل مولوی اسے شرک کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے جبکہ ہر کرامت میں فاعلِ حقیقی ذاتِ باری تعالیٰ ہی ہوتی ہے نبی یا ولی اس کا ذریعہ ہوتے ہیں جیسا کہ میدانِ بدر میں نصرت خدا کی تھی اور اس کا ذریعہ ملائکہ تھے ایک وہابی مولوی نے کہا

جے تنگی ترشی رب ونجاون چاہے آپ کدائیں
رو ولیاں دے مدد اوہ بھیجے کوئی تعجب ناہیں

تو بیان کردہ واقعہ میں تقدیر تو بدلی اللہ تعالیٰ نے اور اس کا ذریعہ بنے فاروق اعظم کہ ان کو اللہ نے تین ہزار میل سے دیکھنے کی قوت عطا فرمائی

اسی طرح لشکر ساریہ کو تین ہزار میل سے آواز سننے کی طاقت بھی اسی قادر و قیوم جل جلالہ نے عطا فرمائی

رب یسر ولا تعسر پکی اساں ازمائی
آپو ای حل کرے جس ویلے، رہوے نہ مشکل کائی

حضرت عمر کے دُرّہ سے زلزلہ رُک گیا

حضرت امام رازی نے ایک اور کرامت حضرت فاروق اعظم کی رقم فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ

"وَقَعَتِ الزَّلْزَلَةُ فِي الْمَدِيْنَةِ فَضَرَبَ عُمَرُ الدُّرَّةَ عَلَى الْاَرْضِ فَقَالَ اسْكُنِيْ بِاِذْنِ اللهِ فَسَكَنَتْ وَمَا حَدَثَتِ الزَّلْزَلَةُ بِالْمَدِيْنَةِ

Scanned with CamScanner

بَعْدَ ذٰلِكَ"(تفسیر کبیر جلد خامس ص465)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا تو حضرت عمر نے (جلال میں آ کر) اپنا درّہ زمین پر مارا اور فرمایا:

"اے زمین اللہ کے حکم سے ٹھہر جا"

پس زمین ٹھہر گئی اور پھر مدینہ منورہ میں اس کے بعد کبھی زلزلہ نہ آیا

معلوم ہوا کہ وہ زلزلہ جو حکم الٰہی سے آیا تو اسی خدا کے اذن سے بذریعہ فاروق اعظم ایسا روک دیا گیا کہ آج تک دوبارہ نہیں آیا۔

قاتل مسلمان ہو گیا

گرامی حضرات!

یہی امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ

"روم کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے بھیجا وہ مدینہ منورہ آیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے خلیفہ کا محل کہاں ہے؟"

اس کا خیال تھا کہ عمر کا محل بھی ہمارے بادشاہوں کی طرح ہوگا

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسلامی حکمران کے محلات نہیں ہوتے بلکہ وہ ساری زندگی سادہ مقامات پر گزارا کرتے ہیں ان کے نزدیک اسلامی بیت المال کی رقوم قوم کی امانت ہوا کرتی ہیں

وہ اسے ذاتی استعمال میں نہیں لایا کرتے
وہ اسے نجی دوروں پر استعمال نہیں کیا کرتے
وہ اسے رقص و سرود پر ضائع نہیں کیا کرتے

یہ اسلامی روایات کے سراسر منافی اور خلفاءِ راشدین کے حسنِ معاشرت کے برعکس ہے۔

لہٰذا مسلمانوں نے اس رومی کو بتایا کہ حضرت عمر کا کوئی محل وغیرہ نہیں ہے وہ تو صحرا میں اینٹ کا تکیہ لگا کے سوئے ہوئے ہیں

وہ قاتل جو حضرت عمر کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا تھا صحرا میں آیا تو

رَاٰی عُمَرَ وَضَعَ دُرَّتَهٗ تَحْتَ رَأْسِهٖ فَعَجَبَ الرَّسُوْلُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ اَهْلِ الشَّرَقِ وَالْغَرَبِ يُخَافُوْنَ مِنْ هٰذَا الْاِنْسَانِ۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر 5: ص465)

اس نے دیکھا کہ حضرت عمر اپنے درّہ کو سر کے نیچے رکھ کر سوئے ہوئے ہیں وہ شخص یہ نظارہ دیکھ کر متعجب ہوا کہ

"یہ ہے وہ شخص جس سے مشرق و مغرب والے خوف کھاتے ہیں"

اس نے قتل کرنے کے لیے تلوار اٹھائی تو

اَخْرَجَ اللّٰهُ مِنَ الْاَرْضِ اَسَدَيْنِ

اللہ تعالیٰ نے زمین سے دو شیر نکال دیئے

اس نے تلوار پھینک دی اور مسلمان ہو گیا

یہودیوں اور عیسائیوں کے پیروکار نہ بنو

حضراتِ گرامی! اگر مسلمانوں کے فرمانروا ایسے ہوں تو جنگل کے شیروں کو ان کی حفاظت کے لیے مامور کر دیا جاتا ہے اور وہ بے خوف ہو کر آرام سے سوتے رہتے ہیں

اور اگر مسلمانوں کے حکمران زانی شرابی ہوں
اگر مسلمانوں کے حکمران فاسق و فاجر ہوں

تو ان کو اپنی حفاظت کے لیے آگے پیچھے پولیس کے دستے رکھنے پڑتے ہیں وہ آرام کی نیند سو بھی نہیں سکتے وہ اگر کہیں سرکاری یا نجی دورے پہ ہوں تو ایسے لے جائے جاتے ہیں جیسے ڈاکو کو با حفاظت عدالت میں لایا جاتا ہے یا ایک جیل سے

Scanned with CamScanner

دوسری جیل میں منتقل کیا جاتا ہے

خلفاء راشدین نے	آمرون غیر مسلم حکمرانوں کی گردنیں اسلام کے لیے جھکا دیں
آج کے حکمران مسلمان	انہیں یہودی عیسائی حکمرانوں کا سہ لیسی کرتے نظر آتے ہیں

وہ مسلماں کہاں ہیں اگلے زمانے والے
گردنیں قیصر و کسریٰ کی جھکانے والے

خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرو

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرو روشن خیالی کی آڑ میں اس نظام کو فرسودہ نظام نہ کہو تم مسلمانوں کے حکمران ہو

دور سے سننا اور جواب دینا

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمینِ روم میں مجاہدین کا ایک لشکر بھیجا پھر کچھ دنوں کے بعد ہی اچانک مدینہ منورہ میں نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ فرمایا: "یَا لَبَّیْکَاہُ یَا لَبَّیْکَاہُ" یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوا میں تیری پکار پہ حاضر ہوں اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ امیر المومنین کس فریاد کرنے والے کی پکار کا جواب دے رہے ہیں؟

جب کچھ دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کے سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنی جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگے تو امیر المومنین نے فرمایا: ان باتوں کو چھوڑ دو! پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے "یَا عُمَرَاہُ یَا عُمَرَاہُ" (اے میرے عمر اے میرے عمر! میری خبر لیجئے) پکارا تھا اس کا کیا واقعہ تھا؟

سپہ سالار نے جلال فاروقی سے سہم کر کانپتے ہوئے عرض کیا کہ

"مجھے اپنی فوج کو دریا میں اتارنا تھا (کیونکہ ہم نے دریا پار جانا تھا) تو میں نے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کیلیے اس کو دریا میں اترنے کا حکم دیا چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زور دار ہوائیں چل رہی تھیں اسی لیے اس کو سردی لگ گئی اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے "یا عمراہ یا عمراہ" کہہ کر آپ کو پکارا تھا پھر یکایک اس کی روح پرواز کر گئی"

خدا گواہ ہے کہ میں نے ہرگز ہرگز اس کو ہلاکت کے ارادہ سے دریا میں اُترنے کا حکم نہیں دیا تھا جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ امیر المومنین نے جو دو مرتبہ "یَا لَبَّیْکَاہُ یَا لَبَّیْکَاہُ" فرمایا تھا در حقیقت یہ اسی مظلوم مجاہد کی فریاد و پکار کا جواب تھا۔

(ازالۃ الخفاء مقصد نمبر 2 ص 172 بحوالہ کرامات صحابہ ص 62)

فقاہت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

امیر المومنین سپہ سالار کا بیان سن کر غیظ و غضب میں بھر گئے اور فرمایا کہ "ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس سرد موسم میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خوں بہا ادا کرو

خبردار! خبردار! کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو کیونکہ میرے نزدیک ایک مومن کا ہلاک ہو جانا بڑی سے بڑی ہلاکتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہلاکت ہے"۔

(ازالۃ الخفاء مقصد نمبر 2 ص 172 بحوالہ کرامات صحابہ ص 63)

اس روایت سے ثابت ہوا۔

حضراتِ گرامی!

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ

بوقت مشکل اولیاء کاملین کو پکارنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے

اولیاء کاملین ان پکارنے والوں کی پکاروں کو سماع فرماتے ہیں

ایسے واقعات کو ملاحظہ بھی فرماتے ہیں:

جو لوگ کہتے ہیں کہ

یاغوث اعظم پکارنا شرک ہے

یاعلی پکارنا شرک ہے

یارسول اللہ پکارنا شرک ہے

ان کا کیا فتویٰ ہے اس مجاہد صحابی کے متعلق جس نے "یَا عُمَرَاہُ یَا عُمَرَاہُ" پکارا؟

اور حضرت فاروق اعظم کی فقاہت بھی معلوم ہوئی جو نبی کریم علیہ السلام کی حدیث مبارکہ سے آپ نے مستنبط کی کہ

قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ مِنْ زَوَالِ الدُّنْیَا (ضیاء القرآن)

مؤمن کا قتل زوال دنیا سے بھی بڑا جرم ہے۔

عمر کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

تَتَکَلَّمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی لِسَانِہٖ (الصواعق المحرقہ 97)

ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی زبان پر ملائکہ کلام کرتے ہیں۔

علم کے نو حصے عمر کے پاس ہیں

طبرانی اور حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمر کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور روئے زمین کے لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر کا علم ان کے علم سے بڑھ جائے گا۔

(الصواعق المحرقہ، برق سوزاں ص345)

لوگوں کی رائے ہے کہ علم کے نو حصے حضرت عمر کے پاس ہیں۔ (ایضاً)

تو اپنے اس خداداد علم سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ حق فرمایا

اور اسی طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ بھی آپ نے درست فرمایا: جس پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مہر تصدیق ثبت فرما دی

تو فقیر عرض کر رہا تھا کہ

؎ جدوں رب جل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں

محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

اے اللہ! کے بندو میری مدد کرو

میرے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم جنگل میں راستہ بھول جاؤ تو کہا کرو

اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ (حصن حصین، الامن والعلی)

اے اللہ! کے بندو میری مدد کرو۔

ایک اور حدیث مبارکہ

اسی طرح حضرت ربیعہ کو فرمایا:

سَلْ یَا رَبِیْعَۃُ مانگو ربیعہ کیا مانگتے ہو

تو حضرت ربیعہ نے عرض کیا

اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ

میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں

تو ارشاد فرمایا:

فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ۔

اپنی ذات پر میری کثرت سجود سے مدد کرو۔ (برکات الامداد از اعلیٰ حضرت بریلوی ص9)

نبی خود مدد مطلب فرمائیں

مسلمانوں کو مدد مانگنے کی ترغیب دیں

لیکن ملاں اس کو شرک بتاتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب

حضراتِ گرامی! امام صفوری علیہ الرحمت اپنی کتاب نزہت المجالس میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا

مسجد نبوی میں ہوں

فجر کی نماز کا وقت ہے

اور امام الانبیاء علیہ السلام نماز پڑھا رہے ہیں

میں بھی نماز میں شامل ہو گیا

نماز کے بعد کسی نے کھجوروں کا طباق نذرانہ پیش کیا

حضور نے فرمایا: علی! یہ کھجوریں نمازیوں میں تقسیم کر دو

میں نے حسب الحکم تقسیم کر دیں

حضور نے ایک کھجور مجھے بھی عطا فرمائی

میں نے وہ کھجور تناول فرمائی

میری آنکھ کھلی تو فجر کی اذان ہو رہی تھی اور میں کھجور کا ذائقہ محسوس کر رہا تھا

میں مسجد میں گیا

تو نماز حضرت فاروق اعظم پڑھا رہے تھے

کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا اور یہ خلافت فاروقی کا دور تھا

میں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی جس طرح خواب میں حضور کے پیچھے ادا کی تھی

جب نماز سے فارغ ہوئے تو اسی طرح کھجوروں کا طباق آ گیا

بالکل رات کا منظر میرے سامنے تھا

حضرت عمر نے مجھے ہی فرمایا: علی! کھجوریں نمازیوں میں تقسیم کر دو

میں نے اسی طرح تقسیم کر دیں جیسے خواب میں کی تھیں

پھر حضرت عمر رسول اللہ علیہ السلام کی طرح مجھے ایک کھجور عطا فرمائی

میں نے تناول فرمائی اور حضرت عمر سے اور کھجور طلب کی

میرے فاروق اعظم مسکرائے اور فرمایا:

علی! اگر رات کو نبی کریم سے دوسری کھجور ملی ہے تو مجھ سے بھی لے لو؟

(نزہت المجالس جلد دوم ص188)

سچ فرمایا: مؤمن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

اللہ نے یہ فراست فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا فرما رکھی تھی

محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

ملائکہ حضرت عمر کی توقیر کرتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا فِی السَّمَآءِ مَلَکٌ اِلَّا وَھُوَ یُوَقِّرُ عُمَرَ وَمَا فِی الْاَرْضِ شَیْطَانٌ اِلَّا وَھُوَ یَفْرَقُ مِنْ عُمَرَ ۔(الصواعق المحرقہ ص97)

آسمانوں میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمر کی توقیر نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی ایسا شیطان نہیں ہے جو عمر سے ڈرتا نہ ہو

علی و عمر دونوں محبوب ہیں

حضراتِ گرامی!

آسمان کے فرشتے خود بخود تو یہ توقیر نہیں کرتے بلکہ آپ نے بارہا علماء سے بھی سنا ہے کہ حدیث پاک میں موجود ہے

جب اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل امین کو بلا کر فرماتا ہے اے جبریل! میں

فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو

پھر جبریل (علیہ السلام) آسمانوں کے فرشتوں کے درمیان منادی کرتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ اے فرشتو!

اللہ تعالیٰ اور میں فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو اور پھر اس کی محبت زمین میں بھی رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری مشکوٰۃ)

تو جب حضرت عمر ایمان لائے فرشتوں نے جشن منایا

آسمان والے | ایمان عمر کا جشن مناتے ہیں
اللہ خود | حضرت عمر سے محبت کرتا ہے
جبریل خود | حضرت عمر سے محبت کرتا ہے
آسمانی ملائکہ | حضرت عمر سے محبت کرتے ہیں
نبی کریم خود | حضرت عمر سے محبت کرتے ہیں
زمین والے | حضرت عمر سے محبت کرتے ہیں

تو ذاکر صاحب!

تمہیں کسی حکیم نے مشورہ دیا کہ تم ان سے محبت نہ کر کے شیطانوں کی صف میں شامل ہو جاؤ

کیا وہ شخص جو اللہ کا محبوب ہو | غاصب ہو سکتا ہے؟
کیا وہ شخص جو اللہ کا محبوب ہو | خائن ہو سکتا ہے؟
کیا وہ شخص جو اللہ کا محبوب ہو | خلافت چھین سکتا ہے؟

جبکہ خود حضرت عمر نے بموقعہ خم غدیر اعلان ولایت پر حضرت علی ؓ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا:

بَخٍ بَخٍ یَا عَلِیُّ اَصْبَحْتَ الْیَوْمَ مَوْلَایَ وَمَوْلَا کُلِّ مُؤْمِنٍ ۔

مبارک مبارک اے علی! آج کے دن سے آپ میرے اور تمام مؤمنوں کے مولا ہیں۔

اللہ کا محبوب | عمر بھی ہے

اللہ کا محبوب | علی بھی ہے
لہٰذا یہ دونوں ہی | مؤمنوں کے بھی محبوب ہیں

دریائے نیل اور فاروق اعظم ؓ کا رقعہ

یہی امام رازی علیہ الرحمت نقل فرماتے ہیں کہ

مصر کا دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا اور جب تک ایک خوبصورت دوشیزہ کو آراستہ و پیراستہ کر کے اس کی بھینٹ نہ چڑھایا جاتا وہ رواں نہ ہوتا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مصر کے گورنر ہوئے تو لوگوں نے شکایت کی آپ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی کوئی چیز باقی نہیں رہنے دی جائے گی

چنانچہ حضرت عمرو بن العاص ؓ نے سارا ماجرہ لکھ کر بھیجا تو حضرت عمر نے ان کو ایک خط لکھا کہ

"تم نے اچھا کیا ہے کہ عہد جاہلیت کے ہر نقش کہن کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہو"۔

اور ایک رقعہ دریائے نیل کے نام لکھا کہ اے دریا!

اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قَبْلِکَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ کَانَ اللّٰہُ یَجْرِیْکَ فَاسْئَلُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْرِیَکَ

(تفسیر کبیر جلد نمبر 5 'ص 465 تاریخ الخلفاء ص 90 مقامات صحابہ 289'90)

اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو نہ چل اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ چلاتا ہے تو پھر میں اسی خدا کے نام سے تجھے حکم دیتا ہوں کہ رواں ہو جا۔

حضرت عمرو بن العاص گورنر مصر کہتے ہیں کہ

"میں نے وہ رقعہ رات کے وقت دریا میں پھینک دیا صبح کو دیکھا تو "سِتَّۃَ عَشَرَ ذِرَاعًا" سولہ گز پانی دریا میں بہہ رہا تھا اور قیامت تک بہتا رہے گا۔

حضراتِ محترم | حضرت عمر نے درہ مارا | زلزلہ رُکا | پھر دوبارہ زلزلہ نہیں آیا

حضرت عمر نے رقعہ لکھا   دریا رواں ہوا   پھر دوبارہ بند نہیں ہوا

جس خداوند کریم نے میرے آقا علیہ السلام کے غلاموں کو اتنی طاقت دی ہے

اس ذات باری تعالیٰ نے اپنے حبیب کو کیسی حکومت عطا کی ہوگی؟

محبوب دی گل تے اک پاسے سن گل محبوب دے خادماں دی
فاروق دے لکھیاں رقعیاں نے پئے نیل چلائے جاندے نے
ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نے
محبوب دے پاک اشارے تے سورج پلٹائے جاندے نے

(عاشق مدینہ حضرت بابا جی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمۃ)

حضرت کا رقعہ   رکے دریا کو چلا دے

حضرت عمر کا درہ   زلزلہ کو ہٹا دے

حضرت عمر کی آواز   شکست سے بچا دے

حضرت عمر کا وجود   شیطانوں سے بچا دے

ملائکہ ان کے دہن مبارک سے   کلام کریں

صحابہ ان کے علم خداداد کو   تسلیم کریں

جنگل کے شیر ان کی   حفاظت کریں

ان کے قاتل ان کی نگاہ کیمیا سے   مسلمان ہو جائیں

شیطان ان کے وجود سے   خوف کھائیں

آسمان کے فرشتے ان کی   توقیر و تعظیم کریں

تو پھر سنی ان کو اپنا آقا   کیوں نہ تسلیم کریں

سنی ان کو اپنا مولا   کیوں نہ تسلیم کریں

سنی ان کو اپنا دوسرا   خلیفہ راشد کیوں نہ تسلیم کریں

عمر   سنیوں کا ایمان ہے

نہیں بلکہ   ایمان کی جان ہے

عمر صحابہ کا   عادل امام ہے

اسی لیے انگریز نے کہا:

"اگر اسلام کے پاس ایک عمر اور ہوتا تو دنیا میں کوئی غیر مسلم نہ رہتا"۔

انگریز تو   تسلیم کرتا ہے

مگر یہ کالے   ان پر تبرا بازی کے تیر چلاتے ہیں

بتاؤ کالو!

جب وہ پوچھیں گے سرِ محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے مصطفیٰ کے سامنے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

تیسرا خطبہ (ذوالحجہ شریف)

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی نَبِیِّهٖ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَوَفَاةً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

(رواہ البخاری الجلد الاول ص253)

جہنم کا تالا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرات سامعین کرام! آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے شہادت کا بیان کیا جائے گا جس کے متعلق نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"عمر جہنم کا تالا ہے"

یعنی جب عمر اس دنیا سے اُٹھ جائیں گے تو جہنم کا تالا کھل جائے گا کیونکہ وہ ان کے وجود کی وجہ سے بند ہے دوسرے مقام پر فرمایا:

"جب عمر شہید ہو جائیں گے تو فتنوں کا باب کھل جائے گا"

تو واقعۃً آپ کی شہادت کے ساتھ ہی فتنوں کا وہ دروازہ کھلا کہ آج تک بند نہ

ہو سکا

آپ کا وجود مسعود اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور نبی کریم علیہ السلام کی رحمت بے پایاں کا ایک باب تھا

مدینہ میں شہادت کی تمنا

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی کہ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔

(بخاری جلد اول ص253)

اے اللہ! مجھے اپنے رستے میں شہادت نصیب فرما -

اور اپنے رسول کے شہر میں مجھے موت عطا فرما

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس وقت موجِ رحمت میں تھا کہ فوراً دونوں دعائیں قبول فرمائیں

موت ملی تو شہادت کی

شہادت ملی تو شہر حبیب میں

مقام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرات گرامی!

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ وہ مدینہ میں مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں ہی مرے میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا۔ (جذب القلوب)

یہ ارشاد ہر عاشق کے لیے عام تھا

مگر فاروق اعظم کا یہ مقام تھا

کہ ان کو موت آئے مدینہ طیبہ میں

اور وہ موت بھی شہادت کی موت ہو

اور ان کا مزار بھی مزارِ محبوب کے ساتھ ہو

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

آخری حج سے واپسی پر آپ کی دعا

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے ابطح واپس آتے ہوئے اپنے اونٹ کو راستے میں بٹھایا اور اس کی پشت سے تکیہ لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور اس طرح دعا مانگی۔

"الٰہی میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے قویٰ میں ضعف آ گیا ہے رعیتوں میں انتشار آ گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہو جاؤں اور میری عقل میں فتور پیدا ہو جائے تو مجھے اپنے پاس طلب فرما لے"۔

چنانچہ آپ کی وہ دعا قبول ہوئی اور ابھی ذوالحجہ ختم نہیں ہوا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔ (تاریخ الخلفاء ص210)

توریت میں ذکر شہادت عمر

امام بخاری نے ابو صالح کے حوالہ سے لکھا کہ کعب احبار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

"میں نے توریت میں دیکھا ہے (کہ جب عمر پر ایسی کیفیات ظاہر ہو جائیں تو ان کو شہید کر دیا جائے گا) آپ نے فرمایا: یہ کس طرح ممکن ہے کہ عرب میں رہتے ہوئے میں شہید ہو جاؤں (جبکہ میں اسلامی جنگوں میں حصہ نہیں لیتا (تاریخ الخلفاء)

حضرت کعب احبار اسلام لانے سے قبل یہودیوں کے بہت بڑے عالم اور توریت کے حافظ تھے اور توریت میں حضرت عمر کا تذکرہ اور شہادت کی کیفیات موجود تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

وہ جن کی مثالیں توریت میں ہیں اور جن کی مثالیں انجیل میں ہیں۔

تو حضرت کعب نے جب یہ علامات دیکھیں جو تورات میں پڑھی تھیں تو فاروق اعظم کو اس تذکرہ سے آگاہ کیا

حضرت عمر کا تعجب

حضراتِ گرامی!

حضرت فاروق اعظم نے تعجب سے فرمایا:

اے کعب! کیا میرا ذکر توریت میں بھی ہے؟

آواز قدرت آئی

اے میرے نبی کے جانثار

اے مرادِ مصطفیٰ

اے مسلمانوں کے امیر

توریت مکمل نہیں ہوتی

تیری اور تیرے ساتھیوں کی

میرے حبیب کے وفاداروں کی شان یہ ہے کہ

توریت مکمل نہیں ہوتی — جب تک ان کا ذکر اس میں نہ ہو

انجیل مکمل نہیں ہوتی — جب تک ان کا ذکر اس میں نہ ہو

زبور مکمل نہیں ہوتی — جب تک ان کا ذکر اس میں نہ ہو

قرآن مکمل نہیں ہوتا — جب تک ان کا ذکر اس میں نہ ہو

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

وہ جن کی مثالیں توریت میں ہیں اور جن کی مثالیں انجیل میں ہیں۔

اُمت مصطفویہ کا تذکرہ

بلکہ اس پوری اُمت کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (پ2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 143)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل۔

تو میرے آقا کے ان ستاروں کا ذکر قرآن میں' توریت میں' زبور میں' انجیل میں' جا بجا موجود ہے

ان کی عظمت سے — توریت والے واقف

ان کی عظمت سے — انجیل والے واقف

ان کی عظمت سے — زبور والے واقف

ان کی عظمت سے — قرآن والے واقف

نامعلوم جو واقف نہیں وہ کس کتاب کے ماننے والے ہیں اور کس نبی کی اُمت ہیں؟

یہ کون صاحبِ فراش ہے؟

حضراتِ گرامی! خلیفہ دوم امیر المؤمنین' امام المشاہدین' مرادِ مصطفیٰ جو عمر سفرِ حج سے واپس آ رہے ہیں رات ہو گئی یہ 2200000 (بائیس) لاکھ مربع میل کا فاتح اور دنیائے اسلام کا عظیم فرمانروا

بغیر بستر کے زمین پر لیٹ گیا

سر کے نیچے اینٹ رکھ لی

یہ کون ہے؟

جس کے دبدبہ سے قیصر و کسریٰ کانپتے ہیں

جس کے عدل و انصاف کا شہرہ فرش و عرش پر ہے

جس کے نام سے ایوانِ کفر میں زلزلہ آ جاتا ہے

کچے فرش پر بغیر تکیے کے لیٹے ہوئے ہیں

آسمان کی طرف نگاہ اُٹھی چاند ستاروں کو دیکھا

تو آسمانِ نبوت کا نیرِ تاباں یاد آ گیا اور اس کے گرد حلقہ باندھنے والے ستارے نظروں میں گھومنے لگے

اپنے غمخوار کی مہربانیاں یاد آنے لگی

چودھویں کا چاند دیکھا تو سیّدہ آمنہ کا چاند یاد آ گیا

ستاروں کو چمکتے دیکھا تو نبی کے صحابہ کا دور یاد آ گیا

صبح جب چاند غروب ہوا اور ستارے ڈوب گئے تو اپنی موت کا منظر سامنے آ گیا

آنکھوں میں آنسو آ گئے تو رو کر اللہ کے حضور دعا کی

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ۔

اے اللہ! چاند ڈوب گیا ہے تو اب میں بھی موت کے قریب ہوں

میں تجھ سے مدینہ کی موت اور تیرے راہ کی شہادت مانگتا ہوں

موت آئے تو مدینہ میں اور شہادت کی موت آئے

اس شہر میں جہاں تیرا محبوب خطبے ارشاد فرماتا رہا

اس شہر میں جہاں تیرا محبوب انوارِ نبوت سے تاریکیاں دور کرتا رہا

اس شہر میں جہاں کی زمین تیرے حبیب ﷺ کے مبارک منور مطہر تلوؤں کا بوسہ لیتی رہی

فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

تیرے رسول کے شہر میں

Scanned with CamScanner

سہ اللہ مصطفیٰ کے قدموں میں موت دے دے
مدفن بنے ہمارا سرکار کا مدینہ

اور جس شہر کے لیے عشاق یہ آرزو کیا کرتے ہیں کہ

ان کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

اور

اے کاش! مدینہ میں مجھے موت یوں آئے
قدموں میں ترے سر ہو میری روح چلی ہو

اس شہر میں موت عطا کر
جس شہر کے ذرّوں سے ستارے شرمندہ ہیں
جس شہر میں جبریل امین علیہ السلام بھی گردن جھکا کر آتے ہیں
جس شہر کے درو دیوار جنت کا سماں پیش کرتے ہیں
وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

مجھے بلد رسول میں موت عطا فرما

میرے مولا!
جنازے تو بہت اُٹھتے ہیں
موتیں تو بہت ہوتی ہیں
دنیا سے بہت لوگ رخصت ہوتے ہیں
لیکن مجھے بہت لطف آئے گا جب تو پوچھے گا کہ عمر!
تو کہاں شہید ہوا؟
تو میں کہوں گا
اصحاب مصطفیٰ سے پوچھ لے

حیاء مصطفیٰ سے پوچھ لے
وفاء مصطفیٰ سے پوچھ لے
محراب مصطفیٰ سے پوچھ لے
محبوب کے مصلّیٰ سے پوچھ لے
محبوب کے منبر سے پوچھ لے
محبوب کی مسجد سے پوچھ لے
ریاض الجنہ سے پوچھ لے

مجھے بولنے کی ضرورت نہیں میں نے تو تیرے آگے دست سوال دراز کر دیا ہے کہ
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ
اس سرزمین پر موت دے جو تیرے رسول کی سرزمین ہے
اس مقام پر موت دے جسے تیرے حبیب نے حرم قرار دیا اور تجھ سے دعا کی
"مولا! تو نے مجھے اس بستی سے ہجرت کروائی جو مجھے محبوب تھی اب اس بستی میں بسا جس سے مجھے محبت ہے۔"
اس شہر میں مجھے موت دے جس کی خوشبو تیرے حبیب کو پسند تھی
جہاں ستر ہزار ملائکہ صبح اور ستر ہزار شام کو حاضری دیتے ہیں
وہ شہر مدینہ جو ایمان کی بھٹی ہے
وہ شہر رسول جس کے متعلق شیدائیان نبی کہتے ہیں کہ

اے دل تو ذرا ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

اے میرے پروردگار!
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ
مجھے اپنے رستے میں شہادت اور اپنے محبوب کے شہر میں موت عطا فرما۔

Scanned with CamScanner

علامات شہادت

ابن سعدؓ نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کوہ عرفہ پر کھڑے ہوئے تھے کہ ایک شخص اے خلیفہ! اے خلیفہ! کہہ کر چیخنے لگا اس کی یہ چیخ و پکار سن کر کسی نے کہا: یہ شخص زمانہ جاہلیت کی طرح یوں چیخ رہا ہے جس طرح وہ پرندوں کو اُڑایا کرتے ہیں

چنانچہ ایک دوسرے شخص نے اے خیفہ! اے خلیفہ! پکارنے والے شخص سے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے تو نے اپنی خواہشات کے لیے اللہ کو چھوڑ دیا ہے (یہ مقام تو ذکر الٰہی کے لئے ہے اور تو خلیفہ خیفہ پکار رہا ہے) چنانچہ اس روز تو یہ بات گئی گزری ہو گئی دوسرے روز میں (جبیر بن مطعم) حضرت عمرؓ کے پیچھے ہی کھڑا تھا اتنے میں ایک نامعلوم جگہ سے ایک پتھر آ کر حضرت عمرؓ کے سر پر لگا اس کے ضرب سے آپ کے سر پر معمولی سے خراش بھی آگئی پس جس سمت سے پتھر آیا تھا میں ادھر کو گیا کہ سامنے کے پہاڑ سے انسانی آواز آئی کہ

"ربِّ کعبہ کی قسم! تم یقین کرلو اس سال کے بعد قیامت تک پھر حضرت عمرؓ اس مقام پر کبھی کھڑے نہیں ہوسکیں گے"۔

جب میں نے غور کر کے دیکھا تو یہ کہنے والا وہی شخص تھا جو کل یا خلیفہ یا خلیفہ پکار رہا تھا مجھے یہ پیش گوئی بہت شاق گزری۔ (تاریخ الخلفاء ص 226)

گویا یہ حضرت فاروق اعظم کی شہادت کا غیبی اشارہ تھا

حضراتِ گرامی!

کچھ ہی دن گزرے کہ خلیفۂ وقت کو چکی کی ضرورت پیش آئی

یہ بھی حکمران تھے — جنہیں آٹا پیسنے کیلئے چکی کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی

یہ بھی حکمران تھے — جو راتوں کو گشت لگا کر خفیہ طور پر عوام کی مشکلات معلوم کرتے تھے

یہ بھی حکمران تھے — جو عوام کی اونٹنیوں کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہا کرتے تھے

یہ بھی حکمران تھے — جو گندم کی بوریاں اپنی پشت پر لاد کر غریبوں کے گھروں میں پہنچایا کرتے تھے

یہ بھی حکمران تھے — جن کا نظریہ یہ تھا کہ اگر دریائے نیل کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا سو گیا تو ہمیں جواب دینا پڑے گا

ان کو چکی کی ضرورت پیش آ گئی

انہیں معلوم تھا کہ اگر ماں چکی چلا کر قرآن پڑھتے ہوئے آٹا پیسے گی تو — بیٹا حسین پیدا ہوگا

وہی مائیں تھی جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غنچے میں انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

قتل کی دھمکی

حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو کہلا بھیجا کہ آپ کے پاس ایک بہت ہی ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے اس کو بہت سے ہنر آتے ہیں لوہار اور بڑھئی کا کام بہت اچھی طرح جانتا ہے نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے اسے میرے پاس بھیج دو میں اس سے چکی بنواؤں گا حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ میں اس پر سو درہم کا خراج (ٹیکس) عائد کر رکھا تھا

مدینہ منورہ آ کر اس نے حضرت عمر سے حضرت مغیرہ کی شکایت کی کہ انہوں نے مجھ پر بہت ٹیکس لگادیا ہے

آپ نے فرمایا: یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے

حضرت عمر کا جواب اس کو بہت ناگوار گزرا اور غصہ سے تلملاتا ہوا واپس آ گیا

چندروز بعد حضرت عمر نے اس کو پھر دوبارہ بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا

"اگر آپ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کر کے دوں گا جو ہوا سے چلے گی"۔

Scanned with CamScanner

اس نے کڑوے تیوروں سے جواب دیا کہ

''میں آپ کے لیے ایسی چکی تیار کروں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کیا کریں گے''۔

جب وہ چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص211)

یہ لڑکا جس کا نام ابولؤلؤ فیروز تھا مغیرہ بن شعبہ کا زرخرید غلام تھا اس تاک میں رہا کہ میں موقع پا کر آپ کو شہید کردوں

آپ کی شہادت

حضراتِ محترم!

23 ذی الحجہ کی سحری کے وقت اس نے خنجر زہر میں بھگویا اور مسجد نبوی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

حسب سابق نماز پڑھانے کے لیے جب حضرت فاروق اعظم مسجد میں تشریف لائے اور تکبیر کہی گئی آپ نے صفیں سیدھی کروائیں

نماز کی دوسری رکعت میں آپ سورۂ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جب یہ آیت تلاوت کی:

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ (پ12 سورۂ یوسف آیات نمبر 4)

اس نے خنجر کے پے در پے وار کر کے آپ کو گرا دیا اور آپ شدید زخمی ہو گئے

آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو نماز کی تکمیل کیلئے اشارہ فرمایا: انہوں نے نماز مکمل کی

قاتل نے خودکشی کر لی

کچھ صحابہ کرام نے اسے قابو کیا تو اپنے قتل کے خوف سے اس نے خودکشی کر لی

اور واصلِ جہنم ہو گیا

نماز کا خیال

زخمی حالت میں آپ کو گھر لے جایا گیا تو جب ہوش آیا بیٹے سے پوچھا:

کیا نماز کا وقت باقی ہے؟

یہ ہیں خلیفۂ مسلمین

یہ ہیں امیر المؤمنین

جان جانِ آفریں کے سپرد کر رہے ہیں

وقت آخریں ہے

پھر بھی نماز کا خیال ہے

حکیم مطلق کی دوا کافی ہے

شہزادہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں

''کسی حکیم کو بلا کر دوائی لے لیں تو فرمایا: حکیم مطلق کی دوا کافی ہے''۔

جو دوائی بھی پلائی جاتی پیٹ کے رستہ سے باہر آجاتی

حجرۂ عائشہ میں دفن کی اجازت

آپ نے فرمایا: بیٹا!

میں نے اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے اپنے صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی جو مجھے مل گئی تھی تم ایک مرتبہ دوبارہ اجازت لے لینا اگر مل جائے تو وہاں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفنا دینا

میں عمر کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتی

اُم المؤمنین سیّدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا تک اطلاع پہنچی تو اسلام کے اس بطل جلیل اور اپنے روحانی فرزند عظیم کی شہادت پر نہایت مغموم اور گریہ کناں تھیں

جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پیغام دے کر اجازت طلب کی تو یارائے سکوت نہ رہا اور بولیں

میں عمر کا احسان ساری زندگی نہیں اتار سکتی

جب واقعہ افک پیش آیا تو سب میرا ساتھ چھوڑ گئے

حتیٰ کہ میں رسول اللہ علیہ السلام سے اجازت لے کر والدین کے گھر چلی گئی

ادھر بخار بہت زیادہ ہو گیا تھا

ادھر محبوب علیہ السلام کی عدم توجہ سے کلیجہ چھلنی ہو رہا تھا

میں نے والد سے عرض کیا: آپ ہی میری کچھ سفارش کریں مگر بے سود

میں نے والدہ سے کہا۔ آپ تو میری مصیبت کو سمجھتی ہیں آپ بات کریں مگر لاحاصل

اس کٹھن مرحلہ میں

اس تکلیف دہ شب و روز میں

نہ باپ نے میری طرف سے — بات کی

نہ ماں نے میری طرف سے — بات کی

نہ کسی اور نے میرا — ساتھ دیا

میری صفائی عمر نے دی تھی

یہی عمر تھے جنہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا

مَنْ زَوَّجَكَهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ

عائشہ کو آپ کی زوجیت میں کس نے دیا

حضور نے فرمایا تھا — اللہ تعالیٰ نے

تو حضرت عمر نے عرض کیا تھا

اَفَتَظُنُّ اَنَّ رَبَّكَ دَلَّسَ عَلَيْكَ فِيْهَا

کیا آپ خیال فرماتے ہیں کہ آپ کے ربّ نے یہ معاملہ آپ سے مخفی رکھا ہوا ہے؟

ہرگز نہیں

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔(الصواعق المحرقہ ص100)

اور انہیں الفاظ سے وحی آ گئی اور یہ الفاظ سورۂ نور کی زینت بن گئے تھے

اے عبداللہ! میں اس واقعہ پر عمر الفاروق کی اس عظیم نیکی کو نہیں بھلا سکتی

جاؤ عمر سے کہہ دو

''میں نے یہ جگہ تو اپنے لیے رکھی ہوئی تھی مگر میں تمہیں دے کر مسرور کرتی ہوں''۔

حضرت فاروق اعظم کو اطلاع ملی تو غایت سرور میں کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اللہ ام المؤمنین کو جزائے خیر عطا فرمائے

خلیفہ مقرر کر دیں

لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ خلیفۃ الرسول یار غار مصطفیٰ جناب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا مگر (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔

بات حضرت عمر تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''امور خلافت کی انجام دہی کا ڈھنگ اہل بدر میں تھا لیکن آج ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے ان کے بعد شرکاء غزوۂ احد اس کے سزاوار ہو سکتے تھے لیکن ان میں سے بھی کوئی بقید حیات نہیں ہے' اب یہ جو فلاں ابن فلاں باقی ہیں (بعد میں اسلام قبول کرنے والے) یا وہ جو فتح مکہ کے روز ایمان لائے یا فتح مکہ کے روز آزاد کر دیئے جانے والے لوگ اور ان کی اولاد' یا وہ جن پر اسلام کا احسان ہے امور

Scanned with CamScanner

خلافت سرانجام دینے کے لائق نہیں ہیں۔(تاریخ الخلفاء ص 227)

یہ روایت ضعیف ہے

حضراتِ گرامی!

اس سے پتہ چلتا ہے کہ

خلافت کے اہل	اوّل اہل بدر ہیں
اس کے بعد اہل	احد والے ہیں
فتح مکہ کے روز ایمان لانے والے	خلافت کے اہل نہیں ہیں
طلقاء (آزاد کردہ لوگ) بھی	خلافت کے اہل نہیں ہیں

مگر یہ روایت ہی قابل اعتبار نہیں کیونکہ عشرہ مبشرہ (جو اہل بدر ہیں) میں سے کچھ لوگ موجود تھے اور وہ خلافت کے اہل تھے

اپنے لختِ جگر کو خلیفہ نہیں بنایا

محترم سامعین!

امام نخعی بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں

آپ نے اس شخص کو جواب دیا

"اللہ تمہیں غارت کرے (کہ تم مجھے غلط مشورہ دے رہے ہو) جس شخص کو اپنی بیوی کو ڈھنگ سے طلاق دینے کا بھی سلیقہ نہ ہو کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کردوں۔

(تاریخ الخلفاء ص 227)

یہ روایت مخدوش ہے

حضراتِ گرامی یہ روایت بھی آخری الفاظ سے مخدوش نظر آتی ہے

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ

نبی کریم علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے ہوں

خلیفہ ثانی کے قابل فخر فرزند ارجمند ہوں

لوگوں کو مسائل تصوف وفقہ کا درس دینے والے ہوں

اور یہ حدیث بیان کرنے والے ہوں کہ اللہ رسول کے نام پر بیعت کر کے توڑ دینا غدر ہے۔(بخاری دوم ص1035)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کی سند میں اکثر دوسرے راوی ہوں

اور ان کو بیوی کو طلاق دینے کا ڈھنگ اور سلیقہ نہ آتا ہو

یہ خلافت تھی نہ کہ بادشاہت

بات دراصل یہ تھی کہ آپ خلافت کے تقدس کو پامال کرنا نہیں چاہتے تھے تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ جب دوسرے لوگوں میں اچھے اور اہل لوگ ہوں تو اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد کرنا اسلامی روایات کے خلاف ہے اور ایسا شخص جو مفضول ہو افضل کے ہوتے ہوئے بادشاہ تو ہوسکتا ہے خلیفہ نہیں اور اس کا بیٹا مسند خلافت پر نہیں بلکہ تخت بادشاہت پر متمکن ہوا کرتا ہے

صحیح روایت یہ ہے

حضراتِ گرامی!

ان روایات میں سے یہ روایت مستند ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے جو وصیتیں کرنا ہیں کر دیجئے اور کسی کو خلافت کے لیے بھی منتخب فرما دیجئے

آپ نے ارشاد فرمایا: میں اس کام کے لیے سوائے ان چھ اشخاص کے جن سے رسول اللہ ﷺ راضی اور خوش رہ کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کسی اور کو زیادہ حقدار نہیں سمجھتا ہوں پھر آپ نے ان چھ حضرات کے نام لیے اور فرمایا: مجلس شوریٰ

Scanned with CamScanner

کے انتظام میں عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) ہاتھ بٹائیں لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا

اگر سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) منتخب ہو جائیں تو وہ اس کا استحقاق رکھتے ہیں

ورنہ ان چھ میں سے جسے چاہیں منتخب کر لیں

اور میں نے سعد بن ابی وقاص کو کسی خیانت' کسی عجز کی بناء پر امارت سے معزول نہیں کیا تھا

پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا:

"میں اپنے بعد خلیفہ منتخب ہونے والے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے تمام مہاجرین اور انصار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی سے کام لے"۔

اور اس قسم کی بہت سے وصیتیں فرمائیں اور پھر جان' جان آفرین کے سپرد فرما دی۔ (تاریخ الخلفاء ص213)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

مجلس شوریٰ

گرامی قدر سامعین!

اس روایت سے پتہ چلا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خلافت کی اہلیت رکھتے تھے اسی لیے تو آپ نے فرمایا: "مجلس شوریٰ کے انتظام میں عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) ہاتھ بٹائیں لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں"۔

اس جملہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان میں خلافت کی اہلیت و استعداد موجود تھی اور آپ نے خیال فرمایا: اس اہلیت کی بناء پر لوگ انہیں خلیفہ بنائیں گے اس لیے منع فرما دیا کہ انہیں خلافت سے کوئی سروکار نہیں یہ چھ آدمی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ تھے

آپ نے خلیفہ کا انتخاب انہیں پر چھوڑا

حضراتِ گرامی!

روافض کے اعتراضات

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے خود حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیوں فرمایا اور حضرت عمر نے چھ آدمیوں کی شوریٰ خلافت کے فیصلے کے لیے کیوں مقرر فرمائی؟

بعض لوگوں کو یہ تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے اور وہ کہا کرتے ہیں

جناب رسول اللہ نے اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا

اس کے خلاف حضرت ابو بکر نے اپنا خلیفہ نامزد کر دیا

ان دونوں کے خلاف حضرت عمر نے خلیفہ کا اختیار شوریٰ کو دیا

ان میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے؟

حضرت ابو بکر کا یا حضرت عمر کا

اعتراضات کے جوابات

تو غور سے سنیے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا: اس لیے کہ اگر آپ خود کسی کو خلیفہ نامزد فرما دیتے تو اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا

کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کافر اور جہنمی ہے

اشارۃً کنایۃً بہت سی روایات حضرت سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ نبی کریم علیہ السلام کو ایک عورت نے عرض کیا (جبکہ آپ مرض الموت میں تھے) میں اگر کل آپ کو نہ پاؤں تو؟

ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ

اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

(مسلم شریف' بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف ص555)

حضرت ابوبکر الصدیق نے خلیفہ نامزد کیا

حضرت ابوبکر الصدیق نے حضرت عمر کو اس لیے خلیفہ نامزد کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا۔

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (مشکوٰۃ شریف ص558)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن الخطاب ہوتے۔

تو جس شخصیت میں اوصاف نبوت موجود تھے اس میں اوصاف خلافت بدرجۂ اولیٰ موجود تھے

حضرت عمر نے خلیفہ نامزد نہیں کیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ اس لیے نامزد نہیں کیا کہ

لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری ومسلم)

نبی کریم علیہ السلام نے خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔

اور شوریٰ اس لیے بنائی کہ ان چھ افراد میں استحقاق خلافت موجود تھا اور جس میں اوصاف خلافت موجود ہوں اس کو خلیفہ بنانا جانشین مصطفیٰ یار غار رسول حضرت سیدنا ابوبکر کا طریقہ ہے

حضرت زبیر کے فضائل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس لیے شوریٰ میں نامزد کیا کہ وہ حواریٔ رسول اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی حضرت صفیہ کے فرزند ارجمند ہیں

جنگ احزاب ہے

ہر قسم کے کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہیں

میرے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

مَنْ یَّاْتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ یَوْمَ الْاَحْزَابِ۔

کون ہے جو دشمن کی خبر لائے (آج) احزاب کے دن

کیونکہ دشمن کی افرادی قوت زیادہ ہے

دشمن کی طاقت' کثرت کی وجہ سے بڑھ گئی ہے

اور ان کے اندر گھس کر ان کی جاسوسی کرنا اور خبر لانا بہت مشکل کام ہے تو آج کون ہے جو یہ کام کرے؟

قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا

جناب زبیر نے عرض کیا میں (کروں گا)

یعنی دشمن کی خبر میں لاؤں گا

حواریٔ رسول، حضور کا مخلص دوست

تو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ شریف ص565)

ہر نبی کے حواری (مخلص دوست) ہوتے ہیں اور میرا حواری (مخلص دوست) زبیر ہے اس لیے یہ خلافت کا استحقاق رکھتے تھے

حضرت سعد کے فضائل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَیْہِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِکٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ ص565)

Scanned with CamScanner

میں نے نبی کریم علیہ السلام کو کبھی نہ سنا کہ آپ نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ جمع کئے ہوں سوا سعد ابن مالک کے میں نے اُحد کے دن آپ کو فرماتے ہوئے سنا اے سعد تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا۔

کیا یہ کوئی معمولی بات ہے

ساری کائنات کہتی ہے یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر ہمارے ماں باپ قربان
سارے ولی کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر ہمارے ماں باپ قربان
سارے غوث کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
ابدال کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
اوتاد کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
امام کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
مجتہد کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
قلندر کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
شہید کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
صحابہ کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
حضرت صدیق اکبر کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
حضرت فاروق اعظم کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
حضرت عثمان غنی کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان
حضرت مولا علی کہتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ)　　آپ پر میرے ماں باپ قربان

اور رسول اللہ فرماتے ہیں: اوہ! میرے پیارے صحابی سعد تجھ پر میرے ماں باپ قربان

سعد تجھ پر میرے باپ قربان

یَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے سعد! تیر مارو تم پر میرے ماں باپ قربان۔

مسلمانوں کے سب سے پہلے تیرانداز

حضراتِ محترم! حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

(بخاری، مسلم مشکوٰۃ شریف ص566)

میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

نبی کریم علیہ السلام نے سن ایک ہجری میں حضرت ابوعبیدہ ابن حارث کی سرکردگی میں ساٹھ صحابہ کرام کو ابوسفیان کے مقابلہ میں بھیجا کفار بہت ہی زیادہ تھے اس لیے جنگ نہ ہوئی مگر حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کفار پر ایک تیر چلایا یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر کفار پر چلا۔ (اشعہ بحوالہ مرأت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم ص359)

جن کو نبی فرمائیں تجھ پر میرے ماں باپ قربان　　وہ سعد
جن کو حضور فرمائیں تیر مارو　　وہ سعد
جو اسلام کے سب سے پہلے تیرانداز ہوں　　وہ سعد

اگر وہ مستحق خلافت نہ تھے تو کون تھا؟
یہ بھی امر خلافت کے لیے موزوں ترین شخصیت تھے

حضور کے محافظ حضرت سعد

حضرت اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ پاک آتے وقت ایک رات بے خواب رہے پھر فرمایا:

لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ

کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا۔

اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے؟

عرض کیا میں سعد ہوں!

فرمایا: مَا جَآءَ بِكَ؟ کیا چیز تم کو یہاں لائی؟

عرض کیا:

وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُہٗ

میرے دل میں رسول اللہ ﷺ پر خطرہ گزرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا۔

فَدَعَالَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف ص566)

تو ان کے لیے رسول اللہ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور پھر آرام فرما ہو گئے (سو گئے)

فضائل حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

روایت ہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن نبی کریم ﷺ پر دو زرہیں تھیں آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے تو نہ چڑھ سکے حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام چٹان پر چڑھ گئے تو رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا

اَوْجَبَ طَلْحَةُ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف ص566)

طلحہ نے جنت واجب کر لی

اسی غزوہ میں حضرت طلحہ نے اپنے جسم کو حضور علیہ السلام کی ڈھال بنا کر اسی (۸۰) زخم کھائے یہ جنتی نہ ہوں تو کون ہو؟ اتنے زخم کھانے کے بعد بھی حضور انور علیہ السلام کے نیچے سیڑھی بن کر بیٹھے تھے۔ (مرأت جلد نمبر 8 ص364)

چلتے پھرتے شہید

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھا فرمایا:

"جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے اور اس نے اپنا

عہد و پیمان پورا کر دیا ہے تو انہیں دیکھے" (مشکوٰۃ شریف ص566)

اور ایک روایت میں یوں فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَهِیْدٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف ص566)

جو اس شہید کو دیکھنا چاہے جو زمین پر چل رہا ہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

حضور کے جنتی پڑوسی

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

طَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُ جَارَایَ فِی الْجَنَّةِ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ ص566)

طلحہ و زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے فضائل

حضراتِ گرامی!

آج تین دن گزر گئے میرے آقا علیہ السلام کے اہل بیت نے کچھ نہیں تناول فرمایا اور فاقہ سے وقت گزر رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی — فاقہ سے ہیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی — فاقہ سے ہیں

امام حسن رضی اللہ عنہ بھی — فاقہ سے ہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ بھی — فاقہ سے ہیں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فاقہ سے ہیں

حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نفیس کھانا پکوا کر خود کھانے کا تھال اٹھا کر دروازۂ کاشانۂ اقدس پر آتے ہیں اور دستک دیتے ہیں

ادھر دروازہ پر حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف آئے

ادھر حضرت جبریل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے

یارسول اللہ! دروازے پر آنے والے سے کھانا لے لیجئے

اور اسے جنت کی بشارت نقد دے دیجئے

میرے حبیب پاک علیہ السلام نے ابن عوف سے کھانا لیا

اور کھانے کے بدلے ان کو جنت کی بشارت سے سرفراز بھی کیا

تمام آل اطہار نے اس کھانے کو جو کہ تین دن کے فاقہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا تناول فرمایا۔

یہ ہیں حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف جن کے متعلق سرکار دو عالم ﷺ کی ایک حدیث پاک اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارے حالات کی مجھے بڑی فکر ہے تم پر صبر نہ کریں گے مگر صبر اور صدق والے۔

جناب عائشہ نے فرمایا: یعنی صدقہ والے پھر حضرت عائشہ نے جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ

''اللہ تمہارے والد کو سلسبیل سے پلائے'' اور ابن عوف نے امہات المؤمنین پر ایک باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔(جامع الترمذی' مشکوٰۃ شریف)

خیال رہے کہ یہاں صدقہ سے مراد خیرات نہیں ہے کوئی بیٹا اپنی ماں کو خیرات نہیں دیتا بلکہ اس سے مراد نذرانہ و ہدیہ ہے جو لائق بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پیش کرتا ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے متعدد مرتبہ نذرانے پیش کئے

1- حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات شریفہ میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کئے

2- ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے

3- ایک مرتبہ پانچ صد گھوڑے مجاہدین کو دیئے

4- ایک بار 1½ ہزار اونٹ راہِ خدا میں دیئے

5- وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی

6- ایک مرتبہ آپ علیل ہو گئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر صحت یاب ہو گئے تو یہ مال خود ہی خیرات کیا

7- ایک بار صحابہ سے کہا: جو اہل بدر سے ہوا سے فی کس چار چار سو دینار میں دوں گا

8- ایک بار ایک دن میں 1½ لاکھ دینار خیرات فرمائے رات کو حساب لگایا پھر بولے

''میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتیٰ کہ فرمایا: میری قمیص فلاں کو دے دو اور میرا عمامہ فلاں کو''۔

جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا

''یا رسول اللہ (ﷺ) عبدالرحمٰن کے صدقات قبول' انہیں بغیر حساب کے جنتی ہونے کی خبر دیجئے

9- آپ نے تمیں ہزار غلام آزاد کئے

10- ازواجِ مطہرات کی خدمت میں یہ باغ پیش کیا جس کا اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے (مرقات) (مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم ص368-369)

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام ابن عوف کیلیے

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تم پر میرے بعد نچھاور کرے وہ سچا اور نیک ہوگا الٰہی عبدالرحمٰن ابن عوف کو جنت کے سلسبیل سے پلا۔(مشکوٰۃ شریف ص567)

Scanned with CamScanner

عثمان میرا جنت میں رفیق ہے

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیا اور فرمایا: ہر نبی کا کوئی رفیق ہوتا ہے

وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (مشکوٰۃ شریف ص 561)

اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔

علی مجھ سے ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اے علی!

اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ 563)

تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

علی ہر مؤمن کا ولی ہے

حضرت عمران ابن حصین فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ ص564)

بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔

جس کا میں مولا اس کا علی مولا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (احمد، جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف ص564)

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

یہ تھی وہ مجلس شوریٰ

گرامی حضرات! یہ تھی وہ مجلس شوری جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نامزد کی

جس کا ہر رکن جنتی تھا عشرہ مبشرہ (جن کو حضور نے دنیا میں جنت کی بشارت عطا فرمادی یہ چھ افراد انہیں میں سے تھے)

جن میں سے کوئی تھا	مؤمنوں کا مولا اور ہر مؤمن کا ولی
جن میں سے کوئی تھا	جنت میں نبی کریم کا رفیق خاص
جن میں سے کوئی تھا	سلسبیل سے نوش فرمانے والا
جن میں سے کوئی تھا	جنت میں نبی کریم کا پڑوسی
جن میں سے کوئی تھا	مسلمانوں کا سب سے پہلا تیر انداز
جن میں سے کوئی تھا	جس پر جنت واجب ہو چکی تھی
جن میں سے کوئی تھا	حواریٔ رسول اللہ ﷺ
یہ تمام کے تمام	اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل
یہ تمام کے تمام	اہل بدر مجاہدین میں شامل (سوا حضرت طلحہ کے)

اس لیے ان کو فرمایا: تم میرے بعد خلیفہ کا انتخاب کرنا اور میرے لخت جگر کو خلیفہ نامزد نہ کرنا

چھ میں سے تین کو حق دے دیا گیا

ان چھ حضرات میں سے پھر تین اصحاب نے یہ انتخاب تین حضرات کو سونپ دیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث منتخب ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

لہٰذا جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی	درست
جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی	درست
خلفاء ثلاثہ کا انتخاب	خدا کی مرضی
خلفاء ثلاثہ کا انتخاب	مصطفیٰ کی مرضی
خلفاء ثلاثہ کا انتخاب	صحابہ کرام کی مرضی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس شوریٰ کی نامزدگی کے بعد شہید ہو گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت عمر کی نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور روضۂ رسول میں دفن کر دیئے گئے

اس طرح اُم المومنین حضرت عائشہ کے خواب کی تعبیر پوری ہوگئی جو انہوں نے دیکھا تھا کہ میرے حجرہ میں تین چاند اُترے ہیں۔

(دلائل الخیرات، مطالع المسرات، مشکوٰۃ شریف)

پہلا چاند	خود مصطفیٰ علیہ السلام
دوسرا چاند	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
تیسرا چاند	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اس گنبدِ خضریٰ میں رحمت کے خزینے ہیں
جب نظر پڑی میری دو یار نظر آئے

آواز قدرت آئی

حضراتِ گرامی! آواز قدرت آئی

اے عمر! تم نے مجھ سے دعا کی تھی

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ۔

یا اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما

میں نے عطا کر دی

دوسری چیز مانگی تھی

وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ (بخاری شریف جلد اول ص253)

مجھے اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔

میں نے عطا فرما دی

عائشہ کا خواب بھی	پورا ہو گیا
تیری دعا بھی	پوری ہو گئی

بلکہ صرف موت ہی نہیں

اب تو بلد حبیب میں تا قیامت	ہمیشہ ہمیشہ رہے گا
اب تو گنبدِ خضریٰ میں تا قیامت	ہمیشہ ہمیشہ رہے گا
اب تو ریاض الجنۃ میں تا قیامت	ہمیشہ ہمیشہ رہے گا

اور جب بروز محشر میرے پاس آئے گا تو

آگے آگے	میرا محبوب ہوگا
اس سے پیچھے	محبوب کا محبوب ہوگا
اس سے پیچھے	محبوب کے محبوب کا محبوب ہوگا

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (الصواعق المحرقہ)

ہم بروز قیامت اسی طرح اُٹھائے جائیں گے

کون ہے تمہاری شہادت کا گواہ

پھر جب شہداء میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو میں سوال کروں گا

اے شہداءِ امت مصطفویہ کون تمہاری شہادت کا گواہ ہے

تو کسی کی گواہی	بدر کا میدان دے گا
کسی کی گواہی	میرا قرآن دے گا
کسی کی گواہی	احد کے پتھر دیں گے
کسی کی گواہی	نبی کے محراب و منبر دیں گے
کسی کی گواہی	کربلا کا ریگزار دے گا
کسی کی گواہی	تبوک کا کوہسار دے گا

Scanned with CamScanner

اور جب تیری باری آئے گی تو

مسجد نبوی کا مصلیٰ گواہی دے گا

وہ کیسا منظر ہوگا؟

وہ کیا منظر ہوگا؟

ایک طرف شہزادیٔ رسول حسین پاک کا خون آلود پیراہن لے کر آئیں گی

دوسری طرف رسول عثمان غنی کا خون آلود کرتہ لے کر آئیں گے

اوران کے درمیان مسجد نبی کا خون آلود مصلیٰ لایا جائے گا

شہداء کے خون کی سرخی حشر کا نقشہ بدل دے گی

اوراس خون سے گنہگاروں کی بخشش کر دی جائے گی

اورشہداء کو رضائے الٰہی کا مژدہ سنا دیا جائے گا کہ دیکھ لو آج

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (پ30 سورہ البینہ آیت آخری)

یہ شہید وہ ہیں اللہ ان سے راضی ہوگیا

اور یہ شہید اللہ سے راضی ہوگئے

اورشہید کرنے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا

مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا ۔

(پ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 93)

جس نے عمداً کسی مومن کو قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

شوریٰ کیوں بنائی؟

حضرت فاروق اعظم نے فرمایا:

مَا اَحَقَّ بِھٰذَا الْاَمْرِ مِنْ ھٰؤُلَآءِ النَّفَرَ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْھُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَۃَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَالرَّحْمٰنِ (بخاری مشکوٰۃ ص565)

اس خلافت کا حقدار زیادہ اس جماعت سے کوئی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضوران سے راضی تھے تو حضرت علیؓ عثمانؓ زبیرؓ طلحہؓ سعد اور عبدالرحمٰن کا نام لیا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ○

پانچواں خطبہ (ذوالحجہ شریف)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا ۝ اَمَّا بَعْدُ! قَالَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِیْ

کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَفُرْقَانِہِ الْحَمِیْدِ وَبُرْھَانِہِ الرَّشِیْدِ

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اوصاف اصحاب رسول

گرامی قدر سامعین!

آج کے خطبۂ جمعہ میں خلیفہ ثالث کامل الحیاء والایمان، جامع القرآن حضرت

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومحامد کا تذکرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

تلاوت کردہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جن اوصاف کا تذکرہ فرمایا ان میں ایک یہ وصف بھی ہے کہ

مراد سیّدنا عثمان ہیں

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

یہ اصحاب رسول آپس میں رحم دل ہیں

مفسرین نے فرمایا: اس سے مراد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضور سراپا رحمت ہیں

نبی کریم علیہ السلام سراپا رحمت ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 107)

اور حضرت عثمان غنی کو اس سراپا رحمت سے حصہ ملا اور وہ پَرتوِ رحمت مصطفیٰ ٹھہرے

لیکن نبی کریم علیہ السلام ہیں	رحمت کائنات
اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں	رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ
کیونکہ عالمین میں	کفار بھی شامل ہیں
اور صحابہ کرام ہیں	اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

اس لیے ہم مسلمانوں کو اسوۂ صحابہ سے یہ درس ملا کہ

تم بھی آپس میں رہو	رحم دل
اور کافروں پر رہو	سخت دل

یہ سخت دلی معاذ اللہ بداخلاقی نہیں ہے اگر بداخلاقی ہوتی تو اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہ وصف بیان نہ فرماتا

ہم اصحاب رسول کے طریقے پر چلتے ہیں

بعض لوگ ہمیں کہا کرتے ہیں کہ

''مولانا آپ سختی بہت کرتے ہیں''

میں کہا کرتا ہوں بے وقوفو! میں نہیں کرتا بلکہ یہ سنت صحابہ ہے کہ جسے قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 29)

وہ کافروں پر سخت دل ہیں

اگر آپ کو زیادہ ہی اخلاق کا خیال ہے تو نکال دیں یہ آیت قرآن کریم سے اور انکار کریں صحابہ کے اس وصف عظیم کا

لوگو! خیال کرو وہ صحابہ جنہوں نے صحبت رسول کو پایا' نبی اکرم علیہ السلام کی صحبت میں رہے وہ

میرے مصطفیٰ کے صحابہ تو — کافروں پر سخت ہوں
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو — کافروں پر سخت ہوں
فاروق اعظم تو — کافروں پر سخت ہوں
عثمان غنی تو — کافروں پر سخت ہوں
حیدر کرار تو — کافروں پر سخت ہوں
عشرہ مبشرہ تو — کافروں پر سخت ہوں

اور یہ پندرہویں صدی کا مجسمۂ اخلاق ان صحابہ کے عمل کے خلاف اخلاق ہی اخلاق کا ڈھنڈورہ پیٹے اور وہ بھی دشمنان رسول کی حمایت میں

نہیں ہرگز نہیں بلکہ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ہم اپنے عقائد — ضرور بیان کریں گے
ہم عظمت رسول کے ڈنکے — ضرور بجائیں گے
ہم سنت صحابہ کو ضرور — اپنائیں گے
خواہ کوئی — راضی ہو یا ناراض
ہمیں — خدا رسول کے احکامات تسلیم کرنے ہیں
ہمیں — اصحاب رسول کے طریقہ پر چلنا ہے
اور ہم چلتے رہیں گے

دوسری آیت کریمہ

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (پ3 سورۃ بقرہ آیت نمبر 261)

''مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے''۔

جیش عسرت اور کردار عثمانی

جیش عسرت' غزوۂ تبوک میں سرکار دوعالم علیہ السلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آلات حرب اور دیگر سامان جہاد جمع کرنے کے لیے ارشاد فرمایا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی نے ایک ہزار اونٹ بمعہ ساز و سامان کے نبی کریم علیہ السلام کی

Scanned with CamScanner

خدمت عالی مرتبت میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی

آپ نے مزید ایک ہزار دینار پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ کی جھولی میں ڈال دیئے حضور علیہ السلام ان میں اپنا دست مبارک ڈالتے اور انہیں الٹ پلٹ کر ملاحظہ فرماتے اور ارشاد فرماتے

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ (تفسیر مظہری)

آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لیے باعث ضرر نہیں ہوسکتا

زبان درازی سے باز رہو

حضراتِ گرامی!

حضرت سیّدنا عثمان غنی کی عظمت شان پر رکیک حملے کر کے آپ کی چادر عصمت کو داغدار کرنے والے ذرا اس آیت کریمہ اور اس کی شان نزول اور پھر اس حدیث پاک کو بار بار غور سے پڑھیں اور تعصب کی عینک آنکھوں سے اتار کر بتائیں

کیا وہ جملہ الزامات واتہامات جو حضرت عثمان غنی پر لگائے جاتے ہیں درست ہیں؟

اگر ان کو درست مان لیا جائے تو اس آیت وحدیث کا کیا مطلب ہوگا؟

زبان نبوت سے عصمت عثمان کے منکر کیا دراصل قرآن وحدیث کے منکر نہیں ہیں؟

قرآن وحدیث کا منکر کیا مسلمان رہ جاتا ہے؟

ہوش کرو! اور اپنے ایمان کو تباہی و بربادی سے بچاتے ہوئے اس برگزیدہ شخصیت کے متعلق زبان درازی سے باز رہو

حدیث پاک کی تفصیل

اس حدیث پاک کی تفصیل مشکوٰۃ اور ترمذی میں یوں منقول ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن ابن خباب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

''میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے تو جناب عثمان کھڑے ہو کر بولے

یا رسول اللہ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سو اونٹ ان کے کمبل پالان کے ساتھ ،

حضور ﷺ نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت دی پھر حضرت عثمان کھڑے ہو گئے عرض کیا

میرے ذمہ دوسو اونٹ مع ان کے کمبل اور پالان کے

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر رغبت دلائی تو عثمان غنی پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا

میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ان کے کمبلوں اور پالانوں کے ساتھ

فَاَنَا رَئَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (رواہ الترمذی)

تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور علیہ السلام منبر (مبارک) سے اتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(جامع الترمذی جلد دوم ص 211 مشکوٰۃ شریف ص 561)

ایک اور حدیث پاک

اور اسی نام کے دوسرے صحابی جن کی پہچان ان کے والد سے ہوتی ہے یعنی حضرت عبد الرحمٰن ابن سَمُرَہ (یہ ابن سمرہ ہیں اور پہلی روایت عبد الرحمٰن ابن خباب سے ہے) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عثمان غنی نے لشکر عسرت کو سامان دیا تو

جَآءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ

كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ (مَرَّتَيْنِ) رواہ احمد

تو حضرت عثمان اپنی آستین میں ہزار اشرفیاں لائے انہیں حضور علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (ان اشرفیوں کو) اپنی گود (مبارک) میں الٹ پلٹ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ

''آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا اسے احمد نے روایت کیا (مشکوۃ شریف ص 561)

نذر اللہ نیاز رسول

حضرت گرامی!

ہم آج اگر کوئی نذر نیاز دیں تو کہا کرتے ہیں   نذر اللہ نیاز رسول

کوئی ایصال ثواب کریں تو کہا کرتے ہیں   نذر اللہ نیاز رسول

منکرین اس پر ہمیں بدعتی اور مشرک بناتے رہتے ہیں

بیان کردہ حدیث پاک میں غور کیجئے

حضرت عثمان غنی اللہ کے لیے جہاد میں اونٹ اور دینار و دراہم دے رہے ہیں

چاہیے تو یہ تھا کہ وہ کہتے

یہ نذر ہے   اللہ کی

لہٰذا میں مجاہدین کو   دیتا ہوں

میں کسی غیر اللہ کو درمیان میں نہیں لاؤں گا

مگر آپ نے براہ راست نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں اس نذر کو پیش کیا

تاکہ معلوم ہو جائے میرے نزدیک

نہ ہی میرا نبی   غیر اللہ ہے

نہ اس کی نیاز   شرک و بدعت ہے

یہ اونٹ اشرفیاں نذر ہیں   اللہ کی

اور نیاز ہے   رسول اللہ کی

ارشاد باری تعالیٰ

سامعین کرام! صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی نذریں بارگاہ رسالت میں کیوں پیش کرتے تھے؟ ذرا قرآن کریم میں ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (پ11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 103)

اے محبوب ان (صحابہ) کے اموال سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماؤ۔

تو صحابہ کا اپنے اموال سرکار کی بارگاہ میں براہ راست پہنچانے کا مقصد

تعمیل ارشاد   خدا بھی تھا

حصول دعائے   مصطفیٰ بھی تھا

اسی لیے تو حضرت عثمان غنی نے اونٹ اور دینار براہ راست پہنچائے اور سرکار نے ان کے لیے دعائے خیر بھی فرمائی

ل سامنے رکھ کر دعا کرنا سنت ہے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم بھی بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے ہیں

الٰہی ہماری یہ نذر و نیاز   اپنی بارگاہ میں قبول فرما

اپنے حبیب پاک علیہ السلام   ی بارگاہ میں قبول فرما

تمام انبیاء کرام علیہم السلام   ں بارگاہوں میں قبول فرما

تمام رسل عظام علیہم السلام کی بارگاہوں میں قبول فرما

اسی طرح درجہ بدرجہ تمام صحابۂ اہل بیت و اولیاء کی بارگاہوں میں قبول فرما تو پھر ایمان داری سے بتایئے ان سب نفوس قدسیہ کی دعائیں ہمارے شامل حال ہوتی ہوں گی یا نہیں

جب امام الانبیاء علیہ السلام کو حکم باری تعالیٰ ہے کہ ''وَصَلِّ عَلَيْهِمْ'' ان کے اوپر دعا فرمایئے تو ان اموال کے اوپر دعا کرنا ہوا حضور کی سنت

صَلِّ عَلَيْهِمْ ان پر دعا کیجئے

یا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے حق میں دعا کیجئے

میں پہلے ترجمہ کو درست مانتا ہوں کیونکہ عَلٰی کا معنیٰ ہے اوپر اور ھم ضمیر کے مرجع ہیں وہ اموال جو کہ پیش کئے جا رہے ہیں اور جنہیں پاک کیا جا رہا ہے

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ میں ھم ضمیر کے مراجع ہیں

صحابہ کرام ''ان کے مالوں سے پکڑیئے''

تُطَهِّرُهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد ہیں اموال ''ان کے مالوں کو پاک کیجئے''

کیونکہ صدقہ وزکوٰۃ نکالنے سے مال پاک ہو جاتا ہے (الحدیث)

تُزَكِّيهِمْ بِهَا میں ھم ضمیر سے صحابہ کرام مراد ہیں کیونکہ مال پاک ہوا تو یہ بھی پاک ہوئے

اور صَلِّ عَلَيْهِمْ کی ضمیر ھم سے مراد یا تو اموال ہیں کہ ان کے مالوں پر دعا کیجئے

یا صحابہ کرام مراد ہیں کہ ان مال دینے والوں کے حق میں دعا کیجئے

عَلَيْهِمْ کا معنیٰ ان کے اوپر ہے اور اگر صحابہ کے اوپر دعا ہو تو معنیٰ بہت غلط ہو جاتا ہے کیونکہ کسی پر دعا پڑھنے کا مقصد ہے صلوٰۃ جنازہ لہٰذا مطلب یہی ہوگا کہ محبوب (لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا میں جنازہ مراد ہے) یہ جو مال آپ

کی خدمت میں لائے گئے ہیں ان کو سامنے رکھ کر ان پر صحابہ کے حق میں دعا کیجئے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیش کردہ دراہم و دینار کو سرکار الٹ پلٹ رہے تھے اور دعا فرما رہے تھے تو یہ مال سامنے ہی تھا تو الٹ پلٹ رہے تھے تو پتہ چلا کہ نذر وغیرہ کا مال سامنے رکھ کر دعا کرنا نبی علیہ السلام کی سنت ہے بدعت نہیں

تیسری آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

(پ21 سورۂ احزاب آیت نمبر 23)

اہل ایمان میں ایسے جوان مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں اور بعض (اس وقت کا) انتظار کر رہے ہیں (جنگی خطرات کے باوجود) ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی' حضرت طلحہ' جناب سعید بن زید' حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی

اس ان سب حضرات نے نذر مانی تھی کہ وہ جب رسول کریم علیہ السلام کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان کی نسبت اس آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا

(تفسیر خزائن العرفان)

چوتھی آیت کریمہ

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے کہ

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا

Scanned with CamScanner

رَحْمَةَ رَبِّهٖ (پ23 سورۃ الزمر آیت نمبر 9)

بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت کسی خادم سے خدمت نہ لیتے اور تمام کام خود سرانجام دیتے۔ (خزائن العرفان' نور العرفان)

پانچویں' چھٹی' ساتویں آیت کریمہ

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ○ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ○ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ○ (پ30 سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر 10 تا 12)

سمجھ جائے گا جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا اور دور رہے گا بدبخت جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

یہ آیت کریمہ ایک منافق کی مذمت اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح میں نازل ہوئی

ہوا یہ کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کی کہ وہ میرا پڑوسی ہے اس کے (صحن میں اُگے) درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے تو وہ بہت سختی سے اُٹھا لیتا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس (منافق) کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا اس (منافق) نے انکار کر دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پورے ایک باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا۔ (نور العرفان)

بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کو وقف کرنے والے — عثمان غنی
مسجد نبوی کی وسعت کے لیے جگہ خرید کر دینے والے — عثمان غنی
جیش عسرت میں ایک ہزار اونٹ بمعہ پالان دینے والے — عثمان غنی
ایک درخت کے بدلے پورا باغ دے دینے والے — عثمان غنی
اس باغ کو صحابی کی ملک کرنے والے — عثمان غنی

پھر بھی کوئی حضرت عثمان غنی کے ایمان میں شک کرتا ہے تو وہ ان کے ایمان کا کچھ نہیں بگاڑتا

وہ قرآن کا بھی — منکر
نبی کے فرمان کا بھی — منکر

دشمنان عثمان ذرا دیکھ کر ہاتھ بڑھانا

اے منکرو! ذرا سوچ سمجھ کر آنا اور دیکھ کر ہاتھ بڑھانا یہ عثمان وہ ہے جس کو نبی علیہ السلام نے یکے بعد دیگرے حکم الٰہی سے اپنی دو صاحبزادیوں سے تزویج فرمایا اور جب دوسری شہزادی انتقال کر گئی تو فرمایا:

اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں اور وہ وصال کرتی جاتیں تو میں عثمان کے نکاح میں دیتا جاتا اور ایک روایت کے مطابق امام الانبیاء نے ارشاد فرمایا کہ

اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور وہ انتقال کرتی جاتیں تو میں عثمان کے نکاح میں دیتا جاتا۔ (الصواعق المحرقہ برق سوزاں)

غیرت کرو! جس کا مقام حیاء اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ حضور فرمائیں کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْيِىْ رَجُلٍ يَسْتَحْيِىْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (مشکوٰۃ ص561)

وہ ذی النورین' وہ نبی علیہ السلام کا دوہرا داماد' وہ صاحب غیرت و حیاء عثمان غنی رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

آٹھویں آیت

بیعت رضوان کے موقع پر نبی کریم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا

واقعہ یوں ہوا کہ نبی محترم ﷺ اپنے سینکڑوں اصحاب رضوان علیہم اجمعین کیساتھ عمرہ کرنے کے لیے عازم سفر ہوئے تو حدیبیہ کے میدان پر روک دیئے گئے

نبی اکرم ﷺ نے کفار مکہ سے مذاکرات کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا

کفار نے مشہور کر دیا کہ عثمان غنی شہید کر دیے گئے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو ارشاد فرمایا: آؤ اور میرے ہاتھ پر قصاص خون عثمان کی بیعت کرو۔

چودہ یا پندرہ سو صحابہ نے بیعت کی اور حضرت عثمان کیونکہ وہاں موجود نہ تھے نبی کریم نے اپنے ایک ہاتھ مبارک کو دوسرے ہاتھ مبارک پر رکھتے ہوئے فرمایا:

''یہ ہاتھ عثمان کا ہے اور میں عثمان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں''۔

کیا مطلب؟

یہی کہ تم سب بیعت کر چکے ہو

ابو بکر الصدیق نے بھی بیعت کی
عمر الفاروق نے بھی بیعت کی
علی المرتضیٰ نے بھی بیعت کی

یہاں موجود سینکڑوں صحابہ نے بیعت کی

میرا عثمان غنی موجود نہیں ہے۔

میں اپنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دیتے ہوئے عثمان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں

تاکہ پتہ چل جائے — عثمان کی عظمت کیا ہے
اور نبی کے علم کی — وسعت کیا ہے

لوگ کہیں گے اگر نبی کو علم ہوتا کہ عثمان زندہ ہیں تو نبی ان کے قصاص پر بیعت کیوں لیتے؟

بتانا یہ مقصود تھا کہ

میں بتانا چاہتا ہوں کہ

میرا ہاتھ عثمان کا — عثمان کا ہاتھ میرا
میں اسی ہاتھ سے — عثمان کی بیعت لے رہا ہوں
تو اگر یہ تمام بیعت کرنے والے صحابہ ہیں — زندہ
تو عثمان غنی بھی ہیں — زندہ
کیونکہ بیعت زندہ ہی سے — لی جاتی ہے
کبھی کسی مردہ سے بیعت — نہیں لی جاتی

یہ علم غیب مصطفوی کی دلیل ہے

حضرات گرامی! پھر سوال پیدا ہوگا

اگر سیّدنا عثمان غنی زندہ تھے تو قصاص پر بیعت کیسی؟

تو جواب یہ ہے کہ میرے آقا علیہ السلام کو علم تھا عثمان مظلوماً ناحق قتل کیے جائیں گے تو اس قصاص کے لیے بیعت لی یہ تو میرے نبی علیہ السلام کے علم کی دلیل ہے

بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا

تو اس سے بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا

قصاص کی بیعت لینے والے — نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں
لہٰذا سیّدنا امیر [illegible] یہ مطالبہ قصاص بھی — برحق ہے

لیکن ان کا طریقہ کار تھا   غلط

لہٰذا حضرت علی کا توقف بھی   برحق ہے

یہ اللہ کا ہاتھ ہے

گرامی حضرات!

میرے نبی نے عثمان غنی کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ   قرار دیا

میرے اللہ نے میرے نبی کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ   قرار دیا

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 10)

ان (صحابہ کرام) کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

تو عثمان غنی کا ہاتھ   نبی کریم کا ہاتھ

نبی کریم کا ہاتھ   اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

نتیجہ یہ ہوا کہ ایک واسطہ سے عثمان غنی کا ہاتھ   اللہ کا ہاتھ

میرا اللہ بھی   غنی

میرا رسول بھی   غنی

میرا عثمان بھی   غنی

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موج بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

اللہ کے ہاتھ سے   رسول سخی

رسول کے ہاتھ سے   عثمان غنی سخی

جبھی تو ہر موقع پر مال عثمان غنی کی سخاوت سے اسلام کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

مسجد نبوی کی توسیع ہوئی   سخاوت عثمان سے

جیش عسرت کا سامان پورا ہوا   سخاوت عثمان سے

بئر رومہ خریدا گیا   سخاوت عثمان سے

یہ اعزاز صرف عثمان غنی کو حاصل ہے

حضرات گرامی! عرض کر رہا تھا کہ آٹھویں آیت یہ ہے!

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 10)

یقیناً جن لوگوں نے آپ کی بیعت (بیعت رضوان کے موقع پر) کی انہوں نے اللہ کی بیعت کی ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

اوہدا ہتھ ربّ اپنا ہتھ آکھے' ہووے کافر جھڑا وکھ آکھے
اوہدے نال اشاریاں رُکھ ٹردے' جن توڑ کے جوڑ وکھایا اے

یہ اعزاز صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کے ہاتھ کو رسول اللہ نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے

تو جب حضرت عثمان غنی کا ہاتھ رسول اللہ علیہ السلام کا ہاتھ ہے تو عطاء مصطفیٰ بھی بدست عثمان ہی ہو رہی ہے

نبی کریم نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ (بخاری' مشکوٰۃ شریف ص32)

اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

حضور جو کچھ تقسیم فرمائیں   عطاء الٰہی ہے

حضور جو کچھ عطا فرمائیں   بدست عثمان ہے

اسی لیے مخالفین عثمان کو سرکار کی بارگاہ سے نہ کچھ ملا ہے نہ ملے گا

سب سے بڑی دولت ایمان ہے جو حضور سے ملتی ہے تو جب وہ بدست عثمان غنی ملتی ہے تو ان کے دشمنوں کو ایمان کیسے مل سکتا ہے؟

اگر ایمان لینا ہے   تو عثمان غنی کے قدم چومو

اگر قرآن لینا ہے   تو عثمان غنی کے قدم چومو

کیونکہ قرآن کو کتابی صورت میں جمع فرمانے والے بھی یہی عثمان غنی ہیں

منکرین عظمت عثمان مسلمانوں سے جدا ہیں

حضرات گرامی!

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ یہ لوگ قرآن کریم کو برحق اور مکمل تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

اسی لیے کہ جامع القرآن حضرت عثمان غنی ہی تو ہیں

یہی قرآن جس کو آپ نے جمع فرمایا:

صحابہ نے بھی   یہی قرآن پڑھا

تابعین نے بھی   یہی قرآن پڑھا

ائمہ اہل بیت نے بھی   یہی قرآن پڑھا

قیامت تک کے مسلمان بھی   یہی قرآن پڑھتے رہیں گے

منکرین اسلام کا اگر اس قرآن سے تعلق نہیں ہے تو پھر

نہ ان کا   صحابہ سے تعلق

نہ ان کا   اہل بیت سے تعلق

نہ ان کا   مسلمانوں سے تعلق

یہی وجہ ہے کہ نہ ان کا نبی سے کوئی تعلق اور نہ ہی قرآن سے کوئی تعلق تو پھر

ان کا کلمہ   مسلمانوں سے جدا

ان کی اذان   مسلمانوں سے جدا

ان کی نماز   مسلمانوں سے جدا

ان کا روزہ   مسلمانوں سے جدا

ان کا نکاح   مسلمانوں سے جدا

ان کا جنازہ   مسلمانوں سے جدا

ان کا نصاب تعلیم   مسلمانوں سے جدا

ان کی تمام زندگی   مسلمانوں سے جدا

جب ہر چیز مسلمانوں سے جدا ہو تو وہ خود بھی مسلمانوں سے جدا

اللہ ان سے راضی ہو گیا

حضرات گرامی!

میں بیعت رضوان کا تذکرہ کر رہا تھا

جب نبی کریم علیہ السلام کے دست اقدس پر تمام صحابہ نے حضرت عثمان کا قصاص لینے کی بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سب صحابہ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 18)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان مؤمنین (صحابہ کرام) سے جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی۔

ذرا حضرت عثمان غنی کے وجود مسعود کی عظمت تو ملاحظہ کیجئے کہ جن لوگوں نے آپ کی ''شہادت'' کے قصاص کی خاطر بیعت کی ان کو رضائے الٰہی کا مژدہ و بشارت دی جا رہی ہے

تو منکرین عظمت عثمان غنی کو بارگاہ الٰہی سے کیا ملے گا؟

رضا کی ضد ہے   ناراضگی

تو جب اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے تو مسلمان ان سے کس طرح راضی ہو سکتے ہیں؟

خدا جس پر راضی   رسول اس پر راضی

رسول جس پر راضی   مسلمان اس پر راضی

خدا جس سے ناراض   مسلمانوں اس سے ناراض

کیونکہ خدا جس سے ناراض   رسول اس سے ناراض

لہٰذا اگر خدا و مصطفیٰ کو راضی کرنا ہے تو عثمان غنی کے غلام بن جاؤ

آج بھی اگر کوئی ناموسِ عثمان غنی پر حملہ آور ہوتا ہے تو بیعت رضوان کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤ یہی حصول رضائے خدا و مصطفیٰ کا ذریعہ ہے

جو رضائے الٰہی کا طلبگار ہے وہ عثمان غنی کے ناموس پر مر مٹے اللہ راضی ہو جائے گا اور فرما دے گا

یہ اللہ سے راضی ہو گئے

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ30 سورۃ البینۃ آیت نمبر 8)

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

یہ رضائے رب رضائے مصطفیٰ ہے

جو یہ چاہے وہ بے شک با رضا ہے

احادیث مبارکہ

حضراتِ گرامی!

اب آپ کے سامنے وہ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن میں حضرت سیّدنا عثمان غنی کی عظمت بیان کی گئی ہے

پہلی حدیث مبارکہ

نبی رحمت سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہو

گا

وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (مشکوۃ شریف ص 561 ترمذی ابن ماجہ)

اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے

معلوم ہوا کہ

جنت میں جہاں حضور علیہ السلام کے ساتھ   پنجتن پاک ہوں گے

وہیں حضور علیہ السلام کے رفیق   حضرت عثمان ہوں گے

نبی کریمؐ نے فرمایا:

میں علیؓ فاطمہ اور حسنین جنت میں ایک ہی مقام پر ہوں گے

تو رفیق مصطفیٰ علیہ السلام بھی جنت میں اسی مقام پر ہوں گے

اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 69)

"جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو وہ سب لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا: نبیوں صدیقوں شہداء اور صالحین میں سے اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"

تو پتہ چلا

ہم گنہگار بھی وہاں   حسن رفاقت حاصل کریں گے

جنت میں ہماری رفاقت ہوگی   نبی کے ساتھ

جنت میں ہماری رفاقت ہوگی   صدیق کے ساتھ

جنت میں ہماری رفاقت ہوگی   شہداء کے ساتھ

جنت میں ہماری رفاقت ہوگی   صالحین کے ساتھ

Scanned with CamScanner

جنت میں ہماری رفاقت ہوگی   رفیقِ نبوت عثمان غنی کے ساتھ

اور جو رفیقِ مصطفیٰ کا بغض و حسد سینہ میں رکھے گا

نہ ہی وہ نبی کا   رفیق ہوگا

نہ ہی وہ صدیق کا   رفیق ہوگا

نہ ہی وہ شہداء کا   رفیق ہوگا

نہ ہی وہ صالحین کا   رفیق ہوگا

بلکہ اس کا ٹھکانہ درک اسفل میں ہوگا کیونکہ وہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہے دل میں منافقت رکھتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 145)

یقیناً منافقین آگ کے سب سے نیچے والے درجہ میں ہوں گے

اب بھی وقت ہے توبہ کرلو

حضراتِ محترم!

اب بھی وقت ہے

موت کا غرغرہ آنے سے پہلے

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے

آؤ اور میرے نبی کے رفیقِ جنت حضرت عثمان غنی کے غلام بن جاؤ تاکہ تمہیں یہ حسین و جمیل رفاقتیں نصیب ہوسکیں

دوسری حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا تو عثمان رسول اللہ علیہ السلام کے قاصد تھے مکہ کی طرف، حضور علیہ السلام نے لوگوں سے بیعت لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عثمان اللہ اور رسول کے کام (کے سلسلہ) میں گئے ہیں

فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی

پھر حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک دست مبارکہ دوسرے پر رکھا۔

بہتر دست مبارک

فَكَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (جامع الترمذی، مشکوٰۃ ص561)

تو رسول کریم ﷺ کا دست کرم عثمان کے لیے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہوگیا جو ان کے اپنے لیے تھا۔

نسبت رسول سے صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق یہ مبارک ہاتھ دوسرے ہاتھوں سے بہتر و افضل ہوگیا

علم غیب مصطفیٰ علیہ السلام

حضراتِ گرامی!

اس حدیث مبارکہ سے جہاں دوسرے عقائد واضح ہوتے ہیں وہاں یہ عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ میرے آقا کو یہ علم تھا کہ عثمان انہیں ہاتھوں سے قرآن کو جمع فرمائیں گے کیوں نہ اسے اپنا دست مبارک قرار دیا جائے

تاکہ قرآن   بھی میرا ہو

اور دست مبارک بھی   میرا ہو

تیسری حدیث مبارکہ آپ کا آخری خطاب

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں: میں دار کے دن حاضر تھا جبکہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوائے رومہ کے کنویں کے میٹھا پانی نہ تھا تو فرمایا: کون رومہ کے کنواں کو خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر

Scanned with CamScanner

دے بعوض جنت کے جو اس سے اچھی ہے تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں

لوگ بولے ہاں ضرور!

پھر فرمایا: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا اسے جنت میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کے عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو؟

لوگ بولے ہاں ضرور!

انہوں نے فرمایا: میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کو سامان دیا

لوگ بولے ہاں ضرور

فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اسلام کی کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے اور حضور کے ساتھ ابو بکر اور عمر اور میں تھے تو پہاڑ ہلا حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے گرے تو اسے حضور نے اپنے قدم مبارک سے ایڑی ماری فرمایا: اے ثبیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں

لوگ بولے ہاں ضرور!

آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! ربِّ کعبہ کی قسم انہوں نے گواہی دے دی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا۔ (جامع الترمذی، نسائی، دار قطنی، مشکوٰۃ شریف ص 561)

نیا جال لائے پرانے شکاری

حضراتِ گرامی!

آپ نے باغیوں کو اپنی تمام دینی کاوشوں کی یاد دہانی کرواتے ہوئے فرمایا:

بچو اس جبر لاحق سے، بچو اس خون ناحق سے
ابھی تک وقت ہے بچ جاؤ تم نارِ جہنم سے

مگر اس کے باوجود ان جہنمیوں نے آپ کو شہید کر دیا

نہ نبی کی رفاقت کی پروا کی
نہ اسلام کی خدمات کی پروا کی
نہ دینی قربانیوں کا لحاظ کیا

یہ بظاہر کلمہ پڑھنے والے
یہ بظاہر روزے رکھنے والے
یہ بظاہر اذانیں دینے والے
یہ بظاہر نمازیں پڑھنے والے
یہ بظاہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھر کر ان کی خلافت کا تقاضہ کرنے والے
جنہوں نے امامین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہ کو بھی زخمی کیا
اور پھر آگے چل کر حضرت علی کو بھی شہید کیا
کیا یہ شیعانِ علی (بظاہر) نہ تھے
آج بھی یہ حضرت علی کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں
اور حضرت عثمان کی عظمت و شان پر سوقیانہ حملے کرتے ہیں
نیا جال لائے پرانے شکاری
کیا ان کا مشن وہی نہیں جو قاتلین عثمان کا تھا؟
کیا ان کی چال ڈھال اور قال وہی نہیں جو مصر کے باغیوں اور بلوائیوں کی تھی

پہچان پیدا کرو

حضراتِ محترم!

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ

لباسِ خضر میں ہزاروں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر رہنا ہے دنیا میں تو کچھ پہچان پیدا کر

نبی کریم علیہ السلام کے علوم غیبیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی غیب دان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تُقْتَلُ وَاَنْتَ مَظْلُوْمٌ وَّتَسْقُطُ قَطْرَةٌ مِّنْ دَمِكَ عَلٰى "فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ"

اے عثمان! تمہیں مظلوم قتل کیا جائے گا اور تیرا خون فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا۔

قابلِ غور باتیں

حضراتِ گرامی!

یہاں کچھ باتیں بہت قابلِ غور ہیں

نبی کریم علیہ السلام کا انتقال پر ملال ہوا 12 ربیع الاوّل 11ھ میں (عام کتب سیرت)

پھر سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا 22 جمادی الثانی 13ھ میں

(تاریخ الخلفاء ص208)

یعنی نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق دو سال سات ماہ خلافت پر فائز رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص153 مطبوعہ کراچی)

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا 26 ذی الحجہ 23ھ

(تاریخ الخلفاء ص215)

یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ خلافت فرمائی

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا 18 ذی الحجہ 35ھ میں

یعنی آپ نے حضرت فاروق اعظم کے بعد بارہ سال خلافت کے فرائض سر انجام دیئے

خلافتِ صدیقی	اڑھائی سال
خلافتِ فاروقی	ساڑھے دس سال
خلافتِ عثمانی	بارہ سال
یہ کل ہوا	پچیس سال

تو میرے آقا علیہ السلام کے انتقال سے پچیس سال بعد جو واقعہ ہوا سرکار اس کی اطلاع دے رہے ہیں، یہ مولوی ملاں کہتے ہیں حضور کل کی بات نہیں جانتے۔

تم مظلوم قتل کئے جاؤ گے

پھر میرے آقا حضرت عثمان غنی کے مظلوم ہونے کی خبر ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے عثمان! تم مظلوم قتل کئے جاؤ گے

ابھی پچیس سال بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں گے حضور علیہ السلام کو اس کا بھی علم ہے

پھر میرے آقا فرما رہے ہیں اے عثمان! تیرے خون کے قطرات قرآن کی آیت "فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ" پر گریں گے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ

میرے آقا کو ربع صدی قبل یہ بھی علم ہے کہ میرے عثمان کا خون آیت پر گرے گا

میرے نبی کو سب کچھ معلوم ہے

حضراتِ گرامی! معلوم ہوا کہ

کل کیا ہوگا	میرے نبی کو معلوم ہے

میرا غلام کہاں شہید ہوگا — میرے نبی کو معلوم ہے

کس حالت میں شہید ہوگا — میرے نبی کو معلوم ہے

خون کے قطرات کہاں گریں گے — میرے نبی کو معلوم ہے

تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے

اور پھر ارشاد فرمایا:

یَا عُثْمَانُ اِنَّکَ سَتُبْلٰی بَعْدِیْ فَلَا تُقَاتِلَنَّ (نورالابصار ص 71)

اے عثمان! تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے پس تم تلوار نہ اُٹھانا۔

میرا نبی جانتا ہے کہ پچیس سال بعد میرا عثمان مصائب میں مبتلا ہو جائے گا

تمہاری نماز جنازہ فرشتے ادا کریں گے

اور پھر ارشاد فرمایا:

یَوْمَ یَمُوْتُ عُثْمَانُ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلٰٓئِکَةُ السَّمَآءِ (نورالابصار ص 71)

جس دن عثمان کو موت آئے گی تو آسمان کے فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے

یہ بھی میرے آقا علیہ السلام کا علم غیب ہے

حضور کو اسی طرح قیامت کا علم بھی ہے

صرف تاریخ اور سن نہیں بتایا اس میں حکمتیں پوشیدہ تھیں

اسی طرح قیامت کب آئے گی؟

اس کی علامات کیا ہیں؟

وقوع قیامت کس دن ہوگا؟

سب کچھ بتایا مگر سن نہیں ارشاد فرمایا: اس میں حکمتیں تھیں

لوگ مجھ سے نالاں ہیں

لوگ مجھ سے نالاں ہیں کہ میں یہ مسئلے کیوں بیان کرتا ہوں؟

مگر میں اس پر نازاں ہوں کہ میں اہلسنّت و جماعت کا وکیل ہوں

مجھے اس پر فخر ہے کہ میں عقیدہ کی بات کرتا ہوں

مجھے خوشی و سرور حاصل ہوتا ہے کہ حبیبِ خدا علیہ السلام کی عظمتوں شانوں کا کھل کر بیان کرتا ہوں (فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ)

کل کی خبر دی حضرت عثمان نے

نبی کریم علیہ السلام کی شان اقدس تو وراء الوراء ہے خود حضرت عثمان کو اپنی موت اور مدفن کا علم تھا ملاحظہ ہو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کوکب سے گزرتے تو فرماتے:

اِنَّهٗ سَیُدْفَنُ هٰهُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ

"یہاں عنقریب ایک صالح مرد دفن کیا جائے گا"۔

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک آپ کے دروازہ پر رکھی ہوئی تھی

وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَیَقُوْلُ طُقْ طُقْ طُقْ حَتّٰی صَارُوْا بِهٖ اِلٰی حَشِّ کَوْکَبٍ فَاحْتَفَرُوْا لَهٗ (استیعاب)

آپ کی زبان مبارک سے طق طق (دفن دفن) کے پے در پے آواز آرہی تھی چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کوکب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کئے گئے

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

غیب کی بات بتائی حضرت عثمان نے

امام اجل حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کرامات اولیاء میں

نقل فرمایا: امام سبکی علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا

جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آ جاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔''

وہ آدمی یہ سن کر بولا کیا حضور علیہ السلام کے بعد بھی وحی اترتی ہے؟

حضرت عثمان غنی نے فرمایا: میں وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراست مومنانہ کے سبب سے کہہ رہا ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء مترجم ص430)

؎ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

مومن کی فراست سے ڈرو

حضرات گرامی!

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (جامع الترمذی جلد دوم ص140)

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

رومی فرماتے ہیں:

؎ لوح محفوظ است پیش اولیا

اور لوح محفوظ است پیشانیٔ یار

راز پنہاں می شود زاں آشکار

اپنی اپنی شان کے مطابق

گرامی حضرات!

میں نے پچھلے خطبوں میں عرض کیا تھا کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے

مگر وہ نبی نہیں کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فراست مومنانہ سے غیب کی بات بتا دی مگر نبی نہیں کیونکہ باب نبوت بند ہو چکا ہے

مگر اس غیب کی خبر نے اس آدمی کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اس نے تعجب سے کہا:

''کیا حضور علیہ السلام کے بعد بھی وحی اترتی ہے''۔

یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے بلا واسطہ فیضان نبوت حاصل کیا

یہ وہ لوگ ہیں جو عکس آئینہ کمالات نبوت ہیں

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمت فرماتے ہیں

اس پہ گواہ ھُوَ الَّذِیْ شیشۂ حق نما نبی

دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

اللہ سے فیض لینے والے — نبی علیہ السلام

نبی سے فیض لینے والے — صحابہ علیہم الرضوان

اللہ سے علم لیا نبی کریم نے — اپنی استطاعت کے مطابق

نبی سے علم لیا صحابہ نے — اپنی استطاعت کے مطابق

نبی نے اپنی شان کے مطابق غیب کی خبریں — دیں

صحابہ نے اپنی شان کے مطابق غیب کی خبریں — دیں

چوتھی حدیث مبارکہ

حضرت مرہ ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب

Scanned with CamScanner

بتایا تو

ایک شخص چادر پوش گذرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا

میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان ابن عفان تھے

فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور علیہ السلام کی طرف کیا اور کہا کہ کیا یہ شخص؟ فرمایا: ہاں! (ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ شریف ص562)

بات بالکل واضح ہوگئی

گرامی قدر سامعین!

اب تو بات واضح ہوگئی

یہ جو کچھ بھی کہا جاتا ہے کہ معاذ اللہ

حضرت عثمان نے حضرت محمد بن ابوبکر کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا

انہوں نے اپنے قرابت داروں کو غیر مستحق ہوتے ہوئے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا تھا

انہوں نے مروان کو قوم کے حوالہ نہ کیا تھا

یہ سب خرافات و واہیات اور لغویات کا پلندہ اور سراسر ضلالت پر مبنی الزامات ہیں

کیونکہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمادیا

هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى (مشکوۃ شریف ص562)

یہ شخص (عثمان) اس دن (فتنوں میں) حق پر ہوگا۔

جس کے حق پر ہونے کی گواہی رسول اللہ علیہ السلام ارشاد فرمادیں تو پھر اہل ایمان کے لیے یہ گواہی حرفِ آخر ہے سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے مگر فرمانِ مصطفیٰ غلط نہیں ہوسکتا

ایک طرف کتابوں کا تانا بانا ہے   دوسری طرف رسول اللہ کا ارشاد فرماتا ہے

ایک طرف تاریخ کے اصول ہیں   دوسری طرف فرامین رسول ہیں

مؤمن وہ ہے جو تاریخ کو چھوڑ سکتا ہے ارشاد رسول کو نہیں چھوڑ سکتا

ساری کائنات کے تاریخ دان ایک طرف   میرے نبی کا فرمان ایک طرف

ہم تو اسی پر ایمان رکھیں گے   جو حبیب خدا علیہ السلام نے فرمادیا کہ

هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

چوتھا خطبہ (ذوالحجہ شریف)

حدیث قرطاس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حدیث قرطاس

واجب الاحترام! حضرات سامعین کرام!
آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں اس حدیث پاک پر تبصرہ کیا جائے گا جو چودہ

پندرہ سو سال سے مابہ النزاع چلی آ رہی ہے اور جس کی وجہ سے رافضی لوگ حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کا نشانہ بناتے چلے آ رہے ہیں یہ صحاح کی کتب میں موجود ہے اور اسے حدیث قرطاس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے

حدیث قرطاس کا خلاصہ

حضرات سامعین! اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ مرض الموت کے ایام میں تھے کہ حکم فرمایا: قلم کاغذ لاؤ کہ میں تمہیں ایسا کچھ لکھ دوں اس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے۔ نبی کریم علیہ السلام کی علالت اور بار بار غشی کی تکلیف کی وجہ سے حضرت عمر نے فرمایا: ہمیں اللہ کی کتاب یعنی قرآن کریم کافی ہے لہٰذا حضور کو اس تکلیف میں اس تحریری زحمت نہ دی جائے

مخالفین صحابہ کا الزام بد

اس پر مخالفین صحابہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضور علیہ السلام کی حکم عدولی کی کہ وہ حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے جو انہوں نے نہ لکھنے دی

مسلم و بخاری شریف کی روایت

حضرات محترم! یہ حدیث مبارکہ مسلم و بخاری شریف میں اس طرح مرقوم ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:
لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُهٗ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدِيَ التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

Scanned with CamScanner

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَيْنَ كِتَابِهِ (الصحیح البخاری الجلد الاوّل ص22)

جب نبی اکرم ﷺ کا مرض شدید ہو گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: لاؤ کتاب تاکہ میں تمہیں لکھ دوں اس کتاب پر اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے' حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مرض کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس کتاب اللہ (یعنی قرآن کریم) ہے جو ہمیں کافی ہے تو صحابہ کرام میں اختلاف ہوا (کچھ لوگ کہتے تھے لاؤ اور کچھ کہتے تھے حضور کو آرام فرمانے دو جب افاقہ ہو گا لکھوا لیں گے) تو شور زیادہ ہو گیا حضور نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جاؤ کیونکہ میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے پس حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ پوری مصیبت یہ تھی جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی (ان کے شور اور اختلاف کی وجہ سے)

اس روایت سے پتہ چلا

حضراتِ گرامی!

اس روایت میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں کہ

1- نبی کریم علیہ السلام پر مرض کی شدت تھی

2- حضرت عمر نے اسی شدت کو دیکھتے ہوئے کہا: کتاب اللہ ہمیں کافی ہے

3- حضرت عمر کے علاوہ اور لوگ بھی وہاں موجود تھے

4- ان لوگوں کے بھی دو گروہ ہو گئے جن کا نظریہ علیحدہ علیحدہ تھا ایک کہتے تھے کاغذ لے آؤ دوسرے نہ لانے کا کہتے تھے

5- حضور نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جاؤ کیونکہ میرے پاس یہ جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے

6- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس شور وغل کی وجہ سے یہ لکھنا رُک گیا

صاحب مشکوٰۃ کی روایت

صاحب مشکوٰۃ شریف نے بخاری و مسلم کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں: جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت وفات قریب آیا تو گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لاؤ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو تو حضرت عمر نے کہا آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے بعض کہتے تھے کہ پیش کرو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ تحریر لکھ دیں بعض تھے جو وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا: پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جاؤ عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے شور اور اختلاف کی وجہ سے۔

ایک اور روایت بخاری' مسلم' مشکوٰۃ

سلیمان ابن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن؟ پھر آپ روئے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں نے کنکر تر کر دیئے میں نے کہا: اے ابن عباس! جمعرات کا دن کیا ہے؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر آپ کی علالت سخت ہو گئی تو فرمایا: میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہئے تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے؟ کیا آپ پریشان باتیں کر رہے ہیں' آپ سے پوچھ لو چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں مَیں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو پھر ان کی تین چیزوں کا حکم دیا مشرکوں کو جزیرۂ

عرب سے نکال دو۔ وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کہی مگر میں بھول گیا سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔(بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف ص548 مرأت شرح مشکوۃ جلد ہشتم 251,250)

ان روایات سے مترشح ہوا

ان روایات سے مترشح ہو کہ

1- وفات کے وقت گھر میں چند لوگ موجود تھے ان میں حضرت عمر بھی موجود تھے

2- حضرت نبی کریم نے تحریر فرمانے کے لیے قرطاس قلم وغیرہ طلب فرمایا

3- حضرت عمر نے سرکار کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے روک دیا اور کہا قرآن موجود ہے ہمیں وہی کافی ہے

4- گھر والے اختلاف کر بیٹھے اور جھگڑنے لگے

5- جب ان کا شور واختلاف بڑھا تو سرکار نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جاؤ

6- ابنِ عباس نے اس جھگڑا اور شور واختلاف کو مصیبت قرار دیا

7- یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے

8- لوگوں نے کہا: کیا حضور کی باتوں میں پریشانی ہے؟

9- تین چیزوں کا سرکار نے حکم فرمایا

10- تیسری چیز راوی بھول گئے یا حضور نے ہی تیسری بات پر خاموشی فرمائی

حضرت عمر پر کوئی اعتراض نہیں آتا

محترم حضرات!

اب جس تفصیل سے حدیثیں میں نے بیان کی ہیں اور ان سے جن باتوں کا استنباط ہوتا ہے میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں ان سے کسی قسم کا کوئی اعتراض حضرات فاروق اعظم پر نہیں آتا جیسا کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے

مگر روافض کہتے ہیں

مگر روافض کہتے ہیں کہ

1- نبی کریم علیہ السلام نے قرطاس طلب فرمایا اور حضرت عمر نے منع کر دیا تو وہ نبی کریم علیہ السلام کی حکم عدولی کے مرتکب ہوئے

میں عرض کرتا ہوں

میں عرض کرتا ہوں!

اگر یہ قرطاس دینے سے صرف حضرت عمر نے ہی روکا تو چلو ایک فرد پر الزام آتا ہے مان لیتے ہیں مگر حدیث پاک میں موجود ہے کہ اس وقت حضرت عمر کے علاوہ دیگر گھر کے افراد بھی موجود تھے ملاحظہ ہوں حدیث پاک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو خود اہل بیت سے ہیں ان کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ

لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص548 سطر نمبر 7)

جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں کچھ افراد موجود تھے جن میں عمر بن الخطاب بھی تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ

اب سوال یہ ہے کہ

سرکار نے سب سے فرمایا تھا کہ قرطاس لاؤ کیونکہ صیغہ جمع کا ہے ملاحظہ ہو

ایک حدیث میں ہے اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ لاؤ تم میرے پاس کتاب

دوسری حدیث میں ہے هَلُمُّوْا اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لاؤ میرے پاس کتاب میں تمہیں لکھ دوں

تو جب ان سب نے کتاب یا قرطاس وقلم لا کر نہیں دیا تو الزام صرف حضرت عمر پر کیوں؟

Scanned with CamScanner

ان سب پر الزام کیوں نہیں جو وہاں موجود تھے جن میں حضرت ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے

دوسری بات

دوسری بات!

اس وقت وہاں موجود افراد کے دو گروہ ہو گئے ایک کہتے تھے کہ قرطاس وقلم لانا چاہیے

دوسرے کہتے تھے نہیں لانا چاہیے

روافض کے نزدیک کون حق پر تھے جبکہ گھر والے یعنی اہل بیت بھی ان میں شامل تھے

تیسری بات

حضرت عمر نے فرمایا: حضور پر تکلیف کی شدت ہے لہٰذا تکلیف نہیں دینی چاہیے اور ایک گروہ کا بھی یہی خیال تھا ملاحظہ ہو حدیث پاک کے الفاظ

فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص548 سطر نمبر 9-10)

پس اہل بیت (گھر والوں) نے اختلاف کیا اور جھگڑا کیا

ان میں سے کچھ کہتے تھے (قرطاس وقلم) لاؤ حضور لکھ دیں

دوسرے کہتے تھے وہی جو کچھ حضرت عمر نے کہا: یعنی تکلیف کی شدت میں مزید تکلیف نہ دی جائے اب میں روافض سے سوال کرتا ہوں کہ

اہل بیت کا وہ گروہ جو حضرت عمر کیساتھ تھا ان کے متعلق کیا خیال اور کیا فتویٰ ہے؟

اور جو لانے کا کہتے رہے اور حضور کی شدتِ تکلیف کا لحاظ نہ کیا ان پر جناب کا

کیا فتویٰ ہے

؎ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

اور

یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر

میں روافض سے پوچھنا چاہوں گا

میں روافض سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کوئی محبِ رسول، نبی کریم علیہ السلام کو ایذا پہنچا سکتا ہے جبکہ باری تعالیٰ فرماتا ہے میرا حبیب آرام فرما ہو تو تم آپ کو آوازیں نہ دو اور آپ کی آواز مبارک سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو

ارشادات باری تعالیٰ

ذات باری نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 4)

بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

اور ارشاد ربانی ہے کہ

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 2)

"اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو"۔

اور حکم ربانی ہے کہ

Scanned with CamScanner

اگر ہم نے رسول مان لیا تو جھگڑا ختم

لہٰذا لکھو "محمد ابن عبداللہ"

اب حضرت علی نے دیکھا — نبی کریم کی طرف

اور نبی کریم نے دیکھا — علی پاک کی طرف

فرمایا علی لکھ دو "محمد ابن عبداللہ"

عرض کیا آقا! میں نے کلمہ میں محمد ابن عبداللہ نہیں پڑھا بلکہ میں نے تو محمد رسول اللہ پڑھا ہے لہٰذا وہ میں نے لکھ دیا ہے

فرمایا: کاٹ کر لکھ دو

آپ نے نہ کاٹا اور نہ محمد بن عبداللہ لکھا

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور نے خود اپنے دست کرم سے کاٹا اور محمد ابن عبداللہ تحریر فرمایا: یہ واقعہ بخاری و مسلم میں بڑی تفصیل سے موجود ہے

جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا

ذرا بتاؤ رافضیو!

کیا فتویٰ ہے مولا علی کے متعلق جنہوں نے فرمان رسول کی (بظاہر) تعمیل نہ کی

جو جواب تمہارا ہے — علی کے لیے

وہی جواب ہمارا ہے — عمر کے لیے

آج تک کسی مولوی نے فتویٰ لگانے کی جرأت نہیں کی اور نہ ہی قیامت تک کر سکے گا

کسی ذاکر نے — فتویٰ نہیں لگایا

کسی مجتہد نے — فتویٰ نہیں لگایا

اس لیے کہ تعمیل ارشاد اپنے مقام پر ہے مگر ادب کا تقاضہ یہی تھا جو میرے مولا نے کیا

اسی طرح تعمیل ارشاد اپنے مقام پر ہے مگر ادب کا تقاضہ یہی تھا جو میرے آقا عمر نے کیا

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

حضرت کا یہ دستخط نہ کرنا — عین تعظیم رسول تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرطاس نہ لانا بھی — عین تعظیم رسول تھا

آپ اُمت کے صاحب الہام تھے جیسا کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے

گزشتہ امتوں میں صاحب الہام (محدث) گزرے میری اُمت میں وہ محدث (صاحب الہام) عمر ہیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف ص 557)

تو آپ سمجھتے تھے کہ ارشاد باری ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ (پ6 سورۃ المائدہ آیت نمبر3)

آج ہم نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا

تو اتمام دین جب ہو چکا ہے اور وہ سب کا سب کتاب اللہ میں موجود ہے اس لیے فرمایا: نبی کریم علیہ السلام پر تکلیف کی شدت ہے اور ہمارے پاس وہ کتاب اللہ جس میں دین کی تمام کتابیں جمع، احکامات مکمل ہیں۔

توریت — قرآن میں

انجیل — قرآن میں

زبور — قرآن میں

اور تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ — قرآن میں

لہٰذا فرمادیا: "حَسْبُنَا" ہمیں قرآن کافی ہے۔

کیونکہ اسی رسول کی زبانی اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهٗ (پ9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 157)

Scanned with CamScanner

اور پیروی کرو اس نور کی جو اس (نبی اللہ) کے ساتھ اتارا گیا۔

اے حبیب! پہنچا دیجئے

حضراتِ گرامی!

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

(پ6 سورۂ مائدہ آیت نمبر 67)

اے نبی اللہ! پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کی طرف آپ کے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

وہ تمام احکامات اُمت کو پہنچا دیجئے

اور حجۃ الوداع کے خطبہ میں سرکار نے فرمایا:

"میں نے اللہ کے احکامات سب کے سب تم کو پہنچا دیئے تم گواہ ہو جاؤ اور جو حاضر ہیں غائبین کو یہ احکام پہنچا دیں"

(سیرت رحمۃ للعٰلمین بحوالہ بخاری شریف)

پھر میں نے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کی ہے

اس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ جمعرات کے دن کی بات ہے

اور نبی کریم علیہ السلام کا انتقال پیر کے دن ہوا ہے

بتایئے جمعہ، ہفتہ، اتوار اور پیر یہ چار دن کیا وہ تحریر لکھانے کے لیے کافی نہ تھے؟

کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ کچھ اہم معاملات ہوں اور نبی کریم ان کو اُمت تک نہ پہنچائیں۔

ورنہ بیان کردہ آیت تکمیل دین اور آیت بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور خطبہ حجۃ الوداع بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ عقیدہ باطل و مردود ہے قرآن کی آیت یا حدیث کی کوئی روایت بے معنیٰ نہیں ہے

میں یہ گزارش کروں گا

پھر میں یہ بھی گزارش کروں گا

کہ چلو حضرت عمر نے تو کتاب کاغذ مہیا نہ کیا مگر باقی گھر والے بھی تو موجود تھے وہ ہی پیش کر دیتے اگر حضرت عمر کا اتنا ہی معاذ اللہ خوف طاری تھا تو ان کی عدم موجودگی میں چار دنوں میں کسی بھی وقت لکھوایا جا سکتا تھا انہوں نے کیوں نہ لکھوایا؟

کیا انہوں نے بھی تعمیل ارشاد میں معاذ اللہ کوتاہی برتی تھی؟

کیا نبی کریم علیہ السلام بھی معاذ اللہ حضرت عمر سے خوفزدہ تھے؟

حضور ہی بعد کے چار دنوں میں وہ تحریر فرما دیتے؟

معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ بے دینوں کا غلط پروپیگنڈہ ہے اور حقیقت سے اس تانے بانے کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے

تائید فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہوتی ہے

بلکہ سرکار علیہ السلام کے اس ارشاد سے کہ

قُوْمُوْا عَنِّیْ

میرے پاس سے اُٹھ جاؤ

حضرت عمر اور ان کے صاحبوں کے عشقِ رسول کی تائید ہوتی ہے

گویا فرما دیا کہ اے جھگڑا کرنے اور شور مچانے والو

تمہیں اس بات کا احساس نہیں کہ میں تکلیف کی شدت محسوس کر رہا ہوں

اور تم میرے پاس مسلسل شور برپا کر رہے ہو

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق حضور کی طبیعت مبارکہ کا احساس کر لیا جاتا تو سرکار یہ نہ فرماتے

زبانی ارشاد فرما دیا

حضراتِ گرامی!

Scanned with CamScanner

ابھی میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت کوئی بات ضروریات دین کی تحریر کروانی ہوتی تو حضور کبھی اسے تشنہ لب نہ چھوڑتے

بیان کردہ حدیث میں یہ موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے ضروری باتیں بیان فرما بھی دیں کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو

وفود کا حق ایسے ہی ادا کرتے رہنا جیسے ہم ادا کیا کرتے تھے

تیسری بات پر آپ خاموش ہو گئے یا راوی تیسری بات کو بھول گئے

اگر کوئی اور بات بھی ضروری ہوتی تو حضور اسے بھی بیان فرماتے

پھر موقع نہ مل سکے گا

گرامی قدر سامعین!

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے سرکار مولا علی کی خلافت لکھوانی تھی وہ حضرت عمر نے لکھوانے نہیں دی

یہ سراسر الزام ہے کیونکہ یہ روایت بخاری و دیگر کتب حدیث میں سورج کی طرح چمک رہی ہے کہ حضرت عباس نے حضرت علی سے کہا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور کا اب عنقریب انتقال ہو جائے گا لہٰذا آیئے آپ سے امر خلافت لکھوا لیں تا کہ کل کوئی اور دعوے دار پیدا نہ ہو جائے''۔

تو مولا علی المرتضیٰ شیر خدا نے فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا' ہو سکتا ہے کہ حضور کسی اور کے لیے لکھوا دیں تو پھر کبھی یہ موقع ہی نہ مل سکے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی جانتے تھے حضور کس کے لیے خلافت تفویض فرمانا چاہتے ہیں ورنہ وہ یہ جواب ہرگز ہرگز نہ دیتے

لاؤ میں لکھ دوں

گرامی قدر سامعین!

ایک اور روایت میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا:

عائشہ لاؤ (قرطاس وقلم) میں تمہارے والد گرامی حضرت ابو بکر کی خلافت لکھ دوں تا کہ کوئی تمنا کرنے والا بعد میں اس کی تمنا نہ کرے

(مسلم شریف جلد دوم ص273 مشکوۃ شریف ص555)

مشہور شیعہ محدث لکھتے ہیں

مشہور شیعہ محدث ومفسر صاحب تفسیر قمی اپنی کتاب تفسیر قمی ص687 میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر الفاروق اُم المومنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَلِيَ الْخَلَافَةَ مِنْ بَعْدِي ثُمَّ أَبُوكِ (تفسیر قمی ص687)

یقیناً میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر تمہارے والد عمر

حضرت حفصہ نے کہا:

مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا

آپ کو یہ کس نے خبر دی

تو فرمایا کہ

نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (پ28 سورۂ تحریم آیت نمبر3)

مجھے (اللہ) علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

خلافت صدیق اکبر

تو یہ سب ارشادات حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کر رہے ہیں اگر اس وقت بھی کچھ لکھنا ہوتا تو حضور خلافت ابو بکر ہی تحریر کرواتے

مگر تحریر اس لیے نہیں کروایا کہ میرے مقرر کردہ خلفاء کا منکر کافر ہو جائے گا

اسی لیے حضرت عائشہ سے فرمایا: مسلمان خود ہی ابو بکر کی خلافت پر جمع ہو جائیں گے' جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انعقاد خلافت مسلمانوں کے اجماع سے ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے

ہاں نبوت مع الخلافت نص سے ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 30)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

نیز ارشاد فرمایا:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (پ سورۃ ص آیت نمبر 26)

اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

یہ خلافت مع النبوت تھی جسے اللہ کریم نے خود منعقد فرماتے ہوئے قرآن کریم میں اعلان فرمادیا

اسی طرح امامت مع النبوت بھی منصوص ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 124)

(اے ابراہیم!) میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں

اور یہ امامت حضور علیہ السلام نے خود حضرت ابوبکر صدیق کے سپرد فرمادی اور فرمایا:

مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

(مسلم شریف جلد اول ص 177*178*179 بخاری شریف جلد اول ص ترمذی جلد دوم ص 208)

تو کیا اب بھی کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ جس قرطاس کے لانے سے حضرت عمر نے منع فرمایا: اس میں حضور نے حضرت علی کی خلافت ہی لکھوانا تھی

حقیقت یہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ

اگر وہ قرطاس لایا جاتا تو یہی امور جو آپ نے زبانی بیان فرمائے تحریر کروانے تھے

جب وہ تحریر نہیں کروائے تو زبانی بیان فرما دیئے کیونکہ وہ دنیاوی امور تھے ضروریات دین سے نہ تھے۔ "غَلَبَ عَلَیْهِ الْوَجَعُ" کا جملہ اسی پر قرینہ ہے۔

حضرت عمر کا مطلب یہی تھا کہ اس وقت تکلیف کی شدت ہے جب افاقہ ہوگا حضور خود بیان فرمادیں گے۔

لاکھوں احادیث ہم تک پہنچیں ہیں

حضرات گرامی!

آج ہمارے پاس لاکھوں احادیث کا ذخیرہ موجود ہے جسے صحابہ کرام نے تحریری اور زبانی طور پر بعد میں آنے والوں کے واسطے سے ہمیں پہنچایا ہے

تو کیا اس قرطاس میں جو کچھ نہ لکھا گیا جسے سرکار نے زبانی بیان فرمادیا وہ ہم تک نہ پہنچا ہوگا۔ **فافهموا و تدبروا!**

آپ ہی اپنے "تغافل" پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

یہ کتنا بدترین الزام ہے

یہ کتنا بھونڈا، گھناؤنا بدترین الزام ہے کہ

"حضرت عمر نے حضور کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور اس کو رد کردیا"

شانِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حالانکہ مقام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عند اللہ و عند الرسول یہ تھا کہ متعدد مرتبہ آپ کی رائے کے مطابق بعینہ انہیں الفاظ میں اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتا رہا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے ادا ہوتے رہے جیسا کہ فقیر نے کچھ جمعہ قبل کچھ مقامات پر روشنی بھی ڈالی تھی

منافقوں پر نماز پڑھنے سے حضرت عمر نے حضور کو روکا اور عرض کیا حضور آپ ان پر استغفار کریں یا نہ کریں برابر ہے

Scanned with CamScanner

توانہیں الفاظ میں وحی نازل ہوگئی۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (پ10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 80)

ازواج مطہرات کو پردہ کروانے کی تجویز حضرت فاروق اعظمؓ نے دی فوراً آیات حجاب نازل ہوگئیں

جنگ بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا جس پر دیگر صحابہ نے اس کے مخالف رائے دی مگر عرش سے حضرت عمر کی رائے کو پسندیدگی کی سند دی گئی

مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنانے کا مشورہ دیا تو حکم خداوندی آ گیا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 125)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے متعلق حضرت عمر ؓ نے کہا: عائشہ پاک ہے اور ان پر یہ بہتان عظیم لگایا گیا ہے تو سورۂ نور میں یہ الفاظ بعینہٖ نازل ہوگئے کہ

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ (پ18 سورۃ النور آیت نمبر 16)

غرض یہ کہ اللہ اور اس کے حبیب نے حضرت عمر کے مشوروں کو اہمیت دی اور قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا اور ان کو وحی کی صورت میں قرآنی آیات بنا کر نازل کیا گیا اور اکثر ان کی باتیں بارگاہ خدا و مصطفیٰ میں منظور و مقبول ہوتیں رہیں اگر اس قسم کی مصلحت آمیز باتوں کے پیش کرنے کو نبی کریم علیہ السلام کی بات کا رد کرنا یا وحی کا ٹھکرانا قرار دیا جائے جیسا کہ رافضی کہتے ہیں تو حضرت مولا علی پر بھی کئی مقامات پر حضور کی بات کا رد کرنے اور وحی کے ٹھکرانے کا الزام عائد ہو جائے گا جیسا کہ ابھی میں نے صلح حدیبیہ کے شرائط پر دستخط کرنے کا ذکر کیا۔ دیگر مثلاً ملاحظہ ہو بخاری شریف میں یہ روایت مروی ہے کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے وقت حضرت سیّدنا علی اور سیّدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہما کے گھر تشریف لے گئے ان کو خواب گاہ سے اُٹھایا اور نماز تہجد ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

قُوْمَا فَصَلِّيَا (بخاری شریف)

یعنی تم دونوں اُٹھ کر نماز پڑھو

اس پر حضرت علی ؓ نے عرض کیا

وَاللّٰهِ لَا نُصَلِّيْ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا

یعنی! خدا کی قسم ہم تو وہ نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہم پر فرض فرما دی ہے

تو حضور علیہ السلام ان کے گھر سے واپس ہو گئے اور فرمایا:

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ (پ15 سورۃ الکہف آیت نمبر 54)

اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

مولا علی پر تمہارا کیا فتویٰ ہوگا

حضراتِ گرامی!

نبی کریم تہجد کے لیے حکم فرما رہے ہیں

اور مولا علی اس کا صاف صاف انکار فرما رہے ہیں

تو کیا یہاں پر بھی روافض وہ فتویٰ دیں گے جو حضرت عمر کے لیے دیتے چلے آ رہے ہیں

خود شیعہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

خود شیعہ اپنی کتب میں ایسے واقعات لکھتے ہیں کہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ جناب علی المرتضیٰ ؓ نے سرکار کا حکم نہ مانا جیسا کہ شریف مرتضیٰ نے جس کا لقب امامیہ کے نزدیک علم الھدیٰ ہے اپنی کتاب ''درر غرر'' میں محمد بن حنفیہ ؓ سے روایت کی اور انہوں نے اپنے باپ حضرت علی ؓ سے روایت فرمائی کہ نبی کریم علیہ السلام کے جگر گوشہ حضرت ابراہیم ؓ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ ؓ کی تہمت کے بارے میں لوگوں نے بہت باتیں اُڑائیں اس لئے کہ ان کا چچا زاد بھائی ان سے کبھی کبھی ملنے کے لیے آیا کرتا تھا حضور علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

خُذْ هٰذَا السَّيْفَ وَانْطَلِقْ فَإِنْ وَجَدْتَ عِنْدَهَا فَاقْتُلْهُ

یعنی یہ تلوار پکڑو اور جاؤ پس اگر ماریہ کے پاس تم اس کو پاؤ تو قتل کر دو۔

حضرت علی فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اس مرد کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے جان لیا کہ میں اس کا قصد رکھتا ہوں تو وہ میرے پاس آ کر کھجور کے درخت پر چڑھتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو پیٹھ کے بل گرا دیا اور دونوں پاؤں کو اُٹھا دیا تو میں نے دیکھا کہ وہ مجبوب ہے یعنی مقطوع الذکر والخصیتین ہے اس کے پاس مردوں کے جیسا کچھ نہیں تو میں نے اپنی تلوار کو میان میں ڈال دیا اور واپس آ کر حضور سے اس کا سارا حال بیان کیا تو حضور نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يَصْرِفُ عَنَّا الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ"

خدائے پاک کا شکر ہے کہ وہ ہمارے جملہ اہل بیت کو گندگی سے بچاتا ہے۔

تو روافض بتائیں کہ نبی کریم نے حضرت علی کو کیا فرمایا تھا؟

کہ یہ تلوار لے جاؤ اور اس مرد کو قتل کر دو

تو کیا آپ نے اسے قتل کیا؟

تو کیا قتل نہ کرنے سے عدمِ تعمیلِ حضور کے ارشاد کی ہوئی؟

اگر کہتے ہو کہ یہ حکم نہیں مانا — تو حضرت علی پر الزام آتا ہے

اگر کہتے ہو کہ مانا ہے تو — تم جھوٹے قرار پاتے ہو

دوسرا حوالہ شیعہ کتب سے

اسی طرح ایک اور واقعہ شیعہ کتابوں میں مرقوم ہے کہ جسے ابن بابویہ نے امالی میں نقل کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ کو سات درہم عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ درہم علی کو دیکر کہہ دو کہ وہ اپنے اہل بیت کے واسطے کھانا خرید لائیں کیونکہ ان پر بھوک غالب ہو رہی ہے

تو حضرت فاطمہ نے وہ درہم حضرت علی کو دیئے اور کہا:

"حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ آپ ان درہموں سے ہمارے واسطے کھانا خرید لائیں"۔

حضرت علی وہ درہم لے کر اپنے اہل بیت کے واسطے کھانا خریدنے کے لیے گھر سے نکلے راستے میں سنا ایک شخص کہتا ہے کہ

"کون ایسا آدمی ہے جو سچے وعدہ پر ہم کو قرض دے"۔

تو حضرت علی نے وہ درہم اس کو دے دیئے۔ (امالی دیلمی ارشاد القلوب)

یہ رسول اللہ علیہ السلام کی مخالفت نہ تھی

گرامی قدر سامعین! اس واقعہ میں بظاہر

نبی کریم علیہ السلام کے حکم کی مخالفت بھی ہے

غیر کے مال میں بلا اجازت تصرف بھی ہے

اپنے اہل وعیال کے حق کا تلف کرنا بھی ہے

اور حضور کی آل کو بھوکا رکھ کر ان کو تکلیف پہنچانا بھی

لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ سب کچھ انہوں نے اللہ کی رضا کے واسطے کیا تھا اور ایثار کیا تھا جو قابل تعریف و تحسین ہے حضور کے حکم کا رد کرنا نہیں اس لیے کہ حضرت علی خوب جانتے تھے کہ ہمارے اس فعل سے نبی کریم علیہ السلام حضرت فاطمۃ الزہراء اور حسنین کریمین بھی راضی ہوں گے (رضی اللہ عنہم)

جنگ تبوک کے موقع پر

جنگ تبوک کے موقع پر جبکہ حضور نے حضرت علی ؓ کو اہل وعیال میں رہنے کا حکم دیا تو آپ نے عرض کیا

اَتُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ (الخصائص النسائی بخاری ومسلم)

کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

تو کیا ان واقعات میں حضرت علی نے حضور کے احکامات کی مخالفت کی تھی؟

(مَعَاذَ اللہُ ثُمَّ مَعَاذَ اللہِ)

نہیں اور ہرگز نہیں

بات یہ ثابت ہوئی

بات یہ ثابت ہوئی کہ فرمان مصطفوی کے سامنے کسی مصلحت کو پیش کرنا احکامات رسول کی مخالفت نہیں ہوتی

اسی طرح کسی نبی علیہ السلام کا حکم الٰہی کے سامنے مصلحت پیش کرنا بھی حکم الٰہی کی مخالفت نہیں ملاحظہ ہو کر سرکار دو عالم ﷺ شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے نو بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ لوٹ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا

"بارِ الٰہا! میری اُمت اتنی نمازوں کا بوجھ نہ اُٹھا سکے گی"۔

اگر یہ مصلحت پیش کر کے اُمت پر تخفیف کروانا حکم خداوندی کا رد کرنا یا ٹھکرانا ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام سے اس کا صدور کبھی نہ ہوتا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام ایسا مشورہ دیتے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

اسی طرح قرآن کریم سورۂ شعرا میں ہے کہ

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ○ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ○ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ○ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ○

(پ19 سورۂ الشعراء آیت نمبر 10 تا 15)

اے محبوب! یاد کیجئے جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم

لوگوں کے پاس جاؤ جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہیں ڈریں گے عرض کیا اے میرے ربّ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا تو ہارون (آپ کے بھائی) کو بھی رسول فرما اور اس قوم کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں مجھ کو قتل کر دیں فرمایا: یوں نہیں تم دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ بے شک ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں"۔

بتاؤ رافضیو! کیا یہ اللہ کے حکم کا رد تھا؟

بتاؤ رافضیو!

کیا اس جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت الٰہی کے حکم کو ردّ فرمایا؟

یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں مصلحت کو پیش کرنا حکم الٰہی کا رد نہیں ہے بلکہ اگر رد ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام جو اولو العزم پیغمبروں میں سے ہیں کبھی ہرگز اس کے مرتکب نہ ہوتے

ہر حکم وجوب کا مقتضی نہیں ہوتا

رافضی اور سنی دونوں کے نزدیک یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اللہ و رسول کا ہر حکم وجوب کا مقتضی نہیں ہوتا بلکہ مستحب ہونے کا احتمال بھی رکھتا ہے جیسا کہ اہلسنّت کی معتبر کتاب "نور الانوار" اور رافضیوں کی کتاب "درر غرر" میں مذکور ہے کہ

اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ اَوْ لِلْاِسْتِحْبَابِ

امر (کبھی) وجوب کے لیے ہوتا ہے یا (کبھی) استحباب کے لیے

لہٰذا جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعض امر کو مستحب سمجھ کر اس پر عمل نہ کیا اور مورد الزام نہ ٹھہرے جیسا کہ فقیر نے ابھی بیان کیا ہے کہ

Scanned with CamScanner

قبطی مرد جو ماریہ قبطیہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کو قتل حضرت علی ؓ نے نہیں کیا حالانکہ حضور کا حکم تھا

سات درہموں کا کھانا اپنے اہلِ بیت کیلیے نہ خریدا حالانکہ حضور علیہ السلام کا حکم تھا

صلح حدیبیہ میں لفظ ''محمد رسول اللہ'' کو محو نہ کیا حالانکہ حضور علیہ السلام کا حکم تھا

حضرت عمر نے بھی حضور کے حکم کو مستحب سمجھا

اسی طرح حضرت فاروق اعظم ؓ نے بھی حضور علیہ السلام کے حکم کو مستحب ٹھہرا کر تکلیف کی شدت میں آپ کو مشقت میں ڈالنا ضروری نہ سمجھا تو وہ بھی مورد الزام نہ ہوئے

ہذیان کی نسبت

حضراتِ گرامی!

یہ رافضی کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے حضور علیہ السلام کی طرف ہذیان کی نسبت کی اور یہ حضور علیہ السلام کی گستاخی ہے

رافضیوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے

روافض کا یہ خرافات بکنا بھی بالکل غلط ہے اس لیے کہ حدیث کا یہ جملہ ''اَھَجَرَ اسْتَفْھِمُوْہُ'' یعنی کہ کیا حضور نے پریشان بات کہی ہے، حضرت عمر ہی نے کہا: یقین کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں ہے

بخاری و مسلم کی اکثر روایات میں یوں ہے کہ

قَالُوْا مَا شَانُہٗ اَھَجَرَ اسْتَفْھِمُوْہُ

لوگوں نے کہا: حضور کا کیا حال ہے کہ کیا آپ نے پریشان بات کہی ان سے پھر پوچھو

یہ جمع کے صیغے ہیں

قَالُوْا اور اسْتَفْھِمُوْہُ دونوں جمع کے صیغے ہیں تو ان کا فاعل واحد حضرت عمر کو کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان لوگوں نے جو کلام کیا اس میں استفہام انکاری ہو جیسے کہ منافقوں نے کہا تھا کہ

اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ (پ1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 13)

کیا ہم ایمان لائیں کہ جیسے بے وقوف لوگ ایمان لائے۔

یعنی ہم ایمان نہیں لائیں گے

تو اسی طرح جو لوگ لکھنے کا سامان لانے کی تائید میں تھے ہو سکتا ہے انہی لوگوں نے کہا ہو

اَھَجَرَ اسْتَفْھِمُوْہُ

کیا حضور علیہ السلام نے ہجر کیا یعنی ہذیان نہیں کیا ہے لکھنے کا سامان لانا چاہیے ان سے پھر پوچھو؟ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو لوگ لکھنے کا سامان (قرطاس وقلم) لانے کے مخالف تھے انہیں لوگوں نے استفہام انکاری کے طور پر کہا ہو:

اَھَجَرَ اسْتَفْھِمُوْہُ

یعنی کہ حضور علیہ السلام کو ہذیان تھوڑا نہیں اس لیے کہ نبی اس سے محفوظ ہوتے ہیں تو آپ کا کلام ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ کون سی ایسی ضروری چیز ہے جسے حضور شدت مرض میں لکھنا چاہتے ہیں پھر سے پوچھ لو

اور نہ سمجھنے کی وجہ بالکل ظاہر تھی اس لیے کہ حضور علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ احکام کو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب فرماتے تھے اور اس موقع پر یہ نہیں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَکْتُبَ لَکُمْ کِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ

کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کے لیے ایک کتاب لکھ دوں تا کہ تم گمراہ نہ ہو۔

لہٰذا جو لوگ کتابت کا سامان نہ لانے کے حق میں تھے ان کو شبہ ہوا کہ حضور نے تو عادت کریمہ کے مطابق ہی فرمایا ہوگا مگر ہم سمجھ نہیں سکے لہٰذا دوبارہ پوچھ لیا جائے

صحابہ کرام عادت کریمہ سے واقف تھے

اور صحابہ کرام خوب جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام دفع تہمت کے لیے کبھی لکھتے نہ تھے

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

(پ21 سورۃ العنکبوت آیت نمبر 48)

اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

مگر اس موقع پر حضور علیہ السلام نے خود لکھنے کو فرمایا اس لیے صحابہ کو دوبارہ سمجھنے کی ضرورت پیش آئی

روافض کا ایک اور اعتراض

روافض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے آوازیں بلند کیں یہ بھی معاذ اللہ گستاخی ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 2)

اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز سے بلند نہ کرو۔

اس اعتراض کا جواب

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب نبی کریم علیہ السلام سے گفتگو ہو رہی ہو

اگر نبی کریم علیہ السلام کے سامنے صحابہ آپس میں گفتگو کر رہے ہوں تو یہ حکم نہیں ہے

اور اگر تمام آوازیں مل کر اونچی ہو جائیں تو بھی یہ حکم نہیں ہے

کتنی مرتبہ نبی کریم علیہ السلام کے سامنے صحابہ کرام نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا:

کتنی مرتبہ صحابہ کرام حضور انور کے سامنے دینی مباحث فرماتے رہے

نبی کریم علیہ السلام انہیں منع نہیں فرماتے تھے

اسی آیت کریمہ میں ہے کہ

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 2)

اس طرح جیسے آپس میں ایک دوسرے سے آواز اونچی کر لیتے ہو۔

تو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے آواز بلند کرنا منع نہیں حضور سے گفتگو کرتے ہوئے آپ کی آواز مبارک سے اپنی آواز بلند کرنا بلا شبہ بربادیٔ اعمال کا سبب ہے

فتویٰ ان پر بھی لگے گا

اور اگر روافض یہ الزام صحابہ پر رکھتے ہیں تو

وہاں اکیلے فاروق اعظم نہ تھے بلکہ حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما بھی تھے تو یہ اعتراض ان پر بھی جائے گا

بتائیے ان دو حضرات پر روافض کا کیا فتویٰ ہے؟

ترجمہ شخصیت کے مطابق ہوتا ہے

حضراتِ محترم!

Scanned with CamScanner

آخر میں بندہ ناچیز ایک اور بات بطورِ دلیل عرض کرنا چاہتا ہے

مترجمین و مفسرین اور محدثین علماء کرام کسی لفظ کا ترجمہ کرتے وقت اس موصوف کی شخصیت کو سامنے رکھ کر ترجمہ کرتے ہیں تاکہ بے ادبی نہ ہو جائے

مثال کے طور پر لفظ صلوٰۃ

مثال کے طور پر لفظ صلوٰۃ ہے

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو معنیٰ ذاتِ باری تعالیٰ کو مدنظر رکھ کر کیا جائے گا

صلوٰۃ کا معنی نماز بھی ہے اور ثنا و تعریف بھی

اللہ تعالیٰ کیونکہ نماز سے پاک ہے وہ نماز نہیں پڑھتا تو اس سے منسوب صلوٰۃ کا معنی ثنا اور تعریف اور رحمت بھیجنا ہوگا

اسی لفظ صلوٰۃ کی نسبت جب ملائکہ کی طرف ہوگی تو معنیٰ برکت کی دعا ہوگا اور جب مؤمنین کی طرف ہوگی تو نماز اور رحمت کی درخواست ترجمہ ہوگا

دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (پ22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی علیہ السلام پر

تو اللہ کی صلوٰۃ ہے — حضور کی صفت وثنا کرنا

اور فرشتوں کی صلوٰۃ ہے — "یبرکون" برکت کی دعا کرنا

اور فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo

(پ23 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56)

اے ایمان والو! تم بھی اس نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

جب مؤمنین کی طرف صلوٰۃ منسوب کی گئی تو معنی ہوگا تم درخواست کرو کہ اے

اللہ رحمت بھیج حضور پر اور "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" میں اسی لفظ صلوٰۃ کا معنی نماز ہے کیونکہ یہ بھی اُمت کے مؤمنین کی طرف منسوب ہے

اسی طرح ہجر کا معنیٰ جب یہ لفظ حضور کی طرف منسوب ہوگا تو ہذیان نہیں کیا جائے گا

بلکہ "پریشانی کی بات کرنا" کیا جائے گا لہٰذا صحابہ نے کوئی گستاخی نہیں کی بلکہ کہا حضور کی باتوں میں پریشانی شدتِ تکلیف کی وجہ سے ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ o

تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول کا عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ
سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ
افادات شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مکمل چار جلدوں میں
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

چھٹا خطبہ (ذوالحجہ شریف)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

اور شاندار کارنامے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَّ خُلُقَ الْاِسْلَامِ الْحَیَاۗءُ

صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

تذکرہ فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی!

آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل، محامد اور ان کی خلافت کے شاندار کارناموں کا تذکرہ کیا جائے گا

تلاوت کردہ حدیث پاک میں سرکار ابد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث مبارکہ

لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا ۔

ہر دین کا کوئی خلق (صفت و خصلت) ہوتا ہے

ہمارا دین سب ادیان کا جامع ہے

ذرا توجہ رہے کہ

ہمارا دین	سب سابقہ ادیان کا خلاصہ ہے
ہمارا قرآن	سب آسمانی کتابوں کا نچوڑ ہے
ہماری شریعت	سب شریعتوں کی جامع ہے
ہمارا نبی علیہ السلام	سب نبیوں کا امام ہے

تو پھر اس دین میں جو اوصاف و خصائل اور خلق ہوگا وہ بھی سب سابقہ ادیان کے خصائل و اوصاف اور اخلاق کا مجموعہ ہوگا

اسلام کا خُلق حیاء ہے

تو آیئے معلوم کریں ہمارے دین اسلام کا خلق کیا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

وَخُلُقَ الْاِسْلَامِ الْحَیَاۗءُ (مشکوۃ شریف ص432 ابن ماجہ شریف)

اسلام کا خلق حیاء ہے۔

Scanned with CamScanner

حیاء ملائکہ کی صفت حسنہ ہے

حضرات گرامی!

حیاء کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے سرکار دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَیَاءَ صِفَةٌ جَمِیْلَةٌ مِّنْ صِفَاتِ الْمَلَائِکَةِ (مشکوٰۃ)

حیاء فرشتوں کی صفات جمیلہ میں سے ایک اچھی صفت ہے

حیاء ایمان سے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ (جامع الترمذی جلد نمبر 2 ص 86 مشکوٰۃ شریف ص 431)

حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے

حیاء خیر ہی لاتا ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ارشاد نبوی ہے

اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص 431، بخاری شریف جلد ثانی ص 903)

حیاء نہیں لاتا مگر خیر کو

ایک اور روایت میں فرمایا:

حیاء خیر کل ہے

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ حیا کل کا کل خیر ہے

حضرت عثمان کامل الحیاء ہیں

حضرات گرامی!

تمام ادیان کے خلاصہ کا وصف ہے — حیاء

حیا جو کُل کا کُل — خیر ہے

حیاء جو خیر کے سوا — کچھ نہیں لاتا

حیا جو ایمان سے ہے — اور ایمان جنت میں ہے

حیا جو فرشتوں کی ایک — صفت جمیلہ ہے

کیا میں اس سے حیا نہ کروں

اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ کامل الحیاء ہیں جن سے ملائکہ بھی حیاء کرتے ہیں' اُم المؤمنین سیدہ عائشہ الصدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِیْ بَیْتِهٖ کَاشِفًا عَنْ فَخِذَیْهِ اَوْ سَاقَیْهِ (مسلم شریف جلد دوم ص 277 مشکوٰۃ شریف ص 560)

نبی اکرم ﷺ (ایک مرتبہ) لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران مبارک یا پنڈلیاں مبارکہ عریاں تھیں

حضرت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی' سرکار نے اجازت مرحمت فرمائی (وہ اندر آ گئے) اور حضور اسی حالت میں رہے

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کا اذن چاہا

آقا علیہ السلام نے انہیں بھی اجازت دے دی وہ اندر آئے اور حضور بدستور اسی حالت میں رہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو

فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَوّٰی ثِیَابَهٗ

تو نبی اکرم ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالیے۔

یعنی ان عریاں مبارک پنڈلیوں کو ڈھانک لیا اور مبارک رانوں پر چادر ڈال لی

جب یہ تینوں حضرات چلے گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

Scanned with CamScanner

میرے والد ابو بکر آئے تو آپ اسی حالت میں رہے

پھر حضرت عمر آئے تو بھی آپ اسی حالت میں رہے

مگر جب عثمان غنی آئے تو آپ نے کپڑے بھی درست فرمائے اور اُٹھ کر بیٹھ بھی گئے؟

تو نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ

کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْعُثْمَانَ رَجُلٌ حَیٌّ وَاِنِّیْ خَشِيْتُ اَنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ اِنْ لَا يَبْلُغُ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ (مسلم شریف جلد دوم ص 277)

''یقیناً عثمان غنی با حیاء شخص ہے مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسے اسی حالت میں اندر آنے کی اجازت دی تو اپنی حاجت روائی کے لیے میرے پاس نہیں آئے گا''۔

جس کی حیاء کی گواہی خود نبی دیں

گرامی قدر سامعین!

ذرا غور کیجئے

حیاء ایمان ہے   ایمان جنت میں

تو جس کے حیاء کی گواہی زبان نبوت دے رہی ہے وہ کیوں جنتی نہ ہوگا

وہ صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنت میں نبی کا رفیق بھی ہوگا جیسا کہ فرمایا:

كَانَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ۔

جنت میں میرا رفیق عثمان ہوگا

حیاء خیر کل ہے   اس کے سوا کچھ نہیں

تو جس کی حیاء کی گواہی   میرے آقا دیں وہ خیر کیوں نہیں ہو

تو جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کا دور خلافت بہتر نہیں تھا وہ نبی کی اس حدیث پر غور کریں کہ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ

حیا صفت ملائکہ ہے

تو ملائکہ کو اس صاحب حیا سے کتنی محبت ہوگی جس کی حیاء کو نبی بیان کر رہے ہیں

فرشتے بھی   صفت حیاء کے حامل

عثمان بھی   صفت حیاء کے حامل

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

جہاں فرشتے ہوں گے   وہیں عثمان ہوں گے

جہاں عثمان ہوں گے   وہیں فرشتے ہوں گے

اور جہاں فرشتے اور عثمان   ہوں گے

وہیں انبیاء ورسل کے سلطان   ہوں گے

اگر نبی علیہ السلام کی رفاقت لینی ہے تو   عثمان کے قدم چومو

اگر حیاء سے وراثت لینی ہے تو   عثمان کے قدم چومو

فرمایا: حیاء وفا سے ہے

عثمان کامل الحیاء ہے

کیا مطلب! عثمان صاحب وفا ہے

عثمان صاحب حیاء بھی صاحب وفا بھی

اگر وہ با حیاء ہے تو وہ صاحب وفا ہے

نبی نے فرمایا: عثمان جیشِ عُسرت کے آلاتِ حرب چاہیے ہیں   عرض کی بندہ حاضر ہے

نبی نے فرمایا: میٹھے پانی کا کنواں بئر رومہ خریدنا چاہتے ہیں   عرض کی بندہ حاضر ہے

نبی نے فرمایا: مسجد کی جگہ وسیع کرنی ہے   عرض کی بندہ حاضر ہے

کیونکہ بندہ صاحب حیاء بھی ہے اور صاحب وفا بھی

نبی علیہ السلام نے دیکھا حیاء عثمان کو تو چاہا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس کامل الحیاء سے کر دوں

نکاح عثمان آسمانوں پر

حضراتِ گرامی!

ادھر نبی علیہ السلام یہ خیال فرما رہے ہیں

ادھر جبریل امیں یہ فرمان لے کر آ رہے ہیں

پیارے حبیب اللہ فرماتا ہے

اگر عثمان   تمہیں پسند ہے

تو پھر عثمان   ہمیں پسند ہے

آپ نے اسے شرف دامادی عطا کرنے کا   خیال کیا ہے

ہم نے سرِ عرش اس دامادی کو   بحال کیا ہے

اور عثمان کا نکاح رقیہ بنت رسول سے کر دیا ہے

آسمانوں پر یہ نکاح   ہو چکا ہے

زمین پر یہ نکاح   آپ کر دیں

تاکہ دُنیا کو حیاءِ عثمان کی اہمیت کا پتہ چلے

تاکہ بے ایمانوں کو وفائے عثمان کا علم ہو جائے

رضائے مصطفیٰ ہی رضائے خدا ہے

گرامی خدا!

آپ بچیوں والے ہیں نا

جن کے ہاں بچیاں ہوں وہ متفکر رہتے ہیں

کوئی اچھا نیک سیرت باکردار باحیاء اور باوفا بچہ مل جائے ہم اسے اپنا داماد بنا لیں، میرے نبی علیہ السلام کی چار شہزادیاں تھیں

اندازہ کیجئے نبی علیہ السلام نے کس کا انتخاب کیا

جناب ابوالعاص ؓ کا

جناب علی المرتضیٰ ؓ کا

جناب عثمان غنی ؓ کا

تو جب آپ کے داماد باکردار ہونے چاہئیں

جب آپ کے داماد نیک سیرت ہونے چاہئیں

جب آپ کے داماد باحیاء و باوفا ہونے چاہئیں

تو نبی نے داماد ایسے ہی بنا لیے؟

ذرا بتاؤ   نبی کے داماد کیسے   باکردار ہوں گے

نبی کے داماد کیسے   نیک سیرت ہوں گے

نبی کے داماد کیسے   باحیاء و باوفاء ہوں گے

دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان سے

میرے آقا عثمان غنی ؓ کا حیاء اور وفا کا تو یہ عالم ہے کہ جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ کا انتقال ہو گیا تو اتنا دکھ ہوا

ہر لمحہ   اداس

ہر آن   پریشان

ہر وقت   گریہ

پوچھنے والے نے پوچھا یہ سب کچھ کیوں؟

Scanned with CamScanner

کہا: اس سے زیادہ افسوسناک امر کیا ہوگا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا رشتہ منقطع ہوگیا' جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے سامنے فرمایا:

عثمان یہ جبریل آئے ہیں اور کہتے ہیں اللہ نے عثمان کا نکاح رقیہ کے مہر پر اُم کلثوم سے کردیا ہے

آسمانوں پر نکاح ہو چکا　　　اب ہم زمین پر بھی کرتے ہیں

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

اور پھر برسرِ منبر میرے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اگر میری سو بیٹیاں ہوں تو

لوگو! سنو یہ تو دوسری بیٹی کا نکاح میں نے عثمان سے کیا ہے' رب کعبہ کی قسم! اگر میری چالیس بیٹیاں ہوں اور وہ اسی طرح انتقال کرتی جائیں تو میں محمد (ﷺ) ایک ایک کرکے عثمان کے نکاح میں دیتا جاؤں۔

اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے فوت ہوتی جائیں تو میں ایک ایک کرکے عثمان کے نکاح میں دیتا جاؤں۔

(ابن عساکر)

حضرت عصمہ بن مالک فرماتے ہیں:

لَمَّا مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُزَوِّجُ عُثْمَانَ لَوْ كَانَ لِيْ ثَالِثَةٌ لِزَوَّجْتِهٖ وَمَا زَوَّجْتُهٗ اِلَّا بِالْوَحْيِ مِنَ اللّٰهِ (تاریخ الخلفاء ص108)

''جب نبی کریم علیہ السلام کی دوسری صاحبزادی کا انتقال ہوگیا جو کہ حضرت عثمان کے نکاح میں تھیں تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میری تیسری بیٹی بھی اس کے بعد ہوتی تو میں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور

منشاء الٰہی کے تحت عثمان کے نکاح میں دے دیتا''۔

عثمان ذی النورین بزبان علی

گرامی قدر سامعین!

نہج البلاغہ شیعہ حضرات کی مایہ ناز کتاب ہے جس میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے خطبات کو قلم بند کیا گیا ہے اس میں مرقوم ہے کہ

وَاَمَّا فَضِيْلَتُهٗ عَلَيْهِمَا فِي الصِّهْرِ فَلِاَنَّهٗ تَزَوَّجَ بِنْتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُقَيَّةَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ تُوُفِّيَتِ الْاُوْلٰى فَزَوَّجَهُ النَّبِيُّ بِالثَّانِيَةِ وَلِذَا سُمِّيَ ذَالنُّوْرَيْنِ

(نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) جلد اول ص374)

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر وعمر سے رشتہ کے لحاظ سے اس لیے فضیلت زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے دو صاحبزادیاں یعنی رقیہ اور اُم کلثوم ان کے نکاح میں دیں پہلی فوت ہوگئی تو دوسری کا نکاح ان سے کردیا اس لیے ان کا نام ذی النورین رکھا گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ابن ابان الجعفی سے روایت فرماتے ہیں کہ مجھے جعفی نے کہا: کیا تو جانتا ہے حضرت عثمان کو ذی النورین کیوں کہتے ہیں؟

میں نے کہا: نہیں

تو انہوں نے کہا:

لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ غَيْرَ عُثْمَانَ (تاریخ الخلفاء بحوالہ بیہقی ص105)

پورے بنی آدم میں منفرد

اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لیکر آج تک سوائے حضرت عثمان کے کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں (یکے بعد

دیگرے) آئی ہوں

پورے بنی آدم میں وہ صرف اور صرف عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہے جنہیں یہ شرف حاصل ہے اور وہ بھی امام الانبیاء علیہ السلام سے اس لحاظ سے وہ انفرادی حیثیت کے حامل ہیں

آسمانی لقب ذوالنورین

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

فَقَالَ ذَاكَ امْرَءٌ يُدْعَى فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى ذُوالنُّوْرَيْنِ كَانَ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتَيْهِ (ابن عساکر ص105)

تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ حقیقت ہے کہ آسمانوں پر بھی ان کا لقب ذی النورین ہے اور نبی کریم علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کی بدولت حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔

حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہما

امام سیوطی فرماتے ہیں:

تَزَوَّجَ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَمَاتَتْ عِنْدَهٗ فِيْ لَيَالِيْ غُزْوَةِ بَدْرٍ فَتَاَخَّرَ عَنْ بَدْرٍ ۔الخ

نبی کریم علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی سے کیا اور جنگ بدر کے موقع پر فوت ہو گئیں چونکہ وہ بیمار تھیں اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: تم میری بیٹی کی دیکھ بھال کرو اور جتنا ثواب و اجر جنگ میں شریک ہونے والوں کو ملے گا اتنا ہی تمہیں ملے گا جس دن فتح کی خوشخبری پہنچی اس دن حضرت رقیہ کو دفن کیا گیا۔

فَزَوَّجَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهَا اُمَّ كُلْثُوْمٍ

(تاریخ الخلفاء ص105)

پھر نبی کریم علیہ السلام نے اس کے بعد حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا۔

یہی مضمون تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ بخاری شریف جلد اوّل ص 523 مشکوٰۃ شریف ص 562 پر بھی موجود ہے۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ

حضراتِ گرامی!

ان حوالہ جات سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ میرے آقا کی دو شہزادیوں سے ترویج کی وجہ سے حضرت عثمانؓ ذی النورین تھے وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ سرکار علیہ السلام کی شہزادیاں چار تھیں

حضور کی چار صاحبزادیاں

اہلسنّت و جماعت تو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں مگر روافض اس کا انکار کرتے ہیں لہٰذا میں روافض کی کتب سے چند حوالے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرے نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں چار تھیں اور اگر اس کے تفصیلی حوالے دیکھنے ہوں تو فقیر کی کتاب اسرار خطابت جلد ششم ملاحظہ فرمائیں

ثبوت شیعہ کتب سے

حضراتِ محترم! ملاں باقر مجلسی حیات القلوب میں رقم طراز ہے کہ ”در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب“

(حیات القلوب جلد دوم ص588)

قرب الاسناد میں حضرت جعفر سے معتبر روایت کی گئی ہے کہ حضرت رسول خدا کے لیے حضرت خدیجہ سے طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب پیدا ہوئے

Scanned with CamScanner

رقیہ زوجہ عثمان تھیں

''عثمان ور قیہ دختر حضرت رسول خدا کہ زن او بود''

(حیات القلوب جلد دوم ص305 از ملاں باقر مجلسی)

عثمان اور رقیہ رسول خدا کی بیٹی کہ عثمان کی بیوی تھیں۔

دو صاحبزادیوں کے نکاح عثمان سے

''فاطمہ را بحضرت امیر المؤمنین تزویج نمودند و تزویج کرد با ابو العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را و بعثمان بن عفان ام کلثوم را پیش آنکہ بخانہ آں...... بردر برحمت الٰہی واصل شد و بعد از وحضرت رقیہ را با وتزویج نمود'' (حیات القلوب جلد دوم ص588)

فاطمہ کا نکاح امیر المؤمنین سے کیا اور زینب کا ابو العاص بن ربیعہ کہ جو بنی امیہ سے تھے ان کے ساتھ اور عثمان کے ساتھ ام کلثوم کا اور رخصتی سے پہلے وفات پا گئیں تو ان کے بعد رقیہ کا نکاح ان سے ہوا۔

عیاشی روایت کردہ است

''عیاشی روایت کردہ است کہ حضرت جعفر صادق پرسیدند کہ آیا رسول خدا دختر خود را بعثمان داد؟ حضرت فرمود کہ بلیٰ راوی گفت کہ دختر آنحضرت را شہید کرد باز دختر دیگر باو داد حضرت فرمود بلی''

(حیات القلوب جلد دوم ص592 ملا باقر مجلسی)

''عیاشی نے حضرت جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا حضور نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان سے کیا فرمایا ہاں! لوگوں نے کہا: ان کے وصال کے بعد دوسری صاحبزادی بھی دی تو فرمایا: ہاں!''

حضور کا ارشاد بمتعلق بنات اربعہ

''وخدیجہ خدا اورا رحمت کند از یں طاہر و مطہر را بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود قاسم را آورد و فاطمہ ورقیہ وزینب وام کلثوم از وبہم رسانیدند''۔

(حیات القلوب جلد دوم ص87 ملاں باقر مجلسی)

اور خدیجہ نے خدا اس پر رحمت کرے مجھ سے طاہر و مطہر کو جنم دیا کہ وہ عبد اللہ تھے اور قاسم کو اور فاطمہ ورقیہ وزینب اور اُم کلثوم کو بھی جنم دیا۔

حضرات یہ حوالے نمونہ از مشتے خروارے کیونکہ جملہ کے وقت میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی ورنہ بہت سی کتابوں میں بے شمار حوالجات بنات اربعہ پر موجود ہیں اور نکاح رقیہ وام کلثوم بعثمان غنی ثابت ہے

ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

بے حیاء کو باحیاء سے کیا تعلق

گرامی قدر سامعین!

میں حیاء عثمان غنی کا ذکر کر رہا تھا کہ

حیاء عثمان	خدا کو پسند آ گیا
حیاء عثمان	مصطفیٰ کو پسند آ گیا
حیاء عثمان	ملائکہ کو پسند آ گیا

مگر چند بے دینوں ملحدوں اور ضلالت کی اندھیریوں میں گھنے والوں کو پسند نہیں آیا

بھلا کوئی صاحب حیاء	بے حیاء کو پسند آ سکتا ہے؟

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے مبغض عثمان کا جنازہ نہ پڑھا

ملاحظہ ہو ایسے بے حیاء کا جنازہ تو نبی کریم علیہ السلام نے نہ پڑھا جو بغض عثمان دل میں رکھتا تھا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی عرض کیا گیا یارسول اللہ ہم نے آپ کو کبھی کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا

قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 212)

آپ نے فرمایا: یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

جو بے حیاء عثمان غنی سے بغض رکھے — رسول اللہ اس کا جنازہ نہیں پڑھتے

جو بے حیاء حضرت عثمان غنی سے بغض رکھے — اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے

تو آج ان سے میل جول اور اخلاق رکھنے والے اللہ رسول کو پسند آئیں گے؟

کیا ایسے لوگوں سے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہوں گے؟

یہ سرکاری و درباری ملاں

آج کل کے یہ سرکاری و درباری ملاں اور ضمیر فروش مولوی و مفتی جو حکمرانوں کی پالیسیوں کے تحت فتوے بدل کر مبغضین صحابہ کرام کو مسلمان گردانتے ہیں اور حکومت کے نزدیک یہ روشن خیالی ہے وہ ملاں اور یہ حکمران مجھے بتائیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے مبغض رسول کا جنازہ نہ پڑھ کر تمہاری اس صلح کلی پالیسی اور روشن خیالی کا جنازہ نہیں نکال دیا

تم ہمارے جیسے درویشوں کو فرسودہ خیال اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ کہتے ہو اور یہ آم چوسی خشخشی داڑھیوں والے مولوی جو دین سے بالکل بے بہرہ ہیں تمہیں ترقی پسند اور روشن خیال نظر آتے ہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ

ع کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام

جو صاحب پلائے تو چٹ کیجئے

کیا تم نے یہ حدیث نہیں پڑھی

ایمان فروش مولویو! اور فتویٰ فروش مفتیو! میں تم سے خدا کے لئے سوال کرتا ہوں کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں پڑھی کہ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِيْ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا (جامع خطیب بغدادی)

جب فتنے ظاہر ہوں

یا بدعات جنم لینے لگیں

اور میرے صحابہ کو سب و شتم کیا جانے لگے

تو ضرور علماء کو چاہیے کہ وہ اپنا علم ظاہر کریں

اور جس نے ایسا نہ کیا

اس پر اللہ کی لعنت

فرشتوں کی لعنت

تمام لوگوں کی لعنت

اللہ تعالیٰ اس کے فرائض قبول کرے گا نہ نوافل

بتاؤ اے علم کے دعوے دارو

لمبی لمبی داڑھیوں ہاتھوں میں تسبیحوں سمیت تم جب اصحاب رسول کو سب و شتم ہوتا دیکھتے ہو اور سرکاری و درباری ہونے کی وجہ سے اپنے علم کو ظاہر نہیں کرتے تو اس حدیث کے مطابق تم کیا ہوتے ہو

Scanned with CamScanner

یہ ملاں عالم نہیں ہیں

کیونکہ عالم تو وہی ہوگا جو اس وقت اپنا علم ظاہر کرے

فَلْيُظْهِرُ الْعَالِمُ عِلْمَهُ

اور اب کون سا وقت آئے گا اظہار علم کا

اس دور میں میرے نزدیک یہ سرکاری ملاں عالم نہیں

میرے نزدیک یہ درباری مفتی عالم نہیں

میرے نزدیک یہ مسندوں پر بیٹھ کر پڑھانے والے عالم نہیں

یہ صرف ونحو کے دورے کرانے والے عالم نہیں

یہ سجادوں پر بیٹھ کر درس قرآن وحدیث دینے والے عالم نہیں

اس وقت عالم وہ ہے

جو صداقت صدیق کا علمبردار ہے

جو عدالت فاروق کا علمبردار ہے

جو حیائے عثمان کا علمبردار ہے

جو شجاعت حیدر کا علمبردار ہے

جس کے شب وروز میرے نبی کے یاروں کی توصیف میں گزرتے ہیں

جس کی زبان پہ بلال کے مصائب کا تذکرہ ہے

جس کے ہونٹ ابوذر غفاری، سلمان فارسی کی شان بیان کر رہے ہیں

جو ہجرت کی راتوں کا تذکرہ کرکے اپنی راتیں مزین کرتا ہے

جو صحابہ کی عظمت کے پھریرے لہرا کر اپنے دنوں کو روشن کرتا ہے

وہ عالم ہے

فَلْيُظْهِرُ الْعَالِمُ عِلْمَهُ

اور جو ایسا نہیں کرتا

بس نمازیں پڑھتا ہے

صوفی ہے تہجد، اشراق، اوابین، چاشت پر ہی سارا زور صرف کرتا ہے اور سبّ صحابہ کے سد باب کے لیے اپنے علم کو میدان عمل میں نہیں لاتا

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ — اس پر اللہ کی لعنت

وَالْمَلَائِكَةِ — فرشتوں کی لعنت

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ — تمام لوگوں کی لعنت

لَا يَقْبَلُ اللهُ عَدْلاً وَّلَا صَرْفًا — نہ اسکے فرض قبول اور نہ ہی اس کے نفل قبول

یہ حدیث مبارک ہے

جو ہر کلمہ گو کو تسلیم کرنی چاہیے

وہ حکمران ہو یا رعایا ہو

وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو

وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو

وہ عالم ہو یا جاہل ہو

وہ کوئی متقی ہو یا میرے جیسا کوئی گنہگار ہو

فرمان مصطفیٰ ہر مسلمان کے ایمان کی جلا ہے

اسلام کو نقصان پہنچانے والے

حضرات گرامی!

یہ حقیقت ہے کہ دین کو جتنا نقصان دو طبقوں نے پہنچایا ہے کسی نے نہیں پہنچایا

اسلام کے نام پر حکومت کرنے والے حکمرانوں نے

سرکاری مراعات لینے والے درباری ملاؤں نے

اکبر بادشاہ حکمران تھا اس نے اسلام کو نقصان پہنچایا

فیضی اور اس کے ساتھی درباری ملاں تھے انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا

Scanned with CamScanner

یزید حکمران تھا اس نے — اسلام کو نقصان پہنچایا
مولوی اس کے درباری تھے — انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا
مگر حق والوں نے آواز بلند کی
امام حسین ؓ نے روضۂ رسول چھوڑ کر کربلا میں حق کا پرچم بلند کیا
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جیل قبول کر کے قید میں حق کا پرچم بلند کیا
سرکاری مولویو اور درباری مفتیو!
تم نے — مرنا بھی ہے
قبر میں — جانا بھی ہے
حشر میں — پیش ہونا بھی ہے
موت کی تکلیف کو یاد کرو
قبر کی تاریک وطویل رات کو یاد کرو
گرمیٔ محشر کا پچاس ہزار سالہ دن یاد کرو
وہاں کوئی حکمران — کام نہ آئے گا
وہاں یہ حرام مال — کام نہ آئے گا
وہاں یہ سرکاری مراعات — کام نہ آئیں گی
وہاں کام آئے گی تو — اہل بیت کی محبت کام آئے گی
وہاں کام آئے گی تو — صحابہ کرام کی عقیدت کام آئے گی

یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں

حضراتِ گرامی!

میں ذکر کر رہا تھا حیاءِ عثمان کا اور بیان کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بے حیاء کا جنازہ نہیں پڑھا تھا جو مبغضِ عثمان تھا اور سنیے حدیث پاک کہ حضرت عثمان حضور کو کتنے پسند تھے حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو میں

نے دیکھا کہ رات کے پہلے وقت سے لے کر طلوعِ فجر تک ساری رات یہ فرماتے رہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ (نورالابصار ص 70)

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو جا۔

ساری اُمت سے زیادہ باحیاء

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اَشَدُّ اُمَّتِیْ حَیَآءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ (نورالابصار ص 71)

میری ساری امت سے زیادہ حیاء دار عثمان بن عفان ہے۔

خوبصورت جوڑا

حضراتِ محترم! حضرت اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے ایک بادیہ گوشت دے کر حضرت عثمان ؓ کے پاس بھیجا جب میں آپ کے گھر میں گیا تو حضرت رقیہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں میں کبھی حضرت رقیہ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان ؓ کی صورت دیکھتا تھا۔

جب میں آپ کے گھر سے واپس آ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا

اسامہ! تم عثمان کے گھر کے اندر گئے تھے

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

ارشاد ہوا کہ کیا تم نے ان میاں بیوی سے خوبصورت میاں بیوی دیکھے ہیں؟

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کبھی نہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص 233-234)

ہجرت اوّل پر دعائے رسول

ابو یعلیٰ نے حضرت انس ؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ مسلمانوں میں سب سے

Scanned with CamScanner

پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی
اس پر سرورِ عالم نے اس طرح دعا فرمائی کہ

''اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہو''

اور لوط علیہ السلام کے بعد عثمان ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کی ہے۔(تاریخ الخلفاء ص234)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت

ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے
اپنی صاحبزادی اُم کلثوم کا حضرت عثمان کے ساتھ نکاح کر کے ان سے فرمایا تھا:

''تمہارے شوہر تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد
محمد (مصطفیٰ ﷺ) سے شکل وصورت میں بہت مشابہ ہیں''۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے ارشاد فرمایا:

ہم اور عثمان اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص234)

شانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی! میرے آقا علیہ السلام کے اس پیارے صحابی کے مقام رفیع کو
کون بیان کرسکتا ہے

جس سے رسول اللہ راضی ہوں
جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو
جو ساری اُمت سے زیادہ باحیاء ہو
جو سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والا ہو
جو ابراہیم اور میرے آقا علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ ہو

اولیاتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو سخاوت کے امین تھے
امام سیوطی نے آپ کے اولیات وایجادات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے لوگوں کے لیے جاگیریں مقرر فرمائیں
جانوروں کے لیے چراگاہیں قائم ہیں
آپ نے حکم دیا کہ تکبیر میں آواز پست رکھیں (اذان کی طرح بلند آواز نہ ہو)
مسجدوں میں بخورات جلانے کو رواج دیا جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی تھی
جمعہ کے دن اذان اوّل دینے کا حکم آپ نے صادر فرمایا:
مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں
آپ ہی نے سب سے اوّل لوگوں کو خود زکوۃ نکالنے کا حکم دیا
سب سے پہلے آپ ہی وہ فرد ہیں جو اپنی والدہ کی حیات میں خلیفہ مقرر ہوئے
آپ ہی نے سب سے اوّل پولیس کے عہدیدار مقرر فرمائے
آپ ہی نے سب سے پہلے مسجد میں اپنے لیے ایک مقصورہ تعمیر کروایا تاکہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی صعوبت پیش نہ آئے (کہ حضرت عمر کو مسجد میں محراب امام میں
خنجر سے زخمی کیا گیا تھا)
سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت پر اختلاف ہوا
آپ ہی نے سب سے پہلے مع اہل وعیال کے راہ خدا میں ہجرت فرمائی
آپ ہی نے تمام مسلمانوں کو سب سے اوّل ایک ہی قرأت قرآن پر جمع فرمایا:
اوّلاً آپ ہی کے زمانے میں غنیمت کے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ
لوگ فکر معاش سے آزاد ہوگئے۔(تاریخ الخلفاء ص251-252)

پہلا بحری جہاد آپ کی خلافت میں ہوا

وہ بحری جہاد کہ جس کے مجاہدین کو نبی کریم علیہ السلام نے جنتی قرار دیا حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت امیر معاویہ کی قیادت میں واقع ہوا

كَانَ اَمِيْرُ ذٰلِكَ الْجَيْشِ مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِىْ سُفْيَانٍ فِىْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ(اسد الغابہ جلد نمبر 5)

اس لشکر کے امیر وسپہ سالار حضرت امیر معاویہ تھے حضرت عثمان کی خلافت میں یزیداس میں شامل نہ تھا جس کے متعلق نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا تھا:

اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا (بخاری)

پہلا لشکر میری اُمت سے جو بحری جہاد کرے گا اس نے جنت واجب کر لی۔

دیگر فتوحات

آپ کی خلافت کے پہلے سال 24 ہجری میں ملک رے فتح ہوا

اسی سال ملک روم کا ایک وسیع رقبہ فتح کرلیا گیا

آپ کی خلافت میں افریقہ فتح ہوااور ملک اندلس بھی مسلمانوں نے حاصل کر لیا۔ (تاریخ الخلفاء ص239)

دی اذانیں ہم نے یورپ کے کلیساؤں میں
اور افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

Scanned with CamScanner